تمتع زہر گوشۂ یافتم
زہر خرمنے خوشۂ یافتم

نمکدانِ فصاحت

یعنی

اردو - فارسی اور عربی زبان کے علمی - ادبی - تاریخی - صرفی نحوی اور شاعرانہ صنائع و لطائف کا ایک دلچسپ مجموعہ

از

میر ولی اللہ بی - اے - ایل ایل بی - وکیل
ایبٹ آباد

کاشی رام پریس لاہور میں دیوان چند منیجر کے اہتمام سے چھپا
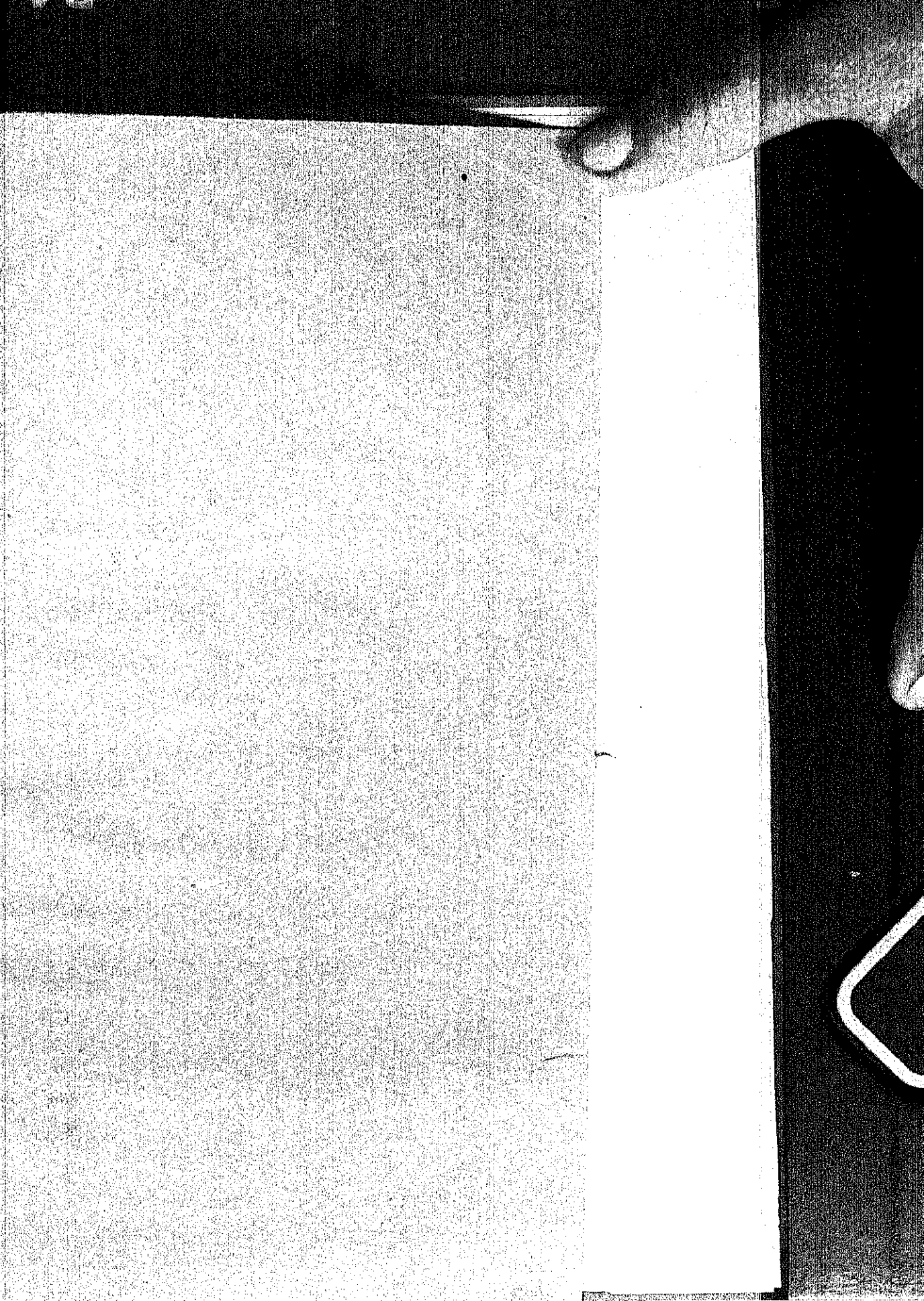
بار اوّل	تعداد ایک ہزار	قیمت فی جلد [illegible]

گلدانِ فصاحت

(کاشی رام پریس لاہور میں باہتمام دیوانچند منیجر چھپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

تمتع ز ہر گوشۂ یافتم
ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم

میری عادت ہے کہ مطالعہ کے وقت ہمیشہ پنسل پاس رہتی ہے - جہاں کہیں کوئی دلچسپ بات دیکھی - حاشیہ پر نشان کر دیا - یہہ ان ہی نشان شدہ مقامات کی جمع آوری ہے اور بس - کوئی ترتیب یا تبویب ملحوظ نہیں رکھی گئی - تاہم اُمید ہے کہ گلشنِ ادب کے پھولوں کا یہہ گلدستہ اصحابِ علم کے ہاتھوں میں پہنچکر داد انتخاب، حاصل کرنے میں کامیاب ثابت ہوگا - آمین -

میں اپنے محترم اور عزیز دوست چودھری محمد علی خاں صاحب بی - اے - ایل ایل بی وکیل ایبٹ آباد کا نہایت شکر گزار ہوں - کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت خرچ کر کے اس کتاب کی صوری اور معنوی تنظیم میں میری امداد فرمائی ؎

نیازمند

میر ولی اللہ وکیل - ایبٹ آباد - یکم جنوری ۱۹۲۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوند کریم شاعر نہیں اور نہ شاعروں کو پسند کرتا ہے (اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ) تاہم دنیا کو ایک موزون مصرعہ دیدیا تاکہ لوگ اس مصرعے پر مصرعے لگائیں۔ چنانچہ مختلف شعراء نے اس باب میں طبع آزمائیاں کی ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

خطبۂ قدس است بمالک قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(امیر خسرو)
آمدہ سرچشمۂ فیضِ عمیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(ملا شیدا)
سرو سہی پوشش ریاضِ نعیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
ابروئے خوش وسمۂ حسنِ قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
مطلعِ دیباچۂ نظمِ قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
ہست صلائے سرِ خوانِ کریم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(جامی)
ہست کلیدِ درِ گنجِ حکیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(نظامی)
تیرِ شہاب است بدیوِ رجیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(زلالی)
اعظمِ اسمائے علیم و حکیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(جامی)
طرّۂ دستارِ کلامِ کلیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
منبعِ تحمیدِ خدائے کریم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	(عشقی)
رہبرِ ہر راہروِ مستقیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
زینتِ اوراقِ کتابِ قدیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
ہست کلیدِ درِ دارالنعیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
باعثِ ایجابِ دعائے صمیم	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	

قرآن کریم اور شاعری

قرآن کریم میں کوئی شعر نہیں۔ پھر بھی کہیں کہیں موزون عبارتیں موجود ہیں۔ دیکھیے

ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ	ثُمَّ اَنْتُمْ هٰؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ

پورا شعر ہے۔ لیکن شعر کی تعریف میں نہیں آتا۔

رسولِ کریم کی شاعری

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم شاعر نہ تھے۔ چنانچہ قرآن کریم نے کئی مقامات پر اس حقیقت کا اعلان کیا ہے۔ تاہم طبع سلیم بعض دفعہ بے ساختہ موزون کلام پیدا کر دیتی ہے چنانچہ ایک لڑائی میں آپ کی انگلی زخمی ہو کر خون آلودہ ہوئی۔ جس پر آپ نے فرمایا۔

هل انتِ الا اصبع دميتِ	وفی سبيل الله ما لقيتِ

(نہیں تو مگر انگلی کہ خون آلودہ ہوئی۔ اور خدا کی راہ میں ہے وہ تکلیف جو دیکھی تو نے۔

(مشکوٰۃ باب البیان)

اسی طرح خندق کے دن مٹی اٹھا رہے تھے کہ آپ کا شکم غبار آلودہ ہوا۔ آپ نے فرمایا

والله لولا الله ما اهتدينا	ولا تصدقنا ولا صلينا
فانزلن سكينة علينا	وثبت الاقدام ان لاقينا
ان الاولى قد بغوا علينا	اذا ارادوا فتنة ابينا

(قسم ہے خدا کی کہ اگر نہ ہدایت ہوتی اللہ کی تو راہِ راست نہ پاتے ہم اور نہ صدقہ دیتے ہم اور نہ نماز پڑھتے ہم۔ پس اُتار اے اللہ آرام اور آہستگی ہم پر اور ثابت رکھ قدم ہمارے اگر ملیں ہم دشمنانِ دین سے۔ تحقیق ان کفارِ مکہ نے زیادتی کی ہے ہم پر بسبب اس کے کہ جب ارادہ کرتے ہیں وہ فتنہ کا۔ انکار کرتے ہیں ہم)

(مشکوٰۃ باب البیان)

اَلَّذِیْ یَنْتَشِرُ فِیْ بَیْتِہٖ

سیوطی نے تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ الناصر لدین اللہ خلیفہ عباسی کو برخلاف اپنے بزرگوں کی روش کے مذہب امامیہ سے رغبت تھی۔ اُس نے

ایک روز ابن جوزی سے پوچھا۔ کہ "مَنْ اَفْضَلُ الصَّحَابَۃِ" یعنی صحابہ میں سے افضل کون ہے۔ ابن جوزی نے جواب دیا۔ کہ "اَفْضَلُ صَحَابَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ بِنْتُہٗ فِیْ بَیْتِہٖ" یعنی افضل صحابہ رسول کریم آن است کہ دُخترِ او در خانۂ اوست۔

(حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تھی۔
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر۔)

(اشعۃ اللمعات جلد اول ذکر ابن جوزی)

اسمٰعیلیہ بُرہانِ قاطع دارند

امام فخرالدین رازی رحمت اللہ علیہ کا قاعدہ تھا کہ درس و افادہ کے وقت جب کسی اختلافی مسئلہ پر پہنچتے اور فرقۂ باطلۂ اسمٰعیلیہ کے کسی عقیدہ کی تردید کرتے تو فرماتے۔

"خلافًا للملاحدۃ لعنہم اللّٰہ ودمّرہم اللّٰہ وخذّلہم اللّٰہ"

محمد بن حسن نے اس بات پر ناراض ہو کر ایک فدائی کو امام صاحب سے انتقام لینے کے لئے مقرر کیا۔ فدائی نے ایک روز موقعہ پا کر خلوت میں امام صاحب کو پکڑ کر گرا لیا اور سینہ پر بیٹھ کر تلوار نکال لی۔ امام صاحب نے پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ فدائی نے کہا کہ آپ ہمیشہ منبر پر ہم کو لعن طعن کرتے ہیں اگر آپ قسم کھا لیں کہ آئندہ آپ ایسا نہ کریں گے تو خیر۔ ورنہ اسیوقت آپ کا کام تمام کئے دیتا ہوں۔ امام صاحب نے وعدہ کر لیا اور جان چھڑا لی۔ اس واقعہ کے بعد جب کبھی آپ اس فرقہ کے عقائد کی تردید کرتے تو صرف یہ فرماتے "خلافًا للاسمٰعیلیہ" یہ لوگ پوچھتے کہ آپ نے ملاحدہ پر لعنت کرنا کیوں چھوڑ دیا ہے تو فرماتے کہ "اسمٰعیلیہ را لعنت نتواں کردن ازیں جہت کہ بُرہانِ قاطع دارند"

(بُرہانِ قاطع۔ اس فدائی کی تلوار کی طرف اشارہ ہے)

(تاریخ روضۃ الصفا جلد چہارم ذکر حکومت محمد بن حسن)

ضرورت شعری

فائق نے لفظ بدّ کو مشدّد لکھا اور اعتراض پر ضرورت شعری کی پناہ لی۔ انشاء اللہ خاں نے تعریف لکھی۔

چہ خوش گفت فائق شاعر غرّا — کہ چوں ذہن او ذہن رسا نباشد
یکے شعر نادر کہ ذر چند دزن — شود خوانده و شک بمعنے نباشد
بدراں لفظ بدّ را بہ دال مشدّد — نوشت است وایں غلط اصلا نباشد
شنید ایں سخن را چو گرد سخن — زانشا کہ ہمسرش اصلا نباشد
بگفتا کہ من شاعر خوش فکرم — چو من ہیچ مقبل گویا نہ باشد
تو گلستاں را نہ دانی درستا — ترا ہیچ شعور و ذکا نہ باشد
سند یاد از استاد استاد ما را — بکلام ما ہیچ خطا نہ باشد
چو تشدید در شعر ضرورت افتد — تشدید صحیح چرا نہ باشد

(خمخانۂ جاوید تذکرۂ انشا)

وَاصِل بن عَطَاء

واصل بن عطاء کی زبان میں نقص تھا اور وہ حرف ”ر“ کو ادا نہیں کر سکتا تھا۔ ہمیشہ ”ر“ کو غین پڑھتا تھا۔ مثلاً احمر کی جگہ احمغ بولتا تھا۔ لیکن چونکہ فاضل تھا اس لئے اپنی اس کوشش میں ہمیشہ کامیاب ہوتا تھا کہ اپنے کلام میں کوئی ایسا لفظ لائے ہی نہیں جس میں حرف ”ر“ واقع ہو۔ ایک موقع پر جب کہ واصل خلیفہ کی خدمت میں موجود تھا۔ کسی شخص نے یہ عبارت ایک کاغذ پر اس کو لکھ کر دی کہ وہ پڑھے۔ ” أَمَرَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ تُحْفَرَ بِئْرٌ فِي الطَّرِيقِ لِيَشْرَبَ مِنْهَا الصَّادِرُ وَالْوَارِدُ “ جس وقت واصل نے کاغذ کھولا فوراً اس طرح پڑھ دیا کہ ” حَكَمَ خَلِيفَةُ اللّٰهِ أَنْ يُنْبَشَ

قَلِیْبٌ فِی الْفَلَاۃِ لِیَسْتَقِیَ مِنْہُ الْغَادِیْ وَالْبَادِیْ"
مطلب دونوں عبارتوں کا ایک ہی ہے کہ "خلیفہ نے حکم دیا ہے کہ راہ میں کنواں کھدوایا جائے تاکہ آنے جانے والے لوگ پانی پئیں"۔ دیکھئے پہلی عبارت حروف رآ سے پُر اور دوسری بالکل خالی۔

(تمرین الطلاب)

اَقْوَالِ مُتَدَاوِلَہ

عربی میں بعض مشہور جملوں کو مختصر کرکے ایک لفظ وضع کر لیتے ہیں۔ جو ان جملوں کے قائم مقام بولا جاتا ہے۔ مثلاً

اَلْبَسْمَلَۃ - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم -
اَلسَّبْحَلَۃ - سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ -
اَلْھَیْلَلَۃ / اَلْھَیْلَلَۃ - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ -
اَلْحَوْقَلَۃ - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ -
اَلْحَمْدَلَۃ - اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ -
اَلْحَیْعَلَۃ - حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ -
اَلطَّلْبَقَۃ - اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَکَ -
اَلدَّمْعَزَۃ - اَدَامَ اللّٰہُ عِزَّکَ -
اَلْجَعْلَفَۃ - جُعِلْتُ فِدَاءَکَ -

(الطرائف للادیب الظریف)

تتمہ

ہمارا خیال تھا کہ لفظ ہے (ترجمہ است) زبان اردو ہی کی واحد ملکیت ہے۔ لیکن خواجہ حافظ علیہ الرحمت بتاتے ہیں کہ نہیں فارس والوں کا بھی اس میں برابر کا حصّہ ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں۔

ساقی اگرت ہوائے ماہے	خبادہ میار درمیاں شے

بعض لوگ تو ہیت۔مہتند کے وزن پر اس کی پوری گردان بھی بیان کرتے ہیں جیسے۔
ہیند۔ ہتی۔ ہیتید۔ ہتیم ہتیم۔ مولانا رُوم کا شعر ہے۔

گفت یارب کہ تراخاصاں ہے اند	کہ مبارک دعوت و فرّخ ہے اند

(بہارِ عجم)

میارید
مے آرید

من بنگ نے خورم میارید / نے آرید — من چنگ نے زنم میارید / نے آرید

(اکبر بادشاہ۔ آتشکدۂ آذر)

چون بیاید ہنوز خر باشد

منشی چندر بھان تخلص برہمن شاہزادۂ دارا شکوہ کا منشی تھا۔ ایک روز اس نے اپنا یہ شعر
دربار میں پڑھا۔

مرا دلیست بکفر آشنا کہ چندیں بار	بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

بادشاہ کی طبیعت میں یہ شعر سن کر کچھ کدورت پیدا ہوئی۔ افضل خاں حاضر جوابی میں
مشہور تھا۔ فوراً بولا۔

خرِ عیسےٰ اگر بہ مکہ رود	چوں بیاید ہنوز خر باشد

(تذکرہ حسینی)

صنعتِ تصحیف

یعنی ایک ایسا جملہ لکھنا کہ حروف کی صورت کو بعینہٖ قائم رکھ کر صرف نقطوں اور حرکات

کے تبدیل کرنے سے مدح و آفرین کو ذم و نفرین میں تبدیل کر دیا جائے۔ شاعر بھی کیا کچھ نہیں کرتے۔ مندرجۂ ذیل شعر میں چند الفاظ کے نقطوں اور حرکات میں ذرا سی تبدیلی کرو اور دیکھو کیا سے کیا بنجاتا ہے۔

بگویت ناگہاں گبرے در آمد
زدی تیرے کہ بشکستی سرِ گبر

(ہفت قلزم)

علی ہمیشہ جر می کند

سید علی نیشاپوری را گفتند کہ تو چرا از ہر کس سوال می کنی۔ گفت "علی ہمیشہ جر می کند۔

(خارستان مجد الدین)

شیخ محمد ابراہیم ذوق کا شعر ہے۔

علی سے کیونکہ نہ ہو زیر لشکرِ کفار ॥ علی ہے شکل سے علےٰ اور علیٰ ہے حرفِ جار

ضرورت ہے مُریدوں کی

کہتے ہیں کہ ایک بزرگ نے کسی دوسرے بزرگ کو خط لکھا کہ اگر آپ کو کسی مُرید صادق کا پتہ ہو تو میرے پاس بھیجدیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ

"اینجا مُرید کمتر است اما ہر چند شیخ می خواہید برائے شما بفرستیم"

(رشحات)

خلقتہٗ لا ذکرٌ ولا انثےٰ

ایک ماہی گیر ایک مچھلی پکڑ کر بادشاہ کے پاس تحفہ کے طور پر لایا۔ بادشاہ

نے چار ہزار درم اُسے انعام دئے۔ کچھ دیر کے بعد بادشاہ کو بیگم نے کہا کہ تو نے اسراف کیا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اب کیا کروں۔ بیگم نے جواب دیا کہ جاکر ماہی گیر سے پوچھ کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ۔ اگر وہ کہے کہ نر ہے تو تم کہنا۔ مجھے مادہ چاہئے اور اگر وہ کہے کہ مادہ ہے تو تم کہنا کہ مجھے نر چاہئے۔ چنانچہ بادشاہ نے باہر آکر ماہی گیر سے سوال کیا۔ کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ۔ ماہی گیر سمجھ گیا۔ فوراً جواب دیا "اِنَّھَا خُنْثٰی لَاذَکَرٌ وَّلَااُنْثیٰ" بادشاہ یہ جواب سُن کر ہنس پڑا۔ اور چار ہزار درم اَور بخش دئے۔

(تمرین الطلاب)

جَامِعُ اللُّغَات

صاحبِ چارشربت نے بعض پُرانی لُغت کی کتابوں کی تضحیک کرتے ہوئے بطور نمونہ چند الفاظ کے معانی لکھے ہیں جو اُن کی اپنی اختراع ہے۔

(۱) اُپلہ۔ بضم ہمزہ و سکون بائے فارسی و فتح لام ماقبل ہائے مختفی۔ چیزے ست کہ از سرگین گاؤ یا حیوان دیگر درہندالمبل آرند و تورو او چاق را بآں گرم نمایند۔

(۲) پپیہا۔ نام مرغیست در بنگالہ کہ مثل اطفال حرف می زند۔ و نام دخترِ باغبانِ لالہ بخت مل۔

(۳) تلنگہ۔ لقب پسر بادشاہ فرنگ۔

(۴) خضر۔ نام پیغمبرے کہ حیاتِ ابدی دارد و لپسر خواجہ الیاس کشمیری کہ بخواجہ محمد خضر شہرت دارد۔

(۵) بہاری منسوب بہ بہار مانند گلہائے بہاری۔ و لفظ نام ہندو بلہجہ مغلی کہ تمامش بہاری لال باشد۔

(۶) کہارہ بہ تشدید قومے ست در ہند کہ بار مے کشند۔ و در ہندی بخفف استعمال مے شود۔

(۷) **کپتان** - پیر ترسایان (این ہم کم از لقبِ تلنگہ نیست)

(۸) **آرزو** - معروف - و تخلص فقیر (یہ لغت مصطلحات خانِ آرزو سے لی ہے -)

(۹) **رمندہ** - رم کنندہ - در اصل رم مندہ بود نظیرش شرمندہ کہ اصلش شرم مندہ است -

(چہار شربت)

مَا کَفَرَ سُلَیمَانُ

منصور دوانقی نے سلیمان بن وائل کو موصل کا حاکم بنا کر بھیجا اور ایک ہزار عجمی جوان اس کے ہمراہ کئے اور اُس کو کہا کہ یہ ہزار شیطان تمہارے ساتھ اس لئے بھیجتا ہوں کہ ظلم ہو میں تمہارے مددگار ہوں - جب سلیمان موصل میں پہنچا تو اُس کے لشکریوں نے لوگوں پر دست تعدّی دراز کیا - اس بات کا علم جب منصور کو ہوا - تو سلیمان کو لکھ بھیجا کہ "کفرت النعمۃ یا سُلیمان" سلیمان نے جواب میں لکھا کہ "مَا کَفَرَ سُلَیْمَانُ وَلٰکِنَّ الشَّیَاطِیْنَ کَفَرُوْا"

(اخلاق جہانگیری)

مُعمّا باسمِ محمّد

خُم چوں نگوں گشت یکے قطرہ نریخت | ہوش ز مدہوشِ محبت گریخت

خُم نگوں سار ہو کر "مخ" ہوا - قطرہ گر گیا - "مح" رہ گیا - مدہوش کی ہوش اُڑ کر باقی "مد" رہا - پس "محمّد" ہو گیا -

(گلستانِ مسرت)

جوازِ لعنت بر یزید

اکثر لوگ یزید پر لعنت کرنے سے اس لئے منع کرتے ہیں کہ شاید خداوندکریم نے اسے بخش دیا ہو۔ امیر علی فنائی نے ان کے جواب میں یہ رُباعی لکھی ہے۔

ایکہ گفتی بر یزید و آلِ او لعنت مکن	زانکہ شاید حق تعالیٰ کردہ باشد رحمتش
آنچہ با آلِ نبی او کرد اگر بخشد خدا	ہم ببخشاید خدا گر کردہ باشی لعنتش

(آتشکدہ آذر ترجمہ فنائی)

ایک فاضلانہ تعبیر

کہتے ہیں کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے حکم دیا کہ بیت المقدس کا ایک دروازہ بنائیں اور اُس پر اس کا نام لکھ دیں۔ حجاج بن یوسف نے بھی خلیفہ سے اجازت مانگی کہ وہ بھی ایک دروازہ اپنی یادگار کے طور پر بنا دے۔ خلیفہ نے اجازت دیدی۔ چنانچہ دونوں دروازے بنائے گئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ بجلی گری اور خلیفہ کے دروازے کو جلا دیا۔ اور حجّاج کا دروازہ صحیح سالم رہ گیا۔ خلیفہ اس بات پر بہت رنجیدہ خاطر ہوا۔ جب حجّاج کو یہہ خبر پہنچی۔ تو اُس نے خلیفہ کو لکھ بھیجا۔ کہ میں نے سُنا ہے کہ آسمان سے آگ نازل ہوئی۔ امیرالمومنین کا دروازہ جلا دیا مگر حجّاج کا دروازہ نہ جلایا۔ یہ بعینہٖ ایسی مثال ہے کہ جیسے حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کی۔ "اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ"

(ابن خلکان ترجمہ منصور بن قاسم بن مہدی)

لَوْلَا اٰبَاؤُکُمَا لَاَکَلْتُهُمَا

ایک روز حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکٹھے سیر کو جا رہے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ درمیان میں تھے۔ شیخین طویل القامت تھے اور حضرت علی پست قد۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔
"یَا عَلِیُّ اَنْتَ بَیْنَنَا کَالنُّوْنِ فِیْ لَنَا" یعنی اے علی آپ ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے لفظ لَنَا میں نون۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا۔
"لَوْلَا اَنَا بَیْنَکُمَا لَکُنْتُمَا" یعنی اگر میں آپ کے درمیان نہ ہوتا۔ تو آپ "لا" ہوتے یعنی نہ ہوتے۔

(تذکرہ حسینی)

صَنعتِ مَعکوس

عربی کا یہ شعر مقلوب مستوی ہے۔ سیدھا پڑھو یا اُلٹا۔ کچھ فرق نہ ہوگا۔

مَوَدَّتُہٗ تَدُوْمُ لِکُلِّ ہَوْلٍ	وَہَلْ کُلٌّ مَوَدَّتُہٗ تَدُوْمُ
مودتہ ←	→ لاتدوم

(تمرین الطلاب)

در علمِ رمل چہ می گوئی

مولانا صدر شریعت رحمت اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ علم رمل کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ "چہ می گویم در علمے کہ لحیان سعد و نقی الخد نحس باشد"

(لحیان۔ ۱ مرد دراز ریش۔ ۲ نام شکلے از شانزدہ اشکالِ رمل)
(نقی الخد ۱ امرد۔ بے ریش۔ ۲ نام شکلے از اشکالِ رمل) (خارستان مجدالدین)

ضرورتِ شعری

شُکرِ حق خواہشِ دلم شدہ		پیسّر من صاحبِ عِلم شدہ

(سماعی)

ا ل م

سُلطان محمود غزنوی نے خلیفۂ بغداد القادر باللّٰہ کو خط لکھا کہ بلادِ خراسان کا اکثر حصہ میرے پاس ہے باقی حصہ جو حضرت کے غلاموں کے پاس ہے وہ بھی مجھے عنایت ہو۔ خلیفہ نے ناچار سلطان کی درخواست منظور کر لی۔ دوسری دفعہ پھر محمود نے خلیفۂ عبّاسی کو لکھ بھیجا کہ سمرقند مجھے عنایت کیجئے اور منشور لکھ کر بھیجئے۔ خلیفہ نے ایلچی کی زبانی کہلا بھیجا۔ کہ معاذ اللہ یہ کام مجھ سے نہ ہوگا اور میرے حکم بغیر سمرقند کی تسخیر کا ارادہ تُو کرے گا تو ایک عالم کو تیرے برخلاف شورش پر آمادہ کروں گا۔ سلطان محمود اس جواب پر بہت ناراض ہوا۔ اور خلیفہ کے ایلچی کو کہا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ میں بغداد پر ایک ہزار ہاتھی چڑھا کر لیجاؤں اور اُس کو برباد کر کے اس کی خاک ہاتھیوں کی پیٹھ پہ لاد کر غزنی لے آؤں۔ قاصد یہ جواب سُن کر چلا گیا۔ اور کچھ دنوں کے بعد نامہ لایا اور سلطان محمود کو دیا کہ امیر المؤمنین نے یہ جواب لکھا ہے۔ جب خط کھولا گیا تو یہ لکھا دیکھا۔

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الٓمٓ۔ الٓمٓ۔ الٓمٓ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ"

سوائے اس تحریر کے باقی کچھ لکھا نہ تھا۔ دربار کے سب منشی دبیر حیران تھے۔ کہ یہ کیا جواب ہے۔ تفاسیر میں ان حروف کی تفسیر دیکھی مگر کچھ نہ نکلا۔

اس پر خواجہ ابوبکر قہستانی نے جرأت کر کے عرض کی کہ حضور نے جو ہاتھیوں کے پاؤں کا ڈراوا لکھا تھا۔ اُس کا یہ جواب ہے "اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ

الفیئل" ہے

یہ سنتے ہی سلطان محمود کے ہوش اُڑ گئے۔ بہت رویا اور خلیفہ کے رسول سے معذرت کی اور بہت تحائف نذر کے لئے بھیجے۔ اور ابوبکر قہستانی کو خلعت خاص عنایت کیا۔

(تاریخ ہندوستان جلد اول)

طریقۂ تقسیم

مرزا قلی میلی مشہدی نے ایک بھائی بہن کے درمیان قسمت میراث کی یہ صورت نکالی ہے۔

ہمشیرہ خرج ماتم بابا ازان من — صبر از من و تردد و غم ہا ازان تو
در خفیہ استماع وصیت ازان من — در نوحہ ہمزبانی ما ما ازان تو
کہنہ قلم دوات شکستہ ازان من — طومار نظم و دفتر انشا ازان تو
آں لاشہ اشتران قطاری ازان من — آں بارکش خران نوانا ازان تو
یک ہفتہ خرچ مطرب و ساقی ازان من — ہفتاد سالہ طاعت بابا ازان تو
آں مالہا کہ ماندہ بدنیا ازان من — واں چیزہا کہ کردہ بعقبیٰ ازان تو

میر حیدر معمائی رفیعی نے بھی دو بھائیوں کے درمیان ایک ایسا ہی تقسیم نامہ لکھا ہے۔

مال و منال حضرت بابا برادرا — یک نیمہ از تو نیمۂ دیگر ازان من
من آں نیم کہ گویم ازیں جنسہا کہ ہست — جنسے کہ باشد از ہمہ بہتر ازان من
جان برادری تو۔ ز تو ہر چہ بہتر است — بد ہست ہر چہ جان برادر ازان من
قرض پدر کہ از ہمہ بیش است ازان تو — وجہش کہ ہست از ہمہ کمتر ازان من
دائی کہ شیر دادہ بہ بابا ازان تو — گادے کز دست خول۔ دل بادر ازان من

آں چار باغ خرم مرغوب ازان تو	آں یک دو باغ کہنۂ بے دانان من
آں مادیاں کہ داشتہ صد کرہ زان تو	آں اشتران بارکش نر ازان من

اسی طرح وحشی کرمانی نے بھی ایک طریقۂ تقسیم تجویز کیا ہے -

زیباتر آنچہ ماندہ ز بابا ازان تو	بد اے برادر از من و اعلیٰ ازان تو
این طاس خالی از من و آں کوزہ کرلود	یا رینہ پُر ز شہد مصفا ازان تو
یا بوئے ریسماں گسل بیخ کن زمن	مہمیز کلہ تیز مطلا ازان تو
آن دیگ لب شکستہ صابون پُر زمن	آں چمچۂ حریسہ و حلوا ازان تو
این قورچ شاخ کج کہ ندشاخ ازان من	غوغائے چنگ قورچ و تماشا ازان تو
این استر خوش لگدزن ازاین من	واں گربۂ مصاحب بابا ازان تو
از صحن خانہ تا بلب بام ازان من	از بام خانہ تا بہ ثریا ازان تو

علامہ اقبال نے بھی سرمایہ دار اور مزدور کا ایک قسمت نامہ لکھا ہے -

غوغائے کارخانۂ آہنگری زمن	گلبانگ ارغنون کلیسا ازان تو
نخلے کہ شہ خراج بروی نہد زمن	باغ بہشت و سدرہ و طوبیٰ ازان تو
تلخابہ کہ درد سر آرد ازان من	صہبائے پاک آدم و حوا ازان تو
مرغابی و تدرو و کبوتر ازان من	ظل ہما و شہپر عنقا ازان تو
این خاک و آنچہ در شکم اوستان من	در خاک تا بہ عرش معلیٰ ازان تو

(پیام مشرق)

سید اکبر حسین مرحوم نے بھی حاکم و محکوم کے درمیان ایک تقسیم نامہ بلینک ورس میں لکھا ہے -

اجسام کے فنون کا کرتے ہیں خود عمل	اجرام کے علوم کا دیتے ہیں ہمکو درس
ہوتا ہوں معترض تو وہ کہتے ہیں واہ واہ	ہیں نے تو کر دیا ترا رتبہ بلند تر

ازصحنِ خانہ تا لبِ بام از آنِ من ‏— وز بامِ خانہ تا بہ ثریّا از آنِ تو

خود فنِ حرب سیکھ رہے ہیں پہ بیٹھ پر ‏— میرے لیے چمن میں شٹل کاک کا ہی کھیل
اظہارِ ناخوشی پہ وہ فرماتے ہیں کہ دیکھ ‏— تیرا ہی مشغلہ ہے بہت صاف و بے ضرر
آں اشترِ ضعیف و لگدزن از آنِ من ‏— واں گربۂ مصاحبِ بابا از آنِ تو

(کلیاتِ اکبر)

جوابِ باصواب

حجاج بن یوسف کی عادت تھی کہ قاریوں سے ہمیشہ قرآن کریم کی آیات کے متعلق مزاح کے طور پر سوال کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک حافظ سے پوچھا کہ حافظ صاحب! قرآن شریف کی اس عبارت سے پہلے کیا عبارت ہے "إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ" حافظ نے فوراً جواب دیا۔ " تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا " حجاج شرمندہ ہوگیا۔

(تمرین الطلاب)

اوّلیاتِ متعلقۂ خلافت

(۱) سب سے پہلے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین کا لقب دیا گیا۔

(۲) سب سے پہلا جس شخص نے اپنی زندگی میں ولی عہد مقرر کیا۔ امیر معاویہؓ۔

(۳) سب سے پہلے عبدالملک ابن مروان نے سکّہ پر اپنا نام ضرب کرایا۔

(۴) ولید بن عبدالملک سب سے پہلا شخص ہے۔ جس نے لوگوں کو منع کیا کہ اُس کا نام لے کر اُسے نہ پکارا کریں۔

(۵) - سب سے پہلے جس نے منجمین کو قرب بخشا اور احکامِ نجوم پر عمل کیا خلیفہ منصور ہے۔
(۶) - ملحدین کے رد میں سب سے پہلے خلیفہ مہدی نے کتابیں لکھی جانے کا حکم دیا۔
(۷) - خلفاء میں سے سب سے اوّل خلیفہ رشید نے میدان میں چوگان کھیلی۔
(۸) - ذمّی لوگوں میں لباس کی تمیز سب سے پہلے خلیفہ متوکل کے حکم سے ہوئی۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی)

ہَرل

خیال تھا کہ ہَرل (بمعنے سپند) پنجابی لفظ ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان میں بھی اس کو حرمل ہی کہتے ہیں۔ تعجب ہے کہ اردو فارسی کو درمیان چھوڑ کر عربی اور پنجابی لغتیں کس طرح مل گئیں۔

(قاموس)

"عُمَرُ لَا یَنْصَرِفُ"

علّامہ زمخشری صاحب کشاف خانۂ کعبہ میں بیٹھا تھا۔ دروازہ بند کیا ہوا تھا۔ اور تفسیر کشاف کے لکھنے میں مشغول تھا۔ شیخ نجم الدین عمر نسفی صاحب تفسیر تیسیر خانۂ کعبہ کے دروازہ پر آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ زمخشری نے کہا۔ دروازہ پر کون ہے۔ نسفی نے جواب دیا "عمر" زمخشری نے کہا۔ "اِنْصَرِفْ" (یعنی برگرد) نسفی نے جواب دیا "عُمَرُ لَا یَنْصَرِفُ" (یعنی عمر غیر منصرف ہے) اس پر زمخشری نے کہا "اِذَا نُکِّرَ صُرِفَ" (یعنی کلمۂ غیر منصرف چون نکرہ واقع شود منصرف شود)

(اخلاقِ جہانگیری)

شعر دزد اور شاعر دزد

روزے انوری از بازار بلخ می گذشت - حلقہ دید کہ مردم جمع آمدہ پیش رفت و دید کہ شخصے استادہ قصائد انوری را بنامِ خود می خواند - و مردم او را تحسین می کنند - انوری گفت اے مرد! ایں اشعار از کیست؟ گفت از انوری - گفت تو انوری را دیدہٖ - گفت چہ می گوئی انوری منم - انوری بخندید و گفت شعر دزد شنیدہ بودم شاعر دزد ندیدہ بودم -

(تذکرۂ حسینی)

ہجو کسے مکن کہ ز تو مہ بود بسن

خاقانی (شروانی) اپنے اُستاد ابوالعلےٰ گنجوی کی ہجویں لکھا کرتا تھا - اُستاد کا جواب دیکھو - اگر اب بھی ہجو نویس نہ مانیں تو اُن کی مرضی -

خاقانیا اگرچہ سخن نیک دانیا
یک نکتہ گویمت بشنو رایگانیا

ہجو کسے مکن کہ ز تو مہ بود بسن
شاید ترا پدر بود و تو نہ دانیا

(آتشکدۂ آذر)

خوشخطی

خطِ نا مطبوع خوباں دیدہ ام
غیرِ بندہ کس نیارد خواندنش

خطِ بندہ تر از بتر باشد ہنوز
ہم بشرط آنکہ تر باشد ہنوز

(خارستان مجد الدین)

کدھر جاتے ہو

امین کو بچپن سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ زبیدہ خاتون نے ابو نواس شاعر سے کہہ دیا تھا۔ کہ امین کے اشعار بنظرِ اصلاح دیکھ لیا کرے۔ ایک دن امین نے زبیدہ کے سامنے ابو نواس کو کچھ شعر جو اُس نے حال ہی میں لکھے تھے۔ بغرضِ اصلاح سُنائے۔ مگر جب ابو نواس نے ان میں عروض کے متعلق چند غلطیاں بتائیں۔ تو وہ نہایت غصہ ہوا۔ اور اسی جرم پر اوس کو قید کر دیا۔ چند روز کے بعد جب ہارون الرشید کو خبر ہوئی۔ تو امین پر خفا ہوا۔ اور ابو نواس کو قید سے رہائی دی۔ اس کے بعد ایک موقعہ پر ہارون نے امین سے کہا کہ اپنے تازہ خیالات ابو نواس کو سُنائے۔ امین نے دو تین شعر ہی پڑھے ہوں گے کہ ابو نواس اُٹھ کھڑا ہوا۔ ہارون نے پوچھا۔ کیوں کہاں چلے؟۔ ابو نواس نے جواب دیا "پھر قید خانے"

(المامون)

مُبارک باشد

ایک دن عرفی فیضی کی ملاقات کو گیا۔ فیضی کو کتوں کا بہت شوق تھا۔ اور ہر وقت چند کُتّے اس کے گرد پیش بیٹھے رہتے تھے۔ جیسے کہ رسم ہندوستان کی ہے۔ اس نے پیار سے ایک کُتّے کو بیٹا کر کے خطاب کیا۔ عُرفی نے کہا کہ "ایں صاحب زادہ چہ نام دارد" فیضی نے کہا۔ کہ "برائے سگ نام چہ باشد خود عُرفی ست" عرفی نے ہنس کر کہا "مبارک باشد"

(مُبارک۔ فیضی کے باپ کا نام ہے۔)

(نگارستان فارس)

بلہیہ گوئی

ایک روز کسی شخص نے مرزا غالب کو کہا کہ اس مصرعہ پر مصرعہ لگائیے۔ ع

دویدن رفتن استادن نشستن خفتن و مُردن

مرزا صاحب نے فی البدیہہ پڑھ دیا ؎

بقدرِ سیرِ سکوں راحت بود بنگر مراتب را
دویدن رفتن استادن نشستن خفتن و مُردن

(تذکرۂ حسینی)

اصطلاحاتِ نحوی

فُؤَادِیْ مُعْتَلٌ وَ حِسْبِیْ نَاقِصٌ	وَجِسْمِیْ صَحِیْحٌ وَاشْتِیَاقِیْ مُضَاعَفٌ
وَجَدْ غَالِکَ مَہَاتٌ وَعَیْنَاکَ عِنْدَھَا	لَفِیْفَانِ مَقْرُوْنٌ وَمَفْرُوْقٌ اَجْوَفٌ

(تمرین الطلاب)

ہَبنّق

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ ہبنّق صرف ہندوستان میں ہوتے ہیں ۔ مگر لغاتِ عرب کے ماہر کہتے ہیں کہ ہبنق عربی الاصل ہے ۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

اَلْھَبَنَّقُ ۔ مردِ گول و احمق و سست ۔

(قاموس)

شانِ طالب علمی

شیخ الاسلام انصاری رحمۃ اللہ علیہ طلبِ علم کے متعلق فرماتے ہیں ۔

ھٰذَا الشَّاْنُ شَاْنُ مَنْ لَیْسَ لَہٗ شَاْنٌ سِوٰی ھٰذَا الشَّاْنِ

یعنی یہہ کام (طالب علمی) اُس شخص کا کام ہے جس کا کام سوائے

اس کام کے اور کوئی نہ ہو۔)

(علمائے سلف)

مراعات

درمرد پر بر لالہ آتش انگیخت — نیلوفر دی بیلخ درآب گریخت
درخاک نیشاپور گل امروز شگفت — فردا بہری بادسمن خواہد بیخت

(مولانا سلیمی)

اس رباعی میں چار شہروں۔ چار دلوں۔ چار پھولوں اور چار عنصروں کا ذکر ہے۔

گلنار در آتش چو قد ابراہیم — درخاک چمن لالہ بود دست کلیم
افسردہ قدم چو خضر سبزہ لب آب — شد زیں چو دہان عیسی از فیض نسیم

(قپلان بیگ)

اس رباعی میں چار پیغمبر۔ چار پھول۔ چار عضو اور چار عنصر مذکور ہیں۔

از وحت بقم لالہ پر آتش طور — دی گشت گل افشاں تبت از باد دبور
امروز بر سے بنفشہ شاداب شگفت — فردا دمد از خاک ہری سوری سور

(خان آرزو)

اس رباعی میں چار شہروں۔ چار پھولوں۔ چار عنصروں اور چار دلوں کا ذکر ہے۔

عروس دنیا کی بکارت

عارفے شد بخواب در فکرے — دید دنیا چو دختر بکرے
کرد از وے سوال کاے دختر — بکر چونی بایں ہمہ شوہر

گفت دُنیا کہ با تو گویم راست — کہ مرا ہر کہ بود مرد نخواست
ہر کہ نامرد بود خواست مرا — ایں بکارت ازاں بجاست مرا

(اوحدی۔ آتشکدۂ آذر)

ضرّابون فی حدید بارد

صاحب ابوالقاسم اسماعیل وزیر فضائل علمی اور مکارم اخلاق میں یکتائے روزگار تھا۔ ایک دفعہ شاہی ٹکسال کے ملازموں نے ایک لمبی چوڑی درخواست جو بیجا شکایتوں سے پُر تھی وزیر مذکور کی خدمت میں بھیجی۔ درخواست کنندگان نے اپنے ناموں کی فہرست کے ساتھ لفظ "ضرّابون" (کوٹنے والے سکّہ بنانے والے) لکھا تھا۔ چونکہ درخواست فضول تھی اور شکایتیں بیجا۔ وزیر موصوف نے جواب میں صرف یہ کیا کہ لفظ ضرّابون کے آگے یہ الفاظ لکھ دئے۔ "فی حدید بارد" مطلب یہ کہ درخواست کرنے والے ٹھنڈے لوہے کو کوٹنے والے ہیں۔ (ٹھنڈا لوہا کوٹنا محاورہ ہے۔ یعنی فضول اور عبث کام کرنا۔)

(ابن خلکان ترجمۂ ابوالقاسم وزیر)

خواجہ آصفی شیرازی اور شیخ کمال

کہتے ہیں کہ خواجہ آصفی اپنے اشعار میں لفظ سگ بہت لاتے تھے۔ اور شیخ کمال لفظ دلبند۔ ایک شخص نے ایک دن کہا کہ میں نے خواجہ آصفی اور شیخ کمال کے دیوان یکجا جلد کرائے ہیں۔ ایک ظریف موجود تھا اس نے کہا تم نے ستم کیا جلدی ان دیوانوں کو علیحدہ علیحدہ کر دو ورنہ خواجہ آصفی کے کتے شیخ کمال کے دلبندوں پر حملہ کر دیں گے۔

(خواجہ صاحب اور شیخ صاحب کے کلام پر اچھا تبصرہ کیا ہے)

(تذکرہ حسینی)

صنعتِ منقوط و غیر منقوط

آہ کل درد ہوا دل کو کہ زکھا ہم کو		خبشِ چین جبینِ بُت نے چین بے چین

(پہلا مصرعہ بالکل بے نقط اور دوسرا تمام تر منقوط۔)

(انشا)

شاعرانہ نوک جھوک

نعیم اللہ شاہجہان آبادی تخلص نعیم معاصر محمد حاتم تھا تم تخلص کا تھا۔ چنانچہ اکثر شاعروں میں گفتگوئیں طنز و ایما کی ان کے درمیان آئیں۔ ایک دن محمد حاتم نے مشاعرے میں ایک غزل پڑھی اور مطلع میں محمد نعیم پر طنز کی۔

جس دن سے کوئے یار کا حاتم مقیم ہے		بدتر اُسے خزاں سے بہارِ نعیم ہے

جب دورہ پڑھنے کا محمد نعیم تک پہنچا۔ تو اُنھوں نے بھی مطلع غزل یہ پڑھا

طلب نہ ہو تو سلیماں کی کچھ بھی خاتم ہے		لبِ سوال نہ ہووے تو ہیچ حاتم ہے

(تذکرہ گلشن ہند)

عَبْدُ المَلِکْ بِنْ مَرْوَانْ

نافع کا قول ہے کہ میں نے مدینہ منورہ میں کوئی لڑکا عبدالملک بن مروان سے زیادہ فقیہ زیادہ قرآن دان اور زیادہ چست نہیں دیکھا۔ ابن عمرؓ نے اسی لئے کہا ہے۔

وَلَدَ النَّاسُ اَبْنَاءً وَ وَلَدَ مَرْوَانُ اَبَا

(تاریخ الخلفا سیوطی)

یالیتنی کنت ترابا

علامہ قطب الدین نہایت صاحب جمال تھے۔ ایک روز اپنے اُستاد کے ہمرکاب جا رہے تھے اور بوجہ گرد راہ کے چہرہ غبار آلود ہو گیا تھا۔ استاد نے از روئے ظرافت کہا کہ "یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا" مولانا قطب الدین نے فوراً جواب میں پڑھ دیا۔ "وَیَقُوْلُ الْکَافِرُ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا"

(اخلاق جہانگیری)

ایں شعر را زن خواجہ گفتہ باشد

عبید زاکانی نے جب خواجہ سلمان کے یہ شعر سُنے۔

من خراباتیم و بادہ پرست	در خرابات مغاں عاشق و مست
می کشندم چو سبو دوش بدوش	می برندم چو قدح دست بدست

تو کہنے لگا کہ "ایں شعر را زن خواجہ گفتہ باشد کہ مناسب حال اوست"

(تذکرہ دولت شاہ سمرقندی)

ہذا خط قابوس ام جناح طاؤس

کہتے ہیں کہ امیر قابوس بہت خوشنویس تھا۔ صاحب بن عباد جب اُس کے خط کو دیکھتا تھا تو کہتا تھا کہ "ھٰذَا خَطُّ قَابُوْسَ اَمْ جَنَاحُ طَاؤُسٍ"

یعنی یہ خط قابوس ہے یا پر طاؤس ہے۔

(آتشکدہ آذر)

خوش نویس غلط نویس

اصفہانی کاتب نے شیخ آذری کا دیوان لکھا اور اغلاط کتابت سے بھر دیا۔ شیخ صاحب نے رنجیدہ ہو کر یہ قطعہ لکھا۔

دیوانِ بندہ را کہ اینسا سواد کرد
تنہا درو نہ شعر مجدد نوشتہ است

از نظم و نثر ہر چہ بطبعش خوش آمدہ
دیوان بندہ پُر ز خوشی آمد نوشتہ است

ہر جا کہ لفظ بد مثلاً دید در سخن
دست تصرفش ہمہ را آبد نوشتہ است

اکنون سہ شعر یک بہتر دیوان بندہ اوست
زیرا کہ بیشتر سخن خود نوشتہ است

(آذری طوسی - آتشکدۂ آذر)

کاتبوں کی غلط نویسی کی شکایت عام ہے - مولانا جامی فرماتے ہیں -

غلام خامۂ آں کاتبم کہ شعر مرا
چنانچہ بود نوشت و نہ ہر چہ خواست نوشت

اگرچہ شعر من دروغ از دروغ میگیرد
دروغ و راست درو ہر چہ بود راست نوشت

ہندوستان کے کاتب اس بات میں سب سے گوئے سبقت لیگئے ہیں - کسی استاد نے کہا ہے

نوید وعدہ غلط نامہ و پیام غلط
چہ خط کاتبِ ہندوستاں تمام غلط

خوش نویسوں کی خوش مذاقی بھی قابلِ داد ہے - ایک صاحب نہایت مرغوب رقم تھے کسی امیر کے پاس گئے - کچھ روز رہے - امیر نے حکم دیا کہ کچھ لکھ لاؤ - آپ نے مندرجہ ذیل شعر نہایت جلی قلم سے خوشخط لکھ کر پیش کیا ۔

دیدہ بودم روئے تو - دانستہ بودم خوئے تو
دیدہ و دانستہ خود را - در بلا انداختم

امیر سخت ناراض ہوا اور دربار سے نکلوا دیا۔
(اگر خطاب معشوق سے ہو تو شعر لاجواب ہے لیکن ممدوح کو مخاطب کر کے یہ شعر کہنا غضب ہے۔)

کتاب الشکوک

ابو الہذیل ایک مشہور متکلم گزرا ہے۔ ایک دن وہ صالح بن عبدالقدوس سے ملا اور دیکھا کہ صالح اپنے بیٹے کی وفات پر سخت جزع اور فریاد کر رہا ہے۔ ابو الہذیل نے کہا کہ آپ کی فریاد کی کوئی وجہ نہیں جب کہ آپ کہا کرتے ہیں کہ انسان ایک زراعت کی مثل ہے۔ صالح نے جواب دیا کہ میں صرف اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے بیٹے نے کتاب الشکوک نہیں پڑھی تھی۔ ابو الہذیل نے پوچھا کہ کتاب الشکوک کونسی کتاب ہے۔ صالح نے جواب دیا کہ یہ کتاب میں نے لکھی ہے۔ اور جو شخص اس کو پڑھ لیتا ہے وہ امر واقع میں شک کرنے لگ جاتا ہے۔ حتے کہ اسے گمان ہوتا ہے کہ وہ امر کبھی واقع ہی نہیں ہوا۔ اور غیر واقع بات میں شک کرنے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ اسے وہم ہو جاتا ہے کہ واقع ہو چکی ہے۔ ابو الہذیل نے کہا کہ اگر آپ سچ مچ ایسی کتاب کے مصنف ہیں۔ تو اپنے بیٹے کی موت میں شک کرنے لگ جائیے۔ حتے کہ آپ کو گمان ہو جائے کہ وہ نہیں مرا۔ اور اس کے کتاب الشکوک نہ پڑھنے میں شک کرنے لگ جائیے۔ حتیٰ کہ آپ کو گمان ہو جائے کہ اس نے فی الواقع وہ کتاب پڑھ لی ہے۔

(ابن خلکان ترجمہ ابو الہذیل)

سرو خراماں

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سرو خراماں صرف معشوق کو کہہ سکتے ہیں۔ درخت سرو

کو نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ خواجہ حافظ کی ایک غزل میں جو سرو صنوبر خرام آیا ہے۔ اس پر بھی آجکل کے بعض بزرگ اعتراض کرتے ہیں۔ اور وجہ یہہ بتاتے ہیں کہ خرام سے مراد گھومنا نہیں بلکہ پاؤں سے چلنا ہے۔ یہہ خیال محض غلط ہے۔

مولانا آزاد بلگرامی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجلس عام میں نواب نظام الدولہ نے اپنی ایک غزل پڑھی۔ جس کے ایک شعر میں درخت سرو کو سرو خرامان کہا گیا تھا۔ موسوی خان جرأت نے اعتراض کیا کہ سرو خراماں صرف قامت معشوق پر صادق آتا ہے۔ مولانا آزاد کہتے ہیں کہ میں بھی وہاں موجود تھا۔ نواب صاحب نے میری طرف نگاہ کی جس کا مطلب یہہ تھا کہ یہہ غزل آپکی اصلاح شدہ ہے۔ جواب دیجئے۔ میں نے کہا کہ مرزا صائب نے سرو خراماں سے درخت سرو مراد لی ہے چنانچہ کہا ہے۔

یک رہ برار از آستیں دست نگاریں در چمن
تا دستہا پنہاں کند سرو خراماں در بغل

نواب صاحب یہہ سُنکر بہت خوش ہوئے۔ جرأت نے کہا تعجب ہے کہ مرزا صائب نے ایک زمیں گیر درخت کو خراماں کہا۔ میں نے کہا کہ شعر کی بنا تخیل پر ہے۔ تحریک نسیم سے درخت میں ایک حرکت پیدا ہوتی ہے گویا کہ وہ خرام کر رہا ہے۔ سلمان ساوجی نے بھی درخت سرو کو چماں اور خراماں کہا ہے۔

سرو از صبا گرد چماں تا چوں قدت باشد رواں		ہر چند بخرامد بآں سرو خراماں کے رسد

(خزانۂ عامرہ)

مولانا را چہار پایہ می باشیم

مولانا قطب الدین از او سوال پرسید کہ راست است کہ از دل بے راہ می بینی گفت راست است بدلیل آنکہ مولانا را چہار پایہ می باشیم۔

(نگارستان مجد الدین)

عَلِیّت

فن ادب کے مشہور امام کسائی ایک دن عالموں کی ایک مجلس میں گئے جب وہاں پہنچے تو بہت خستہ ہو گئے تھے - اپنی خستگی ظاہر کرنے کے لئے انھوں نے کہا "عَیِّیتُ" (بالتشدید) یعنی میں تھک گیا - اہل مجلس نے ٹوکا کہ تم غلط لفظ استعمال کر رہے ہو - اگر تمھاری مراد ماندگی ہے تو "اعْیِیتُ" کہو اور اگر درماندگی کا اظہار مطلوب ہے تو "عَیِیتُ" (بالتخفیف) استعمال کرو - کہتے ہیں کہ یہی واقعہ تھا جس پر امام کسائی نے فن ادب کے سیکھنے کا تہیّہ کیا - اور آخر کار اس فن کے امام ہوئے -

(علمائے سلف)

ما کیانیم

عُرفی مرض اسہال میں مبتلا ہوا - اور قریب الموت تھا کہ فیضی عیادت کو گیا - پس اس نظر سے کہ دیکھئے ہوش وحواس عرفی کے قائم ہیں یا نہیں - اس سے پوچھا کہ "ما کیانیم" یعنی تم پہچانتے ہو ہم کون ہیں - عُرفی نے اُسی وقت مُسکرا کر جواب دیا "حالا مُرغ روحم شوق پرواز دارد رَو بما کیاں نے آرد"

(نگارستان فارس)

اگر خر نمی بُود قاضی نمی شد

جرجان کا ایک شخص استرآباد میں آیا اور صدر سے اس علاقہ کی قضا کے لئے استدعا کی - ایک گدھا رشوت میں دیا اور قاضی بن گیا - میر عبد الحق نے جو ایک خوش طبع شاعر تھا یہ قطعہ کہا -

ہمی گشت در شہر شخصے ز جرجاں	کہ قاضی شود صدر راضی نمی شد
برشوت خرے داد تا گشت قاضی	اگر خر نبے بود قاضی نمی شد

(آتشکدۂ آذر)

نوابِ عمدۃ الملک اور نوربائی طوائف

روزے نواب عمدۃ الملک امیر خان انجام بر دستر خوان خود انواع اطعمہ و اقسام اشربہ و لوزیات رنگین و فواکہ شیریں چیدہ بودند۔ نوربائی نیز حاضر بود۔ نواب نظر سوئے انگور یکہ خایۂ غلاماں نام داشت انداختہ می گوید کہ گاہے خایۂ غلاماں ہم دیدہ۔ گفت ندیدہ ام مگر امروز بسفرۂ نواب۔ (تذکرۂ حسینی)

ایک عجیب تعبیر

کور کورانہ مرو در کربلا	تا نیفتی چون حسین اندر بلا

یہ شعر مولانا روم سے منسوب ہے۔ ظاہری معنی ظاہر ہیں۔ لیکن حضرت امام علیہ السلام کے حق میں گستاخی کی حد تک پہنچتے ہیں۔ چنانچہ بعض بزرگوں نے اس شعر کی تعبیر اس طرح کی ہے کربلا کو کرب بلا پڑھتے ہیں۔ کرب یعنی بے آرامی و اندوہ۔ لا۔ کلمۂ نفی۔ یعنی نفی ماسوے اللہ وحدت وجودی کے قائل کہتے ہیں کہ دنیا میں سوائے ذات خدا کے اور کچھ موجود نہیں)۔

حسین۔ منصور حلاج کا نام حسین تھا۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ کورانہ تقلید میں تو بھی وحدت وجودیا پر اتنا مصر نہ ہو۔ ورنہ منصور حلاج کی طرح (جن کو اَنَا الحق کہنے پر سولی دی گئی تھی) تو بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔
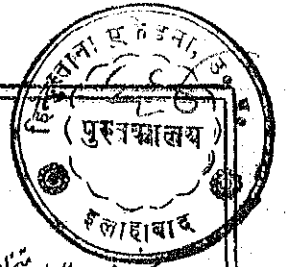
شما عبید اللہ زیاداید

شیخ عبدالواحد متخلص بہ وحشت تھانیسر میں ایک شاعر گزرا ہے۔ اوس کے ساتھ اُمرائے عصر میں سے ایک امیر عبید اللہ نامی نے کچھ وعدہ کیا لیکن اُسے پُورا نہ کیا۔ ایک روز وحشت نے عبید اللہ خان کو جاکر کہا کہ میں نے اس شہر میں بارہ آدمی عبید اللہ نام کے شمار کئے ہیں۔ امیر عبید اللہ خان نے کہا کہ کیا میں بھی انہی میں سے ہوں۔ وحشت نے جواب دیا۔ "شما عبید اللہ زیادہ اید"

اس جملے کے تین معنے ہوئے۔ ۱۔ ایک یہہ کہ آپ ان بارہ سے علیحدہ ہیں۔ ۲۔ دوسرے یہہ کہ آپ عبید اللہ دروغگو ہیں۔ کیونکہ زیاد ایک شخص کا نام ہے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی گواہی دی تھی۔ ۳۔ تیسرے یہہ کہ آپ عبید اللہ منحوس ہیں۔ کیونکہ ایران کے لوگ تیرہ کے عدد کو منحوس سمجھتے ہیں۔ اور گنتی کرتے ہوئے جب تیرہ پر پہنچتے ہیں تو تیرہ نہیں کہتے زیاد کہتے ہیں۔ مثلاً یازدہ۔ دوازدہ۔ زیاد۔ چاردہ وغیرہ۔

(خزانۂ عامرہ)

ایک اعرابی کی حق گوئی

اصمعی سے روایت ہے کہ خلیفہ منصور نے شام میں ایک اعرابی کو کہا کہ اے اعرابی خدا کا شکر ادا کر کہ اوس نے ہمارے زمانۂ خلافت میں تم کو طاعون سے محفوظ رکھا ہے۔ اعرابی نے جواب دیا کہ

اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْمَعْ عَلَیْنَا حَشَفًا وَسُوْءَ کَیْلٍ۔ وَلَایَتُکُمْ وَالطَّاعُوْنَ۔

(یعنی خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے یہہ روا نہیں رکھتا کہ تمہاری بادشاہی بھی ہو اور طاعون بھی کھجوریں بھی خراب ہوں اور تول میں بھی کمی ہو۔)

(تاریخ الخلفا سیوطی)

ہمہ بگردن اوست

یارعلی بیگ کہ از مقربان عالمگیر بادشاہ بود گردنش بہ سبب عارضہ اعوجاجی داشت - و زانوئے بادشاہ نیز دریا داخر عمر از کار رفتہ بود - اطبا ہمیشہ بتدبیر آن می پرداختند - نعمت خان عالی در آں باب نظم گفتہ -

روغنے چوں بہر ندفہ مایند (بادشاہ) — امتحاں از لوازم داروست
ببرندش بہ پیش یارعلی — آنکہ یکساں بود بدشمن ودوست
گرکند ایں علاج گردن او — بلیک از بہر پائے مانیکوست
یعنی از رفع نکتہ گفتم — کہ نہاں چوں اشارہ ابروست

فتنہ ہائے کہ ما بپا کردیم
درزمانہا ہمہ بگردن اوست

(گلستان مسرت)

ایک عجیب صنعت

(۱)

کہ براحوال زارمن نگریست — کہ براحوال زارمن نگریست

(فہمی)

(پہلا کہ استفہامیہ دوسرا بیانیہ - پہلا نگریست - دوسرا نہ گریست)

(۲)

چوں از دگشتی - ہمہ چیز از تو گشت — چوں از دگشتی - ہمہ چیز از تو گشت

(مولانا روم)

(از وگشتی - اُس کا ہو رہا - یا اُس سے پھر گیا)

(۳)

من نیاز ارم ار تو ناز آری — من نیاز ارم ار تو ناز اری

(سلمان ساوجی)

اوّل ناز او نیاز۔ دوم مشتق از مصدر آزردن - آزاریدن -

یجب الکف عنہ

صدر الشریعت کے متعلق مشہور ہے کہ کبھی کبھی بھنگ تھوڑی سی مقدار میں پی لیا کرتے تھے۔ کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی بھنگ کے متعلق کیا رائے ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ " یجبُ الکفّا عنہُ " (یعنی واجب است کفّا ازو)

کفّا بزبان عربی بمعنی منع و بزبان پارسی بمعنی کفِ دست یعنی تھوڑی سی -

(اخلاق جہانگیری)

تاریخ صوری و معنوی

شیخ فیضی نے غزالی مشہدی کی تاریخ انتقال لکھی -

قدوۂ نظم غزالی کہ سخن — ہمہ از طبع خداداد نوشت

عقل تاریخ وفاتش بادو طور — سنہ نہصد و ہشتاد نوشت

سنہ نہصد و ہشتاد یوں بھی سنہ ۹۸۰ھ اور بحساب ابجد بھی (۹۸۰) ہے

(س = ۶۰)(ن = ۵۰)(ہ = ۵)(ن = ۵۰)(ہ = ۵)(ص = ۹۰)(د = ۴)(و = ۶) -

(ہ = ۵)(ش = ۳۰۰)(ت = ۴۰۰)(ا = ۱)(د = ۴) میزان ۹۸۰ -

(خزانۂ عامرہ)

مارا میخ زر بہ گل است نہ بہ دل۔

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے اصطبل میں گھوڑوں کے باندھنے کے لئے سونے کی میخیں ہیں۔ آپ نے جواب دیا " مارا میخ زر بگل است نہ بدل "

(شامی)

اَمّا اللّئیم فلعنہُ اللہ

ایک دفعہ ایک شخص نے خلیفہ معتصم کو ایک رقعہ لکھا کہ فلاں لشکری وفات پا گیا ہے اور بہت مال و دولت چھوڑ گیا ہے۔ اس کا ایک ہی لڑکا ہے جو بہت ہی چھوٹا ہے۔ اگر امیرالمومنین اشارہ فرمائیں تو اس کے ترکہ سے کچھ حصّہ خزانہ شاہی میں بھیجا جائے۔ تاکہ بیت المال معمور ہو جائے۔ خلیفہ نے اُس رقعہ کی پشت پر یہ عبارت لکھ کر رقعہ واپس کر دیا۔

" اَمَّا الْمَالُ فَحَفِظَهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْمَيِّتُ فَرَحِمَهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْيَتِيْمُ فَاَنْبَتَهُ اللّٰهُ وَاَمَّا اللَّئِيْمُ فَلَعَنَهُ اللّٰهُ "

(خارستان مجدالدین)

حاضر جوابی

ابوالعیناء شاعر کے پاس ایک آدمی آیا۔ ابوالعیناء نے پوچھا آپ کون ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ بنی آدم میں سے ایک شخص۔ ابوالعیناء نے کہا خدا آپ کو خوش رکھے میرا تو خیال تھا کہ شاید یہ نسل منقطع ہو چکی ہے۔

(ابن خلکان ترجمہ ابوالعیناء)

صنعتِ مثمن

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱	ربود از من	بدستان دل	دل آرامے	پری روئے	سمن ساعد	نگار سینے	غزالہ رخ	غزل گوئے
۲	بدستان دل	بدست آرد	تواں گفتن	کہ ہست آں بت	سہی سروے	قمر عارض	شکر پاسخ	پری روئے
۳	دل آرامے	تواں گفتن	کرانا غموں	بعاشق بر	چنو دل کش	پری چہرے	چنو مہرے	سمن بوئے
۴	پری روئے	کہ ہست آں بت	بعاشق بر	مبارک پے	کہ در عالم	دگر چوں او	بکف ناید	وفا جوئے
۵	سمن ساعد	سہی سروے	چنو دل کش	کہ در عالم	دگر چوں او	نیاید کس	برخ ماہے	بپے آہوئے
۶	نگار سینے	قمر عارض	پری چہرے	دگر چوں او	نیاید کس	برخ ماہے	ببر سیمے	بدل روئے
۷	غزالہ رخ	شکر پاسخ	چنو مہرے	بکف ناید	برخ ماہے	ببر سیمے	بلب قندے	کشن موئے
۸	غزل گوئے	پری روئے	سمن بوئے	وفا جوئے	بپے آہوئے	بدل روئے	کشن موئے	نکو خوئے

(ہفت قلزم)

سیبویہ

مشہور امام نحو سیبویہ ابتدائے طالبعلمی میں فقہ اور حدیث پڑھتے تھے۔ علم نحو سے اُس وقت ان کو چنداں مناسبت نہ تھی۔ اُس زمانے میں وہ حماد بن سلمہ کے مستملی تھے۔ ایک روز کسی حدیث کی روایت میں حماد نے الفاظ "لَیْسَ أَبَا الدَّرْدَاءِ" املا کئے۔ سیبویہ نے ان کو ادا کرتے وقت "لَیْسَ

اَبُوالدَّرْدَاءِ " سامعین کو سنایا ۔ شیخ نے ٹوکا کہ غلط لفظ نہ بتاؤ ۔ " لَیْسَ اَبَاالدَّرْدَاءِ"
کہو ۔ سیبویہ کو نہایت انفعال ہوا ۔ اور نحو سیکھنی شروع کی ۔ اور اس فن کے امام ہوئے ۔
(عُلمائے سلف)

امیر خسرو

حجامِ پسر بچو بی در رعنائی
گفتم صنما کہ من بیایم بتو شام
چوں آئینہ رُخ نمود در زیبائی
فریاد بر آورد کہ نائی نائی

تنبولی پسر دوش عیاری می کرد
او ۔ پان بخلق می سپرد ہمہ خلق
یک یک بدکاں برگ شماری می کرد
در پیش دکانش جاں سپاری میکرد

(تذکرہ حسینی)

سَلام کا جَواب

بعض مغرور لوگ سلام کے جواب میں صرف اپنے سر کو ایک ایسی خفیف سی حرکت دیتے ہیں جو اکثر معلوم ہی نہیں ہوتی ۔ ان لوگوں کی شان میں مُلّا مراد فرماتے ہیں ۔

اے مولوی از کبر دماغت گندہ
چنداں حرکت بکن کہ از روئے قیاس
گاہے کہ کند بر تو سلام ایں بندہ
معلوم شود کہ مُردۂ یا زندہ

(آتشکدۂ آذر)

تسلیم کردند تسلیم کردم

نورالدین ظہوری نے نظام الملک والیِ احمدنگر کے نام پر ساقی نامہ لکھا ۔ ممدوح نے کئی

ہاتھی نقد و جنس سے پُر بار بھیجے - ظہوری اس وقت قہوہ خانہ میں بیٹھا حُقّہ پیتا تھا - جو لوگ انعام لیکر آئے تھے - اُنھوں نے رسید مانگی - کاغذ کے پرچے پر فقط یہ الفاظ لکھ دئے - "تسلیم کردند تسلیم کردم"

(نگارستان فارس)

یا مُرسلَ الرِّیاح تو دانی و انوری

حکیم انوری صرف شاعر ہی نہ تھا بلکہ منجم بھی تھا - ایک دفعہ اس نے بُرج میزان میں جو ہوائی ہے کواکب سبعہ کے اجتماع کو دیکھ کر پیشین گوئی کی کہ فلاں رات کو ایک سخت ہوائی طوفان ہوگا - اتفاقاً اُسی رات کو ایک شخص نے منارہ کے سر پہ ایک چراغ روشن کیا - غرائب امور سے یہ کہ اُس رات اتنی بھی ہوا نہ چلی کہ وہ چراغ بجھ جائے - چنانچہ اوس پہ فرید کاتب نے یہ قطعہ لکھا -

گفت انوری کہ از اثرِ بادہائے سخت	ویراں شود سراچۂ کاخ سکندری
در روزِ حکم او نہ وزید است، ہیچ باد	یا مُرسلَ الرِّیاح تو دانی و انوری

(تذکرۂ دولت شاہ سمرقندی)

صنعت دو رُو

یعنی ایسی عبارت لکھنی کہ نقطوں کے ردو بدل سے دو مختلف زبانوں میں پڑھی جاسکے - اور بامعنی ہو - امیر خسرو نے اس صنعت میں کئی صفحے لکھے ہیں - نمونہ ملاحظہ ہو -

رسیدی - بدیدی مرادی بہ خانے	زمانے بباشی - بہ یاری بشانی

اس شعر کو اگر فارسی میں پڑھیں تو اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے -

"کل تو آیا اور تو نے مجھ کو ایک مکان میں دیکھا - ایک ذرا ٹھہر جا تو دوستی کرنے کے قابل ہے"

لیکن اگر اسی کو عربی میں پڑھیں تو یوں پڑھ سکتے ہیں -

رشیدی فدیدی مرادی نجاتی	رمانی بیاسٍ بتاساری لسانی

تو میرا ہدایت یافتہ ہے ۔ بے نظیر ہے ۔ میری مُراد ہے ۔ میری نجات ہے ۔ مجھ کو اس بات سے نا امید کیا؟ کہ میری عورتیں باہم لڑتی ہیں ۔ (شعر العجم)

دُزد بہ دُزد اوفتاد

امیر خسرو کے بعض مضامین کو امیر حسن نے اپنے کلام میں باندھا ہے ۔ اور امیر حسن کے اشعار کے بعض معانی خواجہ کمال خجندی نے لے لئے ہیں ۔ اسیر کاتبی نیشاپوری کہتا ہے ۔

گر حسن معنی ز خسرو بُرد نتواں عیب کرد	زانکہ اُستاد است خسرو بلکہ ناستاد اں زیادہ
ور معانی حسن را بُرد از دیواں کمال	ہیچ نتواں گفتن او را دُزد بہ دُزد اوفتاد

(خزانۂ عامرہ)

معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ کمال خجندی کو بھی یہہ معلوم تھا کہ لوگ اسے دُزدِ حسن کہتے ہیں ۔ اس الزام کے جواب میں خواجہ صاحب نے فرمایا ہے ۔

کس بسو ہیچ رخنہ نگرفت مرا	معلوم ہمے شود کہ دُزدِ حسنم

(جو چور لقب پر نہ پکڑا جائے اُسے بھی دُزدِ حسن کہتے ہیں ۔) (بہارستانِ جامی)

ایک مُتنبّی کی حاضر جوابی

کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون رشید کے پاس ایک حبشی آیا اور دعویٰ کیا کہ میں موسیٰ بن عمران ہوں ۔ خلیفہ نے اُسے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو ہاتھ گریبان میں ڈالکر باہر نکالا تو سفید تھا ۔ تو بھی سفید ہاتھ نکال کر دکھا ۔ تاکہ میں تم پر ایمان لاؤں ۔ حبشی نے جواب دیا کہ حضرت موسیٰ نے یہہ بات اُس وقت کی تھی جبکہ فرعون نے کہا تھا کہ " اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی " آپ بھی ایسا کہئے میں ابھی سفید ہاتھ دکھا دیتا ہوں ۔

(تاریخ الخلفا سیوطی)

برخرچہ داری؟

مگرے رفت استاد ہیثم
یکے گفتش کہ بس آہستہ کاری
چہ دارم گفت دل پُر پیچ دارم

خرے می بُرد بارش زاگبینہ
بایں آہستگی برخرچہ داری؟
اگر ایں خر بیفتد ہیچ دارم

(شیخ عطار)

مسیحائے فنائی و مسیحائے کاشی

حکایت کنند کہ حضرت علامی اخوند مسیحائے فنائی قدس اللہ روحہ وارد کاشان شدہ بود فصل تابستان بود و عقرب در آں فصل در کاشان بسیار۔ و در عوام اشتہار دارد کہ عقرب کاشان وارد غریب را نمی گزد۔ بنا بریں چوں شب شود کسے کہ غریب باشد بآواز بلند می گوید کہ من غریبم غریب۔ و ایں سخن را بمنزلہ افسون کژدم دانند۔ شبے جمعے از مردم کاشان کہ مسیحائے کاشی ہم از آں جملہ بود۔ در خدمت علامی بودند۔ چوں وقت خواب رسید حضرت علامی بآواز بلند فرمود کہ۔

"من مسیحائے فنائیم غریبم غریب۔ شما دانید و مسیحائے کاشی خود"

(کلیات حزین۔ تذکرہ)

جوابِ ترکی بترکی

خواجہ نصیر طوسی کو نظام نام ایک شخص نے کافر کہا۔ آپ جواب میں فرماتے ہیں۔

نظام بے نظام ار کافرم خواند
مسلماں خوانمش زیرا کہ نبود

چراغ کذب را نبود فروغے
مسلماں خوانمش زیرا کہ نبود

(آتشکدۂ آذر)

کمال الدین اسماعیل نے بھی اپنے ایک بدگو کو یہی جواب دیا ہے۔

شخصے بدِ ما بہ خلق مے گفت
ما نیکی او بہ خلق گفتیم

تا از بدِ خود بسے خراشیم
تا ہر دو دروغ گفتہ باشیم

(آتشکدۂ آذر)

مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

مرزا غالب کا خیال ہے کہ انسان کو جب کثرت سے مشکلوں کا سامنا ہوتا ہے تو وہ اُن سے خوگر ہو جاتا ہے اور اس طرح مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

رنج سے خوگر ہوا انساں۔ تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

دیکھئے عربی کے مشہور شاعر متنبی نے اس مضمون کو کس پیرایہ میں بیان کیا ہے۔

رَمَانِی الدَّهْرُ بِالْاَرْزَاءِ حَتّٰی
فُؤَادِی فِی غِشَاءٍ مِّنْ نِبَالِ

فَصِرْتُ اِذَا اَصَابَتْنِی سِهَامٌ
تَکَسَّرَتِ النِّصَالُ عَلَی النِّصَالِ

مطلب یہ کہ زمانے نے مجھ پر اتنی مصیبتیں ڈالیں کہ میرا دل اُن کے تیروں میں چھپ گیا۔ اب یہ حالت ہے کہ جب تیر مجھ پر آ کر لگتے ہیں تو اُن کے پیکان پیکانوں پر ہی لگ کر ٹوٹ جاتے ہیں۔

(ابن خلکان ترجمہ متنبی)

عَلَیکَ وَ عَلٰی وَالِدَیکَ

ایک لڑکا مکتب میں اُستاد کے سامنے بیٹھا سبق یاد کر رہا تھا اور " وَاِنَّ عَلَیكَ اللَّعْنَةُ " کا تکرار کر رہا تھا۔ چونکہ لڑکا اُستاد کی طرف دیکھ رہا تھا اور بار بار یہ عبارت پڑھتا تھا۔ استاد کو

اس بات پر غصہ آگیا۔ اور کہا کہ "علیکَ وَ علیٰ والدیکَ"۔ لڑکے نے کہا حضرت یہاں صرف علیک ہے اگر آپ حکم دیں تو "علیٰ والدیک" بھی کہوں۔

(اخلاقِ جہانگیری)

صائب کی بدیہہ گوئی

ایک دفعہ صائب کے ایک شاگرد نے ایک مہمل مصرعہ پیش کیا کہ اس پر مصرع لگا دیجئے۔ مصرعہ یہ تھا۔ ع

از شیشۂ بے مے ۔ مے بے شیشہ طلب کن

صائب نے فوراً کہا۔

حق را ز دلِ خالی از اندیشہ طلب کن

(شعر العجم)

آن فتویٰ بود این تقویٰ است

ایک دفعہ ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنے ایک کپڑے کو جس پر نجاست لگ گئی تھی۔ بڑی جد و جہد سے دھو رہے ہیں اور اُسے کئی کئی بار پاک کر رہے ہیں۔ اُس شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ تو فرمایا کرتے ہیں کہ کپڑا معمولی دو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اب آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ "آن فتوےٰ بود این تقوےٰ است"۔

(سماعی)

بیگار

از بزرگے پرسیدند کہ دجّال کے پیدا خواہد شد۔ گفت دیر است کہ پیدا شدہ است اما از رئیس دہ می ترسد کہ خرشں را بہ بیگار بگیرد۔

(اگر مسیح موعود کا ظہور دجّال کے آنے پر منحصر ہے۔ اور دجّال بیگار سے اتنا ہی ہراساں ہے تو موجودہ وقت میں بھی شاید حضرت مسیح کا انتظار فضول ہے)

(خارستان مجدالدین)

صحابہؓ کی تحریر کا نمونہ

حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کی شجاعت پر اسلام اب تک ناز کرتا ہے۔ ایک معاہدۂ صلح۔ صلوبا بن نسطونا کے ساتھ کیا۔ اُس معاہدہ کی عبارت دیکھئے کیا مختصر اور جامع ہے۔ ایجاز ہے جو اعجاز کے پایہ تک پہنچا ہے۔

"هٰذَا الْكِتَابُ مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ لِصَلُوبَا ابْنِ نَسْطُوْنَا وَقَوْمِهٖ اِنِّىْ عَاهَدْتُكُمْ عَلَى الْجِزْيَةِ وَالْمَنْعَةِ فَلَكَ الذِّمَّةُ وَالْمَنْعَةُ۔ مَا مَنَعْنَاكُمْ فَلَنَا الْجِزْيَةُ وَاِلَّا فَلَا۔ كُتِبَ سَنَةَ اثْنَتَىْ عَشَرَةَ فِىْ صَفَرٍ"

(خالد بن ولید کی تحریر ہے۔ صلوبا بن نسطونا اور اُس کی قوم کے لئے۔ میں نے تم سے معاہدہ کیا جزیہ اور محافظت پر۔ پس تمھاری ذمہ داری اور محافظت ہم پر ہے۔ جب تک ہم تمھاری محافظت کریں۔ ہم کو جزیہ کا حق ہے۔ ورنہ نہیں۔ ماہ صفر سنہ ۱۲ھ میں لکھا گیا۔

(الجزیہ)

انشا کی بدیہہ گوئی

نواب سعادت علی خاں نے ایک دفعہ لب دریا ایک حویلی پر لکھا دیکھا (حویلی علی نقی خان بہادر کی)

میر انشاء اللہ خاں بھی ساتھ تھے۔ نواب صاحب نے فرمایا۔ انشاء! دیکھو کسی نے تاریخ کہی مگر نظم نہ کر سکا۔ بہت خوب مادہ ہے اسے رُباعی کر دو۔ انشا نے اُسی وقت عرض کی

نہ عربی۔ نہ فارسی۔ نہ ترکی ‌‌ ‌ نہ سم کی۔ نہ تال کی۔ نہ سُر کی
یہہ تاریخ کہی ہے کسی لُرکی ‌ ‌ ‌ مولی علی نقی خان بہادر کی

(آبِ حیات)

مدح ما معنی نداشت

سلطان ابراہیم نام ایک شاعر نے جو داوری تخلص کیا کرتا تھا۔ خراسان کے ایک امیر کی مدح لکھی۔ ممدوح نے کہا کہ قصیدہ بے معنی ہے۔ داوری نے جواب میں یہہ قطعہ لکھا۔

در خراسان مدحتے گفتم نہ از روئے طمع ‌ ‌ ‌ او غلط فہمید و گفتا مدح ما معنی نداشت
گفتمش بسیار نیکو گفتی ایں انصاف بود ‌ ‌ ‌ بندہ ہم دانستہ ام مدح شما معنی نداشت

(آتشکدۂ آذر)

قصر جعفری کی تعریف

ابوالعیناء شاعر ایک دفعہ خلیفہ مُتوکل کے پاس اُس کے محل میں گیا۔ جس کا نام قصر جعفری تھا خلیفہ نے پوچھا کہ میرے محل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ ابوالعیناء نے جواب دیا کہ "اَلنَّاسُ بَنَوا الدُّوْرَ فِي الدُّنْيَا وَاَنْتَ بَنَيْتَ الدُّنْيَا فِيْ دَارِكَ" یعنے لوگ تو دنیا میں گھر بناتے ہیں۔ لیکن آپ نے گھر میں دنیا بنائی ہے۔

(ابن خلکان ترجمہ ابوالعیناء)

محالے در محالے در محالے

ایک عرب شاعر نے معشوق کے تبسم کی روشنی سے اندھیری رات میں موتی چنے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ اس سے زیادہ جھوٹ دنیا میں نہیں بولا گیا۔ امیر خسرو ایک حوض کے پانی کی صفائی بیان کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔

درتہِ آبش ز صفا ریگ خورد — کور تواند بدل شب شمرد

اسے آپ کیا کہیں گے۔ اندھیری رات ہو۔ اندھا ہو۔ اور پانی کے نیچے حوض کی تہہ میں ریت کے دانے گنے

(امیر خسرو)

مقلوب مستوی

دادمارا درد و درد آرام داد — دارم آرامے و دسے مارا مراد

دادم ارا ⟵ ⟶ ارام داد — دارم ارام ⟵ ⟶ م ارام راد

(حافظ علی۔ روضۃ الصفا جلد ہفتم)

نورجہان بیگم کی حاضر جوابی

نورجہاں بیگم۔ ابو طالب کلیم (ملک الشعرائے شاہجہانی) کی شاعری کی معتقد تھی۔ اور اکثر اس کے اشعار پر حرف گیری کیا کرتی تھی۔ ایک دفعہ کلیم نے ایک شعر کہا اور خوب دیکھ لیا کہ کہیں حرف رکھنے کی جگہ نہیں شعر یہہ تھا۔

ز شرم آب شدم کاب را شکستی نیست — بحیرتم کہ مرا روزگار چوں بشکست

کلیم نے یہہ شعر نورجہاں کے پاس بھیجا۔ نورجہاں فوراً بول اٹھی کہ۔

"زیخ بست و پس شکست"

یعنی حیرت کی کوئی بات نہیں - پانی کو توڑنا کیا مشکل ہے - پہلے یخ بنادیا پھر توڑ دیا -

(شعر العجم)

مُعمّا باسمِ علیؓ

ناصر علی سرہندی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام کا ایک عجیب مُعمّا کہا ہے -

چشم بکشا - زلف بشکن جانِ من	بہرِ تسکینِ دلِ بریانِ من

چشم = عین - بکشا = افتح - یعنی عین کو فتحہ دو - زلف مشابہ بہ لام - بشکن = اکسر - یعنی لام کو کسرہ دو - دلِ بریان - یعنی لفظ بریاں کا وسط یعنے حرف یا - تسکین - سکون دینا - یعنی حرف یا کو ساکن کرو - لفظ عَلِیْ حاصل ہوا -

(خزانۂ عامرہ)

زَبَّبْتَ قَبْلَ اَنْ تُحَصْرِمَ

مشہور ادیب ابن جنّی موصل میں فن نحو کا درس دیا کرتے تھے - ایک روز ابو علی فارسی وہاں وارد ہوئے اور ایک مسئلہ میں جو ابن جنی سے اُلجھے تو وہ دم بخود رہ گئے - اُن کو حیران دیکھ کر بختہ کار ابو علی نے طنزاً کہا -

"زَبَّبْتَ قَبْلَ اَنْ تُحَصْرِمَ"

یعنی تو خام ہونے سے پہلے پختہ ہو گیا - اتنا کہہ کر وہ وہاں سے چلے آئے - جب ابن جنی کو معلوم ہوا کہ یہ شخص ابو علی فارسی ہے - تو مسند تدریس چھوڑ دی اور ابو علی کی شاگردی کے شوق میں اُٹھ کھڑے ہوئے - اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی شاگردی میں رہے -

(حصرم - غورہ انگور - زبیب - انگور خشک یعنی کشمش) (علمائے سلف)

گر منکرِ کلامِ الٰہی شوم روا است

مُلّا شیدا نے میر الٰہی ہمدانی کی ہجو میں کہا ہے۔

اے میر مَن کہ کردہ الٰہی تخلّصی ‏ ‏ ‏ از مردِ لاہی ارچہ الٰہی شدن خطا است
زیں رطب و یابسے کہ بود در کلامِ تو ‏ ‏ ‏ گر منکرِ کلامِ الٰہی شوم روا است

(تذکرۂ حسینی)

صنعتِ غیر منقوط

بدر الدین جاجرمی نے خواجہ بہاء الدین پسر خواجہ شمس الدین محمد صاحب دیوان کی مدح میں یہہ غیر منقوط قصیدہ لکھا ہے۔

کہ کرد کار کرم مرد وار در عالم ‏ ‏ ‏ کہ کرد اساس مکارم ممہد و محکم
عماد عالم عادل سوار ساعد ملک ‏ ‏ ‏ اساس طارم اسلام و سرور عالم
ملاک علو عطارد علوم و مہر عطا ‏ ‏ ‏ سماک رمح و اسد حملہ و ہلال علم
سرور اہل محامد ہلاک عمر عدو ‏ ‏ ‏ سر ملوک و دل آرام ملک و اصل حکم
کلام او ہمہ سحر حلال در ہر حال ‏ ‏ ‏ مراد او ہمہ اعطائے مال در ہر دم
دم مکرم او ہمدم کلام علوم ‏ ‏ ‏ دل مطہر او مورد صلاح امم
ہم او و ہم دل او دار عدل را معمار ‏ ‏ ‏ ہم او و ہم دم او درد ملک را مرہم

(آتشکدۂ آذر)

فارسی زبان کا سب سے پہلا شعر

فارسی زبان کے سب سے پہلے دو شعر جو دنیا کو معلوم ہیں یہہ ہیں۔

آہوئے کوہی در دشت چگونہ دودا — او ندارد یار بے یار چگونہ بودا

(ابوحفص سغدی)

منم آن پیل دمان و منم آن شیر یلہ — نام بہرام مرا و پدرم بوجبلہ

(بہرام گور)

شعر بے نمک

مولانا عمعق بخاری اور اوستاد رشیدی دونو خضر بن ابراہیم سامانی کے دربار کے شاعر تھے رشیدی کو دربار سے سید الشعرا کا لقب بھی ملا تھا - ایک روز مولانا عمعق سے بادشاہ نے پوچھا کہ رشیدی کے کلام کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے - جواب دیا کہ اچھا شاعر ہے لیکن اُس کا کلام بے نمک ہے - رشیدی نے سنا اور جواب میں یہ قطعہ لکھا -

شعرہائے مرا بہ بے نمکی — عیب کردی روا بود شاید
شعر من ہمچو شکر و شہد است — اندریں دو نمک نکو ناید
شلجم و باقلا است گفتۂ تو — نمک اے قلتبان ترا باید

(چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی)

گلابی اُردو

ایک مولوی صاحب اپنے شاگرد کو گلستاں پڑھا رہے ہیں - ترجمہ ملاحظہ ہو -

"ہرمز را گفتند از وزیران پدر چہ خطا دیدی کہ بند فرمودی - گفت گناہے معلوم نہ کردم - ولیکن بہ یقین دانستم کہ مہابت من در دل ایشاں بیکران است و بر عہد من اعتماد کلی ندارند - ترسم کہ از بیم گزند آہنگ ہلاک من کنند - پس قول حکما را کار بستم کہ گفتہ اند" قطعہ

"از آں کز تو ترسد بترس ای حکیم — دگر با چنو صد بر آئی بہ جنگ

اژاں مار بر پائے راعی زند ۔۔۔ کہ ترسد سرش را بکوبد بسنگ"

ترجمہ ۔

ہر مز کے تئیں کہتے ہیں کہ وزیروں سے کیا خلل دیکھی تو نے کہ بند فرمایا تو نے (گفت) کہا ۔ گناہ ایک معلوم نہ کیا میں نے (ولیکن) اور لیکن (بہ یقین) ساتھ یقین کے (دانستم) جانا میں نے کہ خوف میرا بیچ دل انھوں کے بہت بڑا ہے ۔ اور اوپر عہد میرے کے پورا نہ رکھا ۔ ڈرتا ہوں کہ خوف اپنے کے ڈر سے قصد مار ڈالنے میرے کا کریں ۔ پس قول حکما کے تئیں کام باندھا میں نے کہ کہا ہے ۔ قطعہ

اس سے جو کہ تجھ سے ڈرے ڈر تو اے حکیم ۔۔۔ جو ساتھ جنگ کے شکار ہیں بیچ لڑائی کے

اس سے سانپ اوپر پاؤں راعی کے مارتا ہے ۔۔۔ کہ ڈرتا ہے سر اس کے کو ٹھونکے ساتھ پتھر کے

اس کے بعد ایک ٹکڑا مفید نامہ سے کرآتا ہے ۔

" برادر صاحب مظہرِ اشفاق و مہربانی و مصدرِ اخلاق و قدردانی سلمہ اللہ تعالیٰ "

ترجمہ ۔

برادر صاحب جائے ظہور اشفاقوں کے اور جائے صدور اخلاقوں کے اور قدر جاننے والے کے سلامت رکھے تم کو اللہ برتر ۔

" آرزوئے مواصلتِ سامی از تکلفات دانستہ بمطلب می گراید "

ترجمہ ۔

آرزو ملاقات بڑی کی تکلیفوں سے جان کر بیچ مطلب کے گراتا ہے ۔

" دلم کشود ۔ کشادم چو نامہ است گوئی
کلیدِ بابِ گلستانِ دل کشائی بود "

ترجمہ ۔

دل میرا کھلا ۔ کھولا میں نے جو خط تیرا ۔ کہے تو کنجی دروازے باغ دل کھولنے کی تھی

(فسانۂ آزاد)

خاقانی اور خاقان کبیر

خاقانی شروانی نے ایک دفعہ خاقان کبیر منوچہر شروان شاہ کی خدمت میں شدت سرما کی شکایت کرتے ہوئے یہہ شعر لکھ بھیجا۔

وشقے دہ کہ در برم گیرد	یا وشاقے کہ در برش گیرم

(وشق بمعنے پوستین۔ وشاق بمعنے غلام امرد)۔ کہتے ہیں کہ یہہ شعر پڑھ کر خاقان کبیر بہت ناراض ہوا۔ وجہ یہہ کہ بادشاہ سے غلام سادہ رو کی طلب ایک نہایت بے باکانہ جرأت تھی۔ جب خاقانی کو معلوم ہوا کہ بادشاہ ناراض ہوگیا ہے۔ تو اس نے ایک مکھی کو پکڑا اور اُس کے بال و پر کندہ کرکے بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ اور کہلا بھیجا کہ قصور میرا نہیں مکھی کا ہے۔ میں نے "باوشاقے" لکھا تھا۔ دوسرا نقطہ مکھی نے ڈال کر "یا وشاقے" کردیا۔ بادشاہ یہہ سُنکر خوش ہوگیا۔ اور خاقانی کو انعام دیا۔

(بات یہہ ہے کہ خاقانی بھی سمجھ تو گیا کہ بادشاہ کی ناراضگی کی وجہ کیا ہے۔ لیکن اُس نے کمال دانائی سے اس بات کو ٹالا اور یہہ ظاہر کیا کہ گویا بادشاہ اس بات سے ناراض ہوا ہے کہ خاقانی نے دونوں چیزیں مجھ سے کیوں نہ مانگیں۔ یہہ کیوں کہا کہ یہہ دو یا وہ دو۔ کیا بادشاہ ایسا کم ہمت ہے۔)

(خزانۂ عامرہ)

ایک متنبی کا انجام

خالد بن عبداللہ قسری کے پاس (جو ہشام بن عبدالملک اموی کی طرف سے عراق کا امیر تھا) ایک شخص آیا جو نبوت کا مدعی تھا۔ خالد نے اُسے کہا کہ تو کیا کہنا چاہتا ہے۔ متنبی نے کہا کہ میں نے قرآن کریم کا (نعوذ باللہ) جواب لکھا ہے۔

"اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْجَمَاہِر۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ جَاہِر۔ وَلَا تُطِعْ کُلَّ سَاحِر"

اس پر خالد نے حکم دیا کہ اُسے قتل کردیا جائے۔ چنانچہ وہ مردود قتل کیا گیا۔ اور لوگوں کی عبرت کے لئے صلیب پر لٹکا دیا گیا۔

جب خلف بن خلیفہ شاعر کا گذر اُس طرف سے ہوا جہاں وہ متنبی صلیب پر لٹکا ہوا تھا۔ تو خلف نے اُس کی طرف دیکھکر کہا۔

"إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْعُودَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ مِنْ قُعُودٍ۔ وَأَنَا ضَامِنٌ لَكَ أَنْ لَا تَعُودَ"

(الطرائف للادیب الظریف)

تاریخ تعمیر مسجد

لالہ خیالی رام نے ایک بیبوا کی مسجد کی تاریخ لکھی ہے۔

محرابش مسجودِ خاص عام است
فلک گفتا کہ ایں بیت الحرام است

(سیر کہسار)

سمند بادپا

شاہ اسپے بہ شاعرے بخشید		کہ بہ تندیش چشم چرخ نہ دید
بود تند ایں قدر کہ از دُنیا		نفسے تا بہ آخرت برسید

(بساطی۔ آتشکدہ آذر)

سوال از پا جواب از سر

ابو العباس احمد بن عمر ایک روز ابو بکر محمد بن داؤد الظاہری سے مباحثہ کر رہا تھا۔ ابو بکر نے کہا کہ میں سوال پاؤں سے کرتا ہوں آپ جواب سر سے دیتے ہیں۔ ابو العباس نے کہا "هٰكَذَا الْبَقَرُ۔ إِذَا حَفِيَتْ أَظْلَافُهَا دُهِنَتْ قُرُونُهَا" یعنی بیل کا یہی حال ہے کہ جب اُس کے کھر زخمی ہوجاتے ہیں۔ تو اوس کے سینگوں کو چکنا کرتے ہیں۔ (مطلب یہ کہ

آپ احمق ہیں۔ آپ کے سوالوں کا جواب ایسا ہی ہونا چاہیے۔)

(نو بہن غلکان ترجمہ ابوالعباس احمد)

تابعِ مہمل

اردو میں جہاں لوٹا ووٹا۔ آگ واگ اور پانی وانی کہتے ہیں۔ فارسی میں وہاں اسپ مسپ فیل میل۔ اور اشتر مشتر بولتے ہیں۔

نقل است کہ شبے در ایام زمستان نوجوانے از اہلِ ہند وارد منزل آشنائے از مردم ایران شد۔ چوں شام در رسید مغل گفت کہ حالا شما تشریف ببرید۔ من توشک و لحاف دیگر ندارم مجبور در یک لحاف خوابیدن ضرور خواہد افتاد۔ والا سردی مردی خواہد شد۔ نوجوان گفت باشد۔ جائے اندیشہ نیست۔ در چادر مادر شما خواہم خوابید۔

(دریائے لطافت)

صنعت موصل

تپش تپ بہ تن پست نشست		تپش تپ بہ تن سست لست
تپشتپبتنپستنشست		تپشتپبتنسستلست

(گلستان ستر)

بحرِ طویل کا ایک مصرع

باصاحبی ادش النجیر۔ بدان سرو قد سیمبر۔ کہ عشق او گشتم سمر۔ تشنہ لب دخستہ جگر۔ برکندہ جاں افگندہ سر۔ باکام خشک و چشم تر۔ کردہ زغم زیر و زبر۔ دنیا و دیں

وجان وتن ۔

یہ صرف ایک مصرعہ ہے ۔۔ دوسرا مصرعہ ملاحظہ ہو ۔

تا من برادمقتول شدم ۔ آگہ نہ تا چوں شدم ۔ بادیدۂ پُرخوں شدم ۔ با قامت چوں نون شدم ۔ با غنیا ذوالنون شدم ۔ وازدست خود بیروں شدم ۔ سرگشتہ چوں مجنوں شدم ۔ گرد جہاں بے خویشتن ۔

(ہفت قلزم)

یَا جَامِعَ التَّنْوِیْنِ اللام

سیبویہ ایک مشہور نحوی گزرا ہے ۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص اُس سے ملنے گیا ۔ اور جب سیبویہ کے پاس پہنچا تو کہا "اَلسَّلَامٌ عَلَیْکُمْ" سیبویہ نے جواب دیا "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَا جَامِعَ التَّنْوِیْنِ وَ اللَّامِ"

(تنوین اور لام کو جمع کرنا ناجائز ہے ۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ کہنا چاہئے تھا یا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ)

چہ می خواہی؟

درویشے را پرسیدند کہ از دنیا چہ می خواہی ۔ گفت آنکہ ہیچ نخواہم ۔

(گلستان قاآنی)

ریشِ طویل و عریض

عباد بن زیاد کی ڈاڑھی بہت طویل و عریض تھی ۔ ایک دن عباد کی سواری کے ساتھ ابن مفرغ شاعر بھی جا رہا تھا ۔ ہوا تیز چل رہی تھی ۔ عباد کی ڈاڑھی کے بال تیزیٔ ہوا کی وجہ سے پریشان اور پراگندہ ہو کر ایک عجیب منظر پیدا کر رہے تھے ۔ ابن مفرغ سے نہ رہا گیا ۔ اور اُسی وقت یہ شعر فی البدیہہ پڑھ دیا

اَلَا لَیْتَ اللُّحیٰ کَانَتْ حَشِیْشًا
فَتَرْعَاھَا خُیُوْلُ الْمُسْلِمِیْنَا

(یعنی کاش کہ یہ ڈاڑھی گھاس کی ہوتی - تاکہ مسلمانوں کے گھوڑوں کے لئے چراگاہ کا کام دیتی -)

اسی بے تکلفی پر ابن مفرغ آخر کار قید کر دئے گئے -

(الشعر و الشعرا)

معلوم نہیں شاعر ڈاڑھی کی قطع پر کیوں معترض ہیں - آخر بحر طویل سے علم عروض نا آشنا تو نہیں -

ایک اور صاحب بھی ڈاڑھی کے اختصار پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں -

ریش باید دو سہ موئے و زنخداں پوشے		نہ چو جاروب کہ در روبچہ دہد خرگوشے

(سہامی)

ایک اور بزرگ کا شعر ہے - کہ

ہست ریش حضرت قاضی جبالا بے گزاف		چوں بر و خسپد نہالی - چوں بہ پشت اندر لحاف

(آتشکدہ آذر)

فقیر اور امیر

"نِعْمَ الْاَمِیْرُ عَلیٰ بَابِ الْفَقِیْرِ وَ بِئْسَ الْفَقِیْرُ عَلیٰ بَابِ الْاَمِیْرِ"

یعنی اچھا ہے وہ امیر جو فقیروں کے دروازے پر جائے اور برا ہے وہ فقیر جو امیروں کے دروازے پر آئے -

(دعوات عبدیت)

اَلْمَعْنیٰ فِیْ بَطْنِ الشَّاعِرِ

صاحب عقد دانش لکھتا ہے کہ امیر معاویہؓ نے ایک نہایت فصیح و بلیغ اور پیچیدہ چیستان لکھی - اور بہ نظر امتحان حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب (کرم اللہ وجہہ) کے پاس بھیجی تاکہ دیکھے کہ آیا وہ

اُسے حل کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اس چیستان سے لفظ خنجر برآمد ہوتا تھا۔ جب وہ اشعار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس پہنچے تو آپ نے بہ امعانِ نظر ان کو دیکھ کر مطلب پالیا۔ اور اُسی کاغذ کے ایک کونے پر لکھ دیا کہ "المعنی فی بطن الشاعر" اس دن سے یہ ضرب المثل مشہور ہوئی۔

(فرہنگ انندراج)

خواجہ ہمام اور شیخ سعدیؒ

ایک دفعہ تبریز کے ایک حمام میں شیخ سعدیؒ اور خواجہ ہمام کی ملاقات ہوئی۔ خواجہ ہمام شیخ صاحب کو نہیں پہچانتے تھے۔ اُس وقت ایک خوشرو جوان ہمام کو پنکھا جھل رہا تھا۔ چونکہ خواجہ صاحب بیچ میں حائل تھے اس لیے شیخ سعدیؒ لطفِ نظارہ سے محروم تھے۔ اثنائے گفتگو میں ہمام نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ شیراز میں بھی ہمام کے شعروں کا چرچا ہے یا نہیں۔ شیخ صاحب نے فوراً فرمایا۔ ہاں یہ شعر اُس کا بہت مشہور ہے۔

در میانِ من و دلدار حجاب است ہمام	وقت آن است کہ این پردہ بیکسو فگنم

(تذکرہ دولت شاہ سمرقندی)

ایجاز و اعجاز

محمود غزنوی نے بغرا خان حاکم ماوراءالنہر کو خط لکھا اور کہا کہ اپنے ملک کے علماء سے دریافت کرکے اس سوال کا جواب دیں کہ "نبوت چیست و ولایت چیست۔ دین چیست ایمان چیست احسان چیست تقوی چیست۔ امر بمعروف چیست نہی از منکر چیست۔ صراط چیست میزان چیست و عدل و شفقت چیست"۔ جب یہ خط بغرا خان کو ملا۔ تو اُس نے ماوراءالنہر کے تمام مشہور ائمہ کو بُلا کر کہا کہ اس سوال کا جواب لکھیں۔ اُنھوں نے چار ماہ کی مہلت مانگی۔ جب یہ خبر محمد بن عبداللہ کاتب کو جو بغرا خان کا دبیر تھا پہنچی تو اُس نے کہا کہ میں اس سوال کا جواب دو لفظوں میں لکھتا

ہوں۔ قلم اُٹھایا اور سوال کے نیچے یہہ عبارت لکھ دی۔ " قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَالشَّفْقَۃُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ " اور ماوراالنہر کے تمام حاکم اسے دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ جب یہہ جواب غزنی بھیجا گیا تو سب نے پسند کیا۔

(چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی مقالہ اول در کیفیت دبیری)

نیم خوردۂ بی بی

سلطان ابوسعید کے زمانہ میں شہر ابہر میں ایک ضعیفہ تھی صفیہ نام جو زہد و عبادت میں مشہور اور طاعت و ریاضت میں معروف تھی۔ زن و مرد اُس کے معتقد تھے۔ ایک روز سلطان ابوسعید کی خواہر رضاعیہ قتلغ رات خاتون بی بی صفیہ کی زیارت کو گئی۔ میر سراج الدین سراجی بھی وہاں موجود تھے۔ خاتون مذکورہ نے کہا کہ " قدرے از نیم خوردۂ بی بی بمن دہند تا تبرکاً بخانہ برم " میر سراج الدین نے کہا۔ " اے خانم اگر شما رغبت نمایند من تمام خوردۂ بی بی کہ در پیش دارم بشما بدہم " اس پر میر صاحب کی خوب ہرمت کی گئی۔ مونہہ سر نیلا ہو گیا۔ چنانچہ سلطان ابوسعید کی خدمت میں آکر شکایت کی اور کہا کہ " اے خداوند لطیفہ از شعرا بہزار درم می خریدند۔ خاتون از من بدہ سیلی خرید " جب تمام ماجرا بیان کر دیا۔ سلطان بہت ہنسا اور پھر جب کبھی خاتونِ مذکورہ کو دیکھتا کہتا کہ " لطیفہ از شاعراں ارزاں خریدی "

(تذکرۂ حسینی)

گر چنین است پس نگہ دارم

ابلہ مردزی بہ شہر ہرے	سوئے بازار برد لاشہ خرے
لاغر و سست و پیر و فرسودہ	سم و دنداں و استخواں سودہ
جست دلال چست بر پشتش	کرد جنباں بہ سیخہ و مشتش

گفت کاے تاجران دراہرواں — کہ خود مرکب روان وجواں

مروزی گفت اے بجان آرم
گر چنین است پس نگہہ دارم

یعنی ایسا تیز رفتار ہے تو میں نہیں بیچتا -

(مجدالدین قاسمی)

آپ کی عمر کیا ہے ؟

کہتے ہیں کہ شیخ زین الدین خان وفائی جب اول مرتبہ بابر بادشاہ کی خدمت میں آئے۔ تو بابر نے پوچھا کہ تمہاری عمر کیا ہے ؟ - شیخ صاحب نے فی البدیہہ یہ جواب دیا - کہ میں پانچ برس پہلے چِہِل سالہ تھا - اور اب چِہِل سالہ ہوں - اور دو برس کے بعد چالیس سال تمام ہوں گے -

(چِہِل بحساب ابجد = ۳۳ - اور چِہِل اسی حساب سے ۳۸ - یعنی میں پانچ برس پہلے ۳۳ سالہ تھا اب ۳۸ سالہ ہوں اور دو سال کے بعد ۴۰ سالہ ہو جاؤں گا -)

(منتخب التواریخ)

اجناس ملفوظ

ہادیِ ما حادیِ راہ ہدے — حادیِ ما ہادیِ راہ حدے

(حادی - حدی خوان - حُدی - نغمہ و اشعار یکہ شتربانان می خوانند تا شتر تیز رود)

(۱) - اس شعر میں صنعت عکس ہے -

(۲) - صنعت اجناس ملفوظی ہے -

(۳) - صنعت تحت انقاط ہے -

(۴)- تمام شعر مقفٰی ہے -

(۵)- دو بحروں میں پڑھا جا سکتا ہے -

(ید بیضا)

ہٰذہ الکتب اشد علیّ من ثلٰث ضرائر

حضرت امام زہری کا مطالعہ کتب کے وقت یہ عالم ہوتا کہ ادھر اُدھر کتابیں ہوتیں اور وہ ان کے مطالعہ میں ایسے معروف ہوتے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہتی - بی بی کو یہ گوارا نہ تھا - ایک روز بگڑ کر کہا -

"وَاللّٰہِ ھٰذِہٖ الْکُتُبُ اَشَدُّ عَلَیَّ مِنْ ثَلٰثِ ضَرَائِرَ"

(یعنی خدا کی قسم کہ یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے بھاری ہیں -)

(علمائے سلف)

اسی طرح کہتے ہیں کہ ایک طالب علم کی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور وہ ان دنوں قُطبی پڑھا کرتا تھا - مطالعہ میں ایسا مشغول رہتا کہ بی بی کی خبر تک نہ لیتا - بی بی نے کسی سے پوچھا کہ میاں دن رات کہاں رہتے ہیں اور کیا کرتے رہتے ہیں - جواب ملا کہ وہ آج کل قطبی میں معروف ہے - بی بی بچاری ناخواندہ تھی - سمجھی کہ قطبی شاید کسی عورت کا نام ہے - بہت بگڑی اور جب میاں گھر آئے تو بہت غصے میں آکر اس کو کہا کہ تم یا مجھے رکھو یا قطبی اماں کو - میرا یہاں گزارہ نہیں جاتی ہوں -

(سماعی)

ایجاز و اختصار

گورخان ختائی نے سلطان عالم سنجر بن ملک شاہ سے لڑائی کی اور لشکر اسلام کو شکست

پہنچائی۔ اور ماوراء النہر کے تمام ملک کا بادشاہ ہوگیا۔ بخارا کا علاقہ گورخان نے الپتگین برادر زادہ خوارزم شاہ کے سپرد کیا اور اُسے حکم دیا کہ تمام ملکی اور سیاسی کاموں میں وہ خواجہ امام احمد بن عبدالعزیز سے جو بخارا کا امام تھا اور اُس زمانہ کا پیشوا تھا۔ مشورہ کرلیا کرے اور اُس کے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرے۔ جب گورخاں وہاں سے واپس چلا گیا۔ تو الپتگین نے میدان خالی دیکھا۔ اور رعایا پر دستِ تعدّی دراز کیا۔ بخارا کے چند لوگ داد خواہی کے لئے گورخان کے پاس گئے۔ گورخان نے اہل اسلام کے طریقہ پر الپتگین کو یہ خط فارسی زبان میں لکھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الپتگین بداند کہ میان ما اگرچہ مسافت دور است رضا و سخط ما بدو نزدیک است۔ الپتگین آں کند کہ احمد فرماید۔ و احمد آں فرماید کہ محمدؐ فرمودہ است۔ والسّلام"

نظامی عروضی لکھتا ہے کہ "در بارہا ایں تاویل رفتہ است و آں تفکر کردہ ایم ہزار مجلد شرح این نامہ باشد بل کہ زیادت۔ و مجلس بہ غایت ہویدا و روشن است و محتاج شرح نیست و من مثل ایں کم دیدہ ام۔"

(چہار مقالہ نظامی عروضی۔ مقالہ اول)

مرغِ قبلہ نما

مرزا رفیع سودا نے ایک دفعہ اپنا یہ شعر شیخ علی حزیں کو سنایا۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

شیخ صاحب کو بہت پسند آیا اور فرمایا کہ "مرزا رفیع قیامت کردی۔ یک مرغ قبلہ نما باقی بود آں را ہم نہ گذاشتی"

(سماعی)

ہر دو کہ می خورند

شیخ ابوالفضل، شیخ فیضی اور عرفی ایک روز اکبر بادشاہ کے سامنے بیٹھے تھے۔ شیخ ابوالفضل اور فیضی نے ازراہِ ظرافت عرفی سے سوال کیا کہ ”در مذہبِ شما زاغ حلال است یا عکہ“ عرفی خاموش بیٹھا رہا۔ انہوں نے ہر چند جواب کے لئے اصرار کیا مگر عرفی نہ بولا۔ بادشاہ نے کہا۔ مولانا یہ کیا پوچھتے ہیں آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔ اس پر عرفی نے کہا ”جہاں پناہا جواب بدیہی است ہر دو کہ مے خورند“

(عکہ۔ نوعے از زاغ کلاں)

(تذکرہ حسینی)

جد اور جِد

وَمَا جَدٌّ بِلَا جِدٍّ بِمُجْدٍ	بِجِدٍّ لَا بِجَدٍّ كُلُّ مَجْدٍ

(یعنی ہر ایک بزرگی اپنی کوشش سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ آباؤ اجداد کے نام لینے سے۔ اور آباؤ اجداد بھی نام لینے کے قابل جب ہی ہوتے ہیں کہ ان میں شرافت ہو۔)

(حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

قلم کو مذکر کیوں کہتے ہیں؟

شمس العلماء مولانا محمد حسین صاحب آزاد مرحوم و مغفور جب گورنمنٹ کالج لاہور میں تھے تو ایک بار ایک طالب علم نے آپ سے سوال کیا۔ کہ قلم کو مذکر کیوں کہتے ہیں۔ آپ نے قلم کو اٹھا کر دوات میں رکھ دیا اور فرمایا کہ اس لئے۔

(سماجی)

از صنائع چہ آموختی ؟

درویشے را گفتند کہ از صنائع چہ آموختی ؟ گفت آں را کہ پیشہ قناعت است ۔ چہ اندیشۂ صناعت است ۔

(گلستانِ قاآنی)

مخفی نماند

مخفی رشتی مردے حقیر جثہ و خوش صحبت و لبش بر سبیلِ کوکنار معتاد بود ۔ روزے شخصے باو گفتہ کہ کوکنار از وجودِ تو چیزے باقی نگذاشتہ ۔ مخفی در جواب گفت کہ گناہِ کوکنار نیست ۔ رسم است کہ نویسندگانِ اقطارِ عالم در اولِ مکاتیب می نویسند " مخفی نماناد " لہذا آں چہ از من ماندہ غنیمت است ۔

(آتشکدۂ آذر)

---

۱ ۔ ۲ ۔ ۳ ۔ ۴

پہلے مصرعہ کے حروف مقطوع ۔ دوسرے کے موصول بدو حرف ۔ تیسرے کے موصول بسہ حرف ۔ چوتھے کے موصول بہ چار حرف

اے در دل زارم زدہ روزت آذر ۔ ۱

خالت بہ رخت برگل تر نافۂ تر ۔ ۲

خطت بلب شکر شکن مشک ختن ۔ ۳

چشمت سحر شبنم گیسو عنبر ۔ ۴

(حافظ علی ۔ روضۃ الصفا ۔ جلد ہفتم)

نواب صاحب کا شجرۂ نسب

داد نواب نسب نامۂ خود را بہ فقیر — تا بیابم زکجا ایں دُرِ نایاب رسید
بہ تتبع نہ تواریخ بجویم کہ بہ کہ — نسبِ سامیِ ایں گوہرِ خوش آب رسید

من بیچارہ نمودم چہ قدر سعی و تلاش
تا بہ آدم نسبِ سامیِ نواب رسید

(دیوان نعمت خان عالی)

یارب ایں قاعدۂ شعر بگیتی کہ نہاد

اثیر الدین اومانی نے قصائد مدحیہ اور قطعات تقاضائے صلہ کی بیہودگی اور فرومائگی کیسے مدلل اور موثر پیرایہ میں بیان کی ہے۔

یارب ایں قاعدۂ شعر بہ گیتی کہ نہاد — کہ چو جمع شعرا خیر دو گیتیش مباد
اے برادر بجہاں بدتر ازیں کاری نیست — ہان و ہاں تا نہ کنی تکیہ بریں بے بنیاد
خود از آنکس چہ بکاہد کہ تو گوئیش بخیل — یا برآں کس چہ فزاید کہ تو اش گوئی راد
کاغذے پُر کنی از حشو و فرستی بہ کسے — پس برنجی کہ مرا کاغذِ زر نفرستاد
آں نہ خود حجتِ شرعی نہ خطِ دیوانی است — پس از آں خط بتو چیزیش چرا باید داد
ویں چہ تر اثر است دگر بارہ کہ ابیات مدیح — گر بود ہفت ہشت فرستی بہ تقاضا ہفتاد
پس بدیں ہم نہ شوی قانع و از پئے تازی — بسوئے خانۂ ممدوح چو تیرے زکشاد
ہجو آئینہ نہی بر در او بیشانی — از نو او شرم کند ہجو عروس از داماد

آنچہ مقصود ز شعر است تماہو در گیتی نیست
شاعراں را ہمہ زیں کار خدا توبہ دہاد!

ظہیر فاریابی قصیدہ گوئی اور صلہ جوئی تو خیر غزل سے بھی اپنی بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔

مرا ز دستِ ہنرہائے خویشتن فریاد — کہ ہر یکے بدگرگونہ داردم ناشاد

بزرگتر ز ہنر در زمانہ عیبے نیست
کمینہ پایہ من شاعری ست خود بنگر
کہ گہہ لقب ہم آشفتہ زنگئے را حور
ز جنس شعر غزل بہتر است و آنہم نیست
مرا از آنچہ کہ شیریں لبے ست در کشمیر
بہیں بگلے کہ از لبش گفتہ مرا این است

ز من بپرس کہ این عیب بر تو چوں افتاد
کہ چند بار ز دستش کشیدہ ام بیداد
کہ گہہ خطاب کنم سست سفلہ را راد
بنا سخے کہ تواں ساختن بر و بنیاد
مرا از آنچہ کہ دشمن بیہ ست در نوشاد
کہ بندہ خواہم خود را و سرو را آزاد

درین زمانہ چوں فریاد رس نمی یابم
مرا رسد کہ رسانم بر آسماں فریاد

(آتشکدہ آذر)

ایک عجیب تاریخ

کسی صاحب نے میر عبدالواحد اکبر بلگرامی کی ایک صوری و معنوی تاریخ وفات لکھی ہے۔ جس میں علاوہ سال کے مہینہ تاریخ اور دن کی تعیین بھی ہے:

چو رفت واحد صوری و معنوی گفتم | ہزار و ہفدہ شب جمعہ ماہ صوم و سیوم

تاریخ وفات سیوم ماہ رمضان شب جمعہ ۱۰۱۷ھ ہے۔ چنانچہ ظاہری طور سے مندرجہ الفاظ میں بتا دیا گیا ہے۔ اور معنوی طریق سے دیکھئے کہ دوسرے مصرعہ کے عدد بحساب ابجد (۱۰۳۷) بنتے ہیں، جو اصل تاریخ سے (۲۰) زیادہ ہیں۔ پس ایک نہایت نازک تعمیہ سے (۲۰) کے عدد کو صاحب سے خارج کیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے (چو رفت واحد صوری و معنوی) واحد صوری لیجئے (و = ۶) (ا = ۱) (ح = ۸) (د = ۴) (۱۹) اور واحد معنوی یعنی (۱) کل بیس ہوئے۔
ماحصل کلام یہ کہ (۱۰۳۷) سے (۲۰) خارج کرو۔ باقی (۱۰۱۷) رہ جاتا ہے۔ (خزانۂ عامرہ)

تا ہم نیک سے قرآن شنا لکھ کر

نیاز بیگ بخارا کا ایک شاعر تھا۔ ایک دفعہ امیر ... مجلس اپنے یہ شعر پڑھ کر سنانے ...

برفلک نیست شفق بادۂ گلفام من است	رند دُردی کشم و طاسِ فلک جام من است
تا نیازی شدہ در ملکِ سخن خسرو عہد	نام جامی شدہ منسوخ کنوں نام من است

اتفاقاً اُس وقت دیوان جامی بھی موجود تھا۔ کسی نے اُس کو کھولا اور کتاب کھولتے ہی یہ شعر نکلا۔

چرخ را جام نگوں دان کز مئے عشرت تہی ست
بادہ از جام نگوں جُستن نشانِ ابلہی ست

جب یہ شعر پڑھا گیا۔ تو نیازی بہت شرمندہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ اسی شرمساری کی وجہ سے نیازی کو اپنا وطن چھوڑ کر ہندوستان آنا پڑا۔ (منتخب التواریخ بدایونی)

عصا خفت است

ایک مشاعرہ میں مرزا غالب نے ایک فارسی غزل پڑھی جس کا مطلع یہ تھا۔

بوادئے کہ دراں خضر را عصا خفت است
بسینہ مے سپرم رہ اگرچہ پا خفت است

جلسہ میں مولوی امام بخش صہبائی۔ مولوی صدرالدین آزردہ۔ میر ممنون۔ عبدالرحمٰن خان احسان اور نواب مصطفےٰ خاں حسرتی بھی موجود تھے۔ مولوی امام بخش صہبائی کے ایما سے مفتی صدرالدین خاں نے مرزا غالب کے مطلع پر اعتراض کیا اور کہا کہ "عصا خفت است" میں کلام ہے۔ مرزا صاحب نے اس پر فرمایا۔ "بابا! من ہندی نژادم۔ عصائے مرا زود گرفتی وعصائے آں شیخ شیراز را نہ گرفتی کہ در گلستاں فرمودہ دے بجملۂ اول عصائے شیخ بخفت"

(سماعی)

صنعت قلب

کلامِ مجید میں ہے "کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ" ان الفاظ کو سیدھا پڑھو یا اُلٹا ایک ہی عبارت پیدا ہوتی ہے۔ (ک ل ف ی ف ل ک) ۔ اسی طرح ہے "ربّک فکبّر"
۱-۲-۳-۴-۳-۲-۱

اس جملہ کو بھی جدھر سے پڑھو عبارت میں کچھ تغیر نہیں ہوتا ۔ (سا ۔ ب ۔ اٹ ۔ ف ۔ ک ۔ ب ۔ لم)
۱ ۔ ۲ ۔ ۳ ۔ ۴ ۔ ۳ ۔ ۲ ۔ ۱

اسے صنعتِ قلب کہتے ہیں ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید عماد الدین موسوی نے قاضی عبدالوہاب مشہدی کے پاس جاکر بیان کیا کہ مجھے ایک ایسا جملہ ملا ہے جو مقلوب مستوی ہے ۔ قاضی صاحب نے پوچھا کہ وہ کیا ؟ ۔ سید عماد الدین نے جواب دیا کہ "مرا د سے دارم" قاضی صاحب نے فی البدیہہ کہا ۔ کہ :
م را د سے دا رم

"بر آید یا رب" ۔ (ہفت قلزم جلد ہفتم)
ب ر ا ی د ی ا ر ب

وہ شعر جس میں سب سے زیادہ جھوٹ بولا گیا

ابو اسحاق ابراہیم نے اپنے معشوق کے تبسم کی تعریف اس طرح کی ہے ۔

حتی اذا طاح عنہا المرط من دہش	والحل بالضم سلک العقد فی الظلم
تبسمت فاضاء اللیل فالتقطت	حبات منتثر فی ضوء منتظم

یعنی اُس سے ملتے وقت گھبراہٹ میں اُس کی چادر گر گئی ۔ اور بغل گیری کرتے ہوئے اُس کے ہار کی لڑی تیرہ (اندھیری) راتیں ٹوٹ گئی ۔ وہ ہنس پڑی اور اُس کے دانتوں کی چمک سے اتنی روشنی ہوگئی ۔ کہ اُس نے بکھرے ہوئے موتیوں کے دانے زمین سے چن کر اکٹھے کر لئے ۔

(ابن خلکان ترجمہ ابو اسحاق)

مُعَمّا بہ اسمِ مہتاب رائے

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اُلٹا
ہم اُلٹے ۔ بات اُلٹی ۔ یار اُلٹا ؟

ہم اُلٹے (مہہ) بات اُلٹی (تاب) یار اُلٹا (رائے) یعنے مہتاب رائے ۔

(کلیات مومن)

سوال جواب

کچک بیگ بیرم خاں کا بخشی تھا۔ اُس کی اور نویدی شاعر کی آپس میں ہمیشہ نوک ٹوک رہتی تھی۔ ایک دفعہ کچک بیگ نے نویدی کو کہا۔ " اے سگ، برابرِ من گُہ می خوری؟" نویدی نے معًا جواب دیا۔ " روا باشد کدام سگ در برابر شما گُہ خواہد خورد " (منتخب التواریخ)

حجاج ابن یوسف اور سعید ابن جُبیر

مشہور جلیل القدر تابعی حضرت سعید ابن جُبیر رحمۃ اللہ علیہ سے دولت بنی اُمیّہ مخالف ہو گئی تھی ایک روز حضرت سعید پکڑے ہوئے حجاج ابن یوسف کے سامنے پیش ہوئے۔

حجاج ۔ آنحضرتؐ کی نسبت تمھارا کیا قول ہے۔

سعید ۔ آپ نبی رحمت اور امام ہُدےٰ تھے۔

حجاج ۔ خلفاء کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے۔

سعید ۔ لَسْتُ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ (میں اُن کا محاسب نہیں ہوں۔)

حجاج ۔ کون ان میں سب سے بہتر تھا۔

سعید ۔ اَرْضٰھُمْ لِخَالِقِیْ (جو میرے مالک کی مرضی کا سب سے زیادہ پابند تھا۔)

حجاج ۔ کون سب سے زیادہ راضی برضا تھا۔

سعید ۔ عِلْمُ ذٰلِکَ عِنْدَ الَّذِیْ یَعْلَمُ سِرَّھُمْ وَنَجْوَاھُمْ۔

(عالم الغیب اسے اچھا جانتا ہے)

ایسے اور بہت سوال جواب ہوتے رہے مگر حضرت سعید ابن جُبیر نے ظالم حجاج کو گرفت کا کوئی موقعہ نہ دیا۔ (علمائے سلف)

بدیہہ گوئی

کہتے ہیں کہ ایک دن سلطان محمود غزنوی نے کسی وجہ سے ایاز کو حکم دے دیا کہ اپنی زُلفیں کاٹ

ڈالے۔ ایاز نے امتثالِ امر میں اپنی زلفوں کو کاٹ دیا۔ بعد میں سلطان محمود اپنے اس حکم پر پشیمان ہوا اور سخت اندوہگیں ہوکر بیٹھا تھا کہ عنصری نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھے جس پر سلطان محمود خوش ہوگیا اور عنصری کو انعام دیا۔

گر عیب سرِ زلفِ بُت از کاستن است
چہ جائے بہ غم نشستن و خاستن است

وقتِ طرب و نشاط و مے خواستن است
کاراستنِ سرو بہ پیراستن است

(ہفت قلزم جلد ہفتم)

ایجاز

دامغان کے لوگوں نے قحط سالی اور کفار کی دستبرد کی شکایت محمود غزنوی کے دربار میں جاکر کی۔ اس پر خواجہ حسن میمندی نے ازراہ رحم اُن کا ایک سال کا مالیہ معاف کردیا۔ دوسرے سال پھر ان لوگوں نے دربارِ محمودی میں جاکر وہی واویلا کیا۔ چنانچہ اُس سال کا مالیہ بھی معاف ہوگیا۔ تیسرے سال پھر اُنھوں نے بےحیائی کی پٹی آنکھوں پر باندھ کر بادشاہ کی خدمت میں مالیہ کی معافی کی درخواست کی۔ دربار کے تمام لوگ سمجھ گئے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ خواجہ حسن میمندی نے اِس دفعہ اُن کی درخواست پر یہ جملہ لکھ کر درخواست نامنظور کردی کہ "الخراج خراج، اداؤہ دواؤہ"۔ یعنی خراج ریشِ ہزار چشمہ است۔ گزاردنِ آں دوائے اوست۔ اس کے بعد یہ جملہ ضرب المثل ہوگیا۔

(چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی۔ مقالۂ اول)

رجعتِ قہقری

نے چو تو پس رو کہ ہر دم پس تری
سوئے سنگی میروی از گوہری

ہمچناں کان خواجہ را مہماں رسید
خواجہ از ایامِ عمرش میپرسید

گفت عمرت چند سال است اے پسر
باز گوی و در مدزد و برشمر

گفت ہجدہ ہفدہ نے نے شانزدہ
اے برادر خواندہ یا کہ پانزدہ

گفت واپس واپس اے خیرہ سرت
باز مے رو تا بہ کُسِ مادرت

(مثنوی مولانا روم)

خُوب گُفتی اَمّا خیلے طُول گُفتی

خان آرزو نے ایک ایرانی سوداگر کے سامنے اپنا یہ شعر سُنا کر داد چاہی -

سیہ چُوری بدست، آں نگارِ نازنیں دیدم

بہ شاخِ صندلیں پیچیدہ مارِ عنبریں دیدم

سوداگر اگرچہ محض ناخواندہ تھا - مگر اہلِ زبان تھا - کہنے لگا "خوب گفتی اما خیلے طول گفتی"

اور پھر کہا کہ شعر اس طرح ہونا چاہیئے تھا -

سیہ چُوری بدست آں نگارے

بہ شاخِ صندلیں پیچیدہ مارے (سماعی)

چُوں نہ داری رزق کمتر آفرین

خواست اندر مصر قحطے ناگہاں		خلق مے مردند وے گفتند ناں
از قضا دیوانۂ چوں آں بدید		خلق مے مردند و نابد ناں پدید
گفت اے دارندۂ دنیا و دیں		چوں نہ داری رزق کمتر آفریں

(شیخ عطار) (منطق الطیر)

ایک نحوی کا مکالمہ ایک مریض کے لڑکے سے

ایک نحوی کسی مریض کی عیادت کے لئے گیا - دروازہ کھٹکھٹایا - مریض کا لڑکا باہر آیا - اس پر نحوی نے اس سے پوچھا -

نحوی - کَیفَ وَجَدتَ اَبَاکَ -

لڑکا - وَرَمَتْ رِجْلَیْہِ -

نحوی - غلط مت بولو اس طرح کہو کہ "وَرَمَتْ رِجْلَاہُ" اچھا اور بتاؤ

لڑکا - ثُمَّ وَصَلَ الْوَرَمُ اِلیٰ رُکبَتَاہُ -

نحوی - پھر تم نے غلطی کی۔ "سائکبتیہ" کہو۔ اچھّا پھر کیا ہوا۔
لڑکا - ثُمَّ مَاتَ وَاَدْخَلَہُ اللّٰہُ فِی بَطْنِ عِیَالِہٖ وَعِیَالِ سِیبُوَیْہِ وَنِفْطُوَیْہِ وَبَخْتُشُوَیْہِ -

(الطریف للادیب الظریف)

مادر بخطا

مولانا نامی سبزواری کا مطلع ہے -

لا فد بخطت نافہ ہے بے سرو پائے		غبار سیہ کاسۂ مادر بخطا ئے

(خطا و ختن کے نافے مشہور ہیں۔) (تذکرۂ عینی)

ٹیڑھی کھیر

مشہور ضرب المثل ہے کہ مجھ سے یہ ٹیڑھی کھیر نہیں کھائی جاتی - اصل قصہ یہ ہے کہ ایک اندھے کو کسی نے کہا کہ آؤ حافظ جی کھیر کھاؤ - اندھے نے کھیر پہلے کبھی کھائی نہ تھی - پوچھا کہ کھیر کیا چیز ہوتی ہے - اس شخص نے جواب دیا کہ کھیر سفید ہوتی ہے - اندھے کو سفید و سیاہ کی تمیز کیونکر ہوتی - پھر پوچھا کہ سفید کس طرح ؟ جواب ملا - کہ بگلے کی گردن کی طرح - اندھے کو بگلے کی گردن کی کیفیت بھی معلوم نہ تھی - پوچھا کہ بگلے کی گردن کیسی ہوتی ہے - اُس شخص نے اپنے بازو اور ہاتھ کو ٹیڑھا کر کے بگلے کی گردن کی شکل بنائی - اور حافظ صاحب کو دکھائی - حافظ نے جب اُس خمیدہ ہاتھ اور بازو کو ہاتھوں سے ٹٹولا - تو فوراً بول اُٹھا - نہ بابا مجھ سے یہ ٹیڑھی کھیر نہیں کھائی جاتی -

سرقہ - توارد یا ترجمہ

اسے من قبیل سرقات شعری سمجھئے یا توارد یا ترجمہ - اُردو اور فارسی شاعری میں ہزارہا مثالیں ایسی موجود ہیں کہ عربی شاعر کا پورا مضمون بعینہٖ اردو اور فارسی زبان کے شاعروں نے اپنے کلام میں داخل کر لیا ہے - چند مثالیں اُس کی ملاحظہ ہوں -

(۱) فارسی کا مشہور شعر ہے -

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ | بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

ادھر عربی میں منصور حلاج کا شعر دیکھئے ایک لفظ کا فرق نہیں۔

القاہ فی الیم مکتوفا وقال لہ | ایاك ایاك ان تبتل بالماء

(ابن خلکان ترجمہ منصور حلاج)

(۲) نہ تنہا عشق از دیدار خیزد | بسا کیں دولت از گفتار خیزد

ابن الشیخ موصلی نے سلطان صلاح الدین کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔

وانی امرؤ احببتکم لمکارم | سمعت بہا والاذن کالعین تعشق

بشار بن برد کا ایک شعر بھی انھیں معنوں میں ہے۔

یا قوم اذنی لبعض الحی عاشقۃ | والاذن تعشق قبل العین احیانا

(ابن خلکان ترجمہ موفق الدین)

(۳) شیخ سعدی علیہ الرحمت کے مشہور شعر ہیں۔

دوست نہ بود آنکہ در دولت زند | لاف یاری و برادر خواندگی

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست | در پریشاں حالی و درماندگی

ادھر عربی شعر دیکھئے۔

دعوی الاخاء علی الرخاء کثیرۃ | بل فی الشدائد تعرف الاخوان

(۴) فارسی کے مشہور شعر ہیں جو ہر ایک کی زبان پر ہیں۔

یاد داری کہ وقتِ زادنِ تو | ہمہ خنداں بُدند تو گریاں

آنچناں زی کہ وقتِ مردنِ تو | ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

دیکھئے اسی مضمون پر عربی شعر۔ ایک لفظ کا فرق نہیں۔

وَلَدَتْكَ اُمُّكَ يَا ابْنَ آدَمَ بَاكِيًا

وَالنَّاسُ حَوْلَكَ يَضْحَكُوْنَ سُرُوْرًا

فَاجْهِدْ لِنَفْسِكَ اَنْ تَكُوْنَ اِذَا بَكَوْا
فِیْ یَوْمِ مَوْتِكَ ضَاحِكًا مَسْرُوْرًا

(کشکول بہاء الدین عاملی)

(۵) شیخ سعدی رحمت اللہ علیہ نے گلستاں میں لکھا ہے۔

اگر روزی بہ دانش برفزودے — ز ناداں تنگ تر روزی نبودے
بناداں آنچناں روزی رساند — کہ دانا اندراں حیراں بماند

عربی میں ابو تمام کے شعر ملاحظہ ہوں دونوں میں سر مو فرق نہیں۔

ینال الغنی فی الدھر من ھو جاہل — ویکدی العنافی الدھر من ھو عالم
ولو کانت الارزاق تجری علی الحجا — اذن ھلکت من جہلہن البھائم

(۶) شیخ محمد ابراہیم ذوق کا شعر ہے۔

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ — پست ہمت یہ نہ ہو اور پست قامت ہو تو ہو

عالم بغدادی نے ایک قصیدہ شیخ ابو اسحاق قدس سرہ کی مدح میں لکھا تھا جس کا ایک شعر یہ ہے۔

اذا کان الفتی ضخم المعانی — فلیس یضرہ الجسم النحیل

(ابن خلکان ترجمہ شیخ ابو اسحاق)

(۷) مرزا عبد القادر بیدل کا مشہور شعر ہے۔

تو کریم مطلق و من گدا چہ کنی جز ایں کہ بخوانی ام
در دیگرے بنما کہ من بکجا روم چو برانی ام

عربی میں عبد الحکیم کا شعر ہے۔

فلا بی باب غیر بابک ارجع — ولا بی جود غیر جودک اطمع

(۸) قسمت سے ہی لاچار ہوں اے ذوق وگرنہ — ہر فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا

بعینہ اسی مضمون پر عربی شاعر کا شعر دیکھئے۔

وما فاتني شيء سوى الخط وحده
وأما المعاني فهي عندي غرائز

(۹) فارسی شعر ہے۔

گر نبودے عزم جوزا خدمتش
کس نہ دیدے بر میان او کمر

یہ لفظی ترجمہ ہے اس عربی شعر کا۔

لو لم تكن نية الجوزاء خدمته
لما رأيت عليها عقد منطقة

(ہفت قلزم)

(۱۰) اسی طرح اور مثال دیکھئے۔

(عربی)

اذا اكرم الرحمٰن عبدا لعزة
فلن يقدر المخلوق يوما يهينه
ومن كان مولاه العزيز اهانه
فلا احد بالعز يوما يعينه

فارسی

ہر کہ گرداندش خدائے عزیز
خوار کردن کسیش نتواند
وانکہ خوارش کند خدا نہ بود
ہیچ کس کش عزیز گرداند

(۱۱) ابو اسحاق بن ابراہیم بن یحیےٰ کے شعر ہیں۔

فان تركت الشعر فقلت ضرورة
وباب الدواعي والبواعث مغلق
خلت الديار فلا كريم يرتجى
منه النوال ولا مليح يعشق

قاضی عابد کے یہ شعر بعینہ ان اشعار کا ترجمہ ہیں۔

دوستاں گویند عابد با چنیں طبع لطیف
چیست کاشعار و غزل از تو فراواں برنخاست
گر اشعر و غزل گوئیم بودے در عہد ما
شاہدے موزوں و ممدوحے زر افشاں برنخاست

(منتخب التواریخ)

انوری کے ان شعروں کا ماخذ بھی اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

خاطرے چوں آتشم ہست و زبانے ہمچو آب
فکرت تیز و ذکائے نیک و شعرے بے خلل
اے دریغا نیست ممدوحے سزاوار مدیح
وے دریغا نیست معشوقے سزاوار غزل

(۱۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں مشہور فارسی شعر ہے۔

ہمیں بس بود حق نسائی او	کہ کردند شک در خدائی او

دیکھو یہ اُس عربی شعر کا ترجمہ ہے جو امام شافعی رح سے منسوب ہے۔

کفیٰ فی فضل مولانا علی	وقوع الشک فیہ انہ اللہ

---

(۱۳) عربی کے مشہور شعر ہیں۔ جو حضرت امام شافعی رحمت اللہ علیہ سے منسوب ہیں۔

علیّ ثیاب لو تباع جمیعہا	بفلس لکان الفلس منہن اکثرا
وفیہن نفس لو یقاس ببعضہا	نفوس الوریٰ کانت اجل و اکبرا
وما ضرّ نصل السیف اخلاق غمدہا	اذا کان عضبا حیث وجہتہ برے

اسی مضمون کو دیکھئے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی شعر میں ادا کیا ہے اور بات کو کہاں سے کہاں پونہچا دیا ہے۔

مردے کہ ہیچ جامہ ندارد باتفاق	بہتر ز جامۂ کہ درو ہیچ مرد نیست

---

(۱۴) عربی کے شعر ہیں جنہیں جانے کس کے ہیں۔

إِذَا مَا أَتَاكَ الدَّهْرُ يَوْمًا بِنَكْبَةٍ	فَافْرَغْ لَهَا صَبْرًا وَوَسِّعْ لَهَا صَدْرًا
فَإِنَّ تَصَارِيفَ الزَّمَانِ عَجِيبَةٌ	فَيَوْمًا تَرَى يُسْرًا وَيَوْمًا تَرَى عُسْرًا

لسان الغیب خواجہ حافظ علیہ الرحمت نے ان دونوں شعروں کے مضمون کو دیکھئے کس خوبصورتی کے ساتھ ایک ہی شعر میں بیان فرما دیا۔

ادور گردوں گردو روزے بمراد ما نگشت	دائما یکساں نماند حال دوراں غم مخور

---

(۱۵) فارسی کا یہ شعر زباں زد خلائق ہے۔

نوشتہ بماند سیہ بر سفید	نویسندہ را نیست یکروز امید

غالباً اس مضمون کا ماخذ عربی کا یہ شعر ہے۔ یا بالعکس۔ جملہ۔

اسی مضمون پر ایک اور عربی شعر ہے۔

یلوح الخط فی القرطاس دھرًا		وکاتبہ رمیم فی التراب

(۱۶)

علی المرء ان یسعیٰ علی الخیر جھدکا		ولیس علیہ ان تتم المطالب
حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است وبس		در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

(۱۷)

فلیس بتدبیر الکواکب ماتریٰ		ولکنہ تدبیر رب الکواکب
از چشم خود بپرس کہ ما را کہ مے کشد	حافظ	جانا گناہ طالع و جرم ستارہ نیست
چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری میں	صبا	کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں
زترتیب نظام آفرینش چوں نہ آگاہ	عرفی	عوادت را ز تاثیر نجوم آسماں بینی
آنجا کہ خط دعقد بردّ و قبولِ تست	انوری	حکم ستارہ باطل و علم قضا غلط

(۱۸)

اربعۃ مذھبۃ لکل ھم وحزن		الماء والقھوۃ والخضرۃ والوجہ الحسن
چہار چیز کہ دل می برد کدام چہار		شراب و سبزہ و آبِ روان و روئے نگار

(۱۹)

بکت عنان بجری دمعھا		کالدر لؤ المرفض من خیطہ

(دیوان ابو نواس)

اسی تشبیہ کو امیر مینائی نے ایک اور انداز میں بیان کیا ہے۔

اشکِ تر میں زلفوں کے رہ گیا		ہیں بالوں میں موتی پرو دیا گیا

(صنم خانۂ عشق۔ امیر)

(۲۰) ابو نواس اپنے ممدوح کی ذات میں تمام دنیا کے اوصاف جمع کر کے پھر اس کا ثبوت اس طرح دیتا ہے۔

لیس من اللہ مستنکر		ان یجمع العالم فی الواحد

عنصری گویا اسی کا ترجمہ کرتا ہے۔

گرسش توانی دیدن ہمہ جہان است او — برین سخن ہنر و فضلِ او بس است گوا
کس از خدائے ندارد عجب اگر دارد — ہمہ جہان را اندر یکے تنِ تنہا

(۲۱) (شعر العجم)

اذا رأیت نیوب اللیث بارزۃ — متنبّی — فلا تظنن ان اللیث یبتسم
نباید شد از خندۂ شیر دلیر — نہ خندہ است دنداں نمودن ز شیر

(۲۲) (اسدی طوسی) (شعر العجم)

انتکر موتهم وانا سهیل — متنبّی — طلعت بموت اولاد الزناء
ولد الزناست حاسد نم آں کہ طالع من — ولد الزنا کش آمد چو ستارۂ یمانی

(۲۳) (نظامی) (شعر العجم)

لِسَانِیْ کَتُوْمٌ لِاَسْرَارِکُمْ — وَدَمْعِیْ نَمُوْمٌ لِسِرِّیْ مُذِیْعٌ
فَلَوْلَا دُمُوْعِیْ کَتَمْتُ الْهَوٰی — وَلَوْلَا الْهَوٰی لَمْ تَکُنْ لِیْ دُمُوْعٌ

(مامون)

ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز — دگر نہ عاشق و معشوق رازدارانند

(حافظ)

اَیُّهَا الْقَاضِیْ بِقُمْ

صاحب کافی اسمعیل بن عباد الوادی ایک وزیر تھا۔ اور علم و فضل میں کمال رکھتا تھا۔ شہر قم کے قاضی کے برخلاف کی شکایتیں رشوت ستانی کی ہوئیں۔ اور پایہ ثبوت کو پہنچیں۔ وزیر نے قلم برداشتہ یہ حکم قاضی کے پاس لکھ کر بھیجا کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَیُّهَا الْقَاضِیْ بِقُمْ قَدْ عَزَلْنَاكَ فَقُمْ" یعنی اے قم کے قاضی ہم نے تمہیں معزول کر دیا مسندِ قضا سے اٹھ کھڑے ہو۔

(چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی مقالہ اول)

کہتے ہیں کہ جب یہ خط قاضی کو ملا۔ تو اس نے کہا کہ "مَا اَکْرَهَنِیْ اِلَّا السَّجْعُ الْمَشْؤُمُ"

یعنی مجھے اس منحوس فقرہ نے معزول کیا - اگر وزیر کو یہ عجیب و غریب فقرہ نہ سوجھتا تو میری معزولی کا حکم کبھی نہ لکھتا - (خزانۂ عامرہ)

عاشق کا جواب ناصح کو

قد قال لی العاذل فی حبہ	وقولہ زور وبہتان
ما وجہ من احببتہ قبلۃ	قلت ولا قولک قرآن

یعنی ناصح نے مجھے کہا کہ تیرے معشوق کا چہرہ قبلہ تو نہیں کہ تو اُس کا طواف کرتا رہتا ہے - میں نے جواب دیا کہ تیری بات بھی قرآن نہیں کہ میں اُس پر عمل کروں -

(کشکول بہاؤالدین عاملی)

اصطلاحاتِ صرف

" چوں تصحیح شدہ است کہ در عبارت کاتب لفظ صحیح ہم معلول است - فضلائے والا ادب باید کہ خطا نہ گیرند - کہ خطا نزدیک ہمہ مہموز است وزبانِ خود را کہ الف است ساکن در تخطیہ حرکت نہ دہند کہ ہمزہ ماخوذ گردد - وہر کہ قول مرا اجوف بہ عینِ اعلال سوا نداست تصحیح فرمائے

ع مدتِ عمر او مضاعف باد -

(۱) - اول یہ کہ لفظ صحیح معلول ہے کیونکہ اس میں یٰ حرفِ علت ہے - دوم یہ کہ کوئی صحیح بات بھی علت سے خالی نہیں -

(۲) - اول یہ کہ لفظ خطا مہموز ہے کیونکہ اس میں حرف ہمزہ ہے - دوم یہ کہ خطا بینی اور نکتہ چینی معیوب ہے (مہموز = معیوب)

(۳) - الف ساکن کو اگر متحرک کریں تو ہمزہ ہو جاتا ہے - اور حرکتِ زبان در تخطیہ بولنا بھی عیب ہے - (ہمزہ = عیب)

(۴) - لفظ قول کا جوف یعنی حرف وٓ حرفِ علت ہے - یا یہ کہ میرا کلام سراسر علت سے پر یعنی ناقص ہے -

رضا عفت - اول دو چند - دوم اصطلاح صرف - (اعجاز خسروی)

مقولۂ ابو علی سیناء

ابو علی قدس سرہٗ گفتہ کہ "از ہر چیزے کہ چیزے بشود - چیزے بماند - مگر شریعت کہ چوں از اں چیزے بشود - چیزے نماند" (نفحات الانس)

ابن المطرز کی حاضر جوابی

شریف مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک روز غرفہ میں بیٹھے تھے کہ گلی میں ابن المطرز شاعر کا گزر ہوا ابن المطرز کے پاؤں میں پھٹی پرانی جوتیاں تھیں اور چلنے میں گرد اُڑ رہی تھی - شریف مرتضیٰ نے حکم دیا کہ ابن المطرز کو حاضر کیا جاوے - جب وہ حاضر ہوا - تو شریف مرتضیٰ نے کہا کہ کیا یہ تمھارا ہی شعر ہے -

اِذَا لَمْ تُبَلِّغْنِی اِلَیْکُمْ رَکَائِبِی	فَلَا وَرَدَتْ مَاءً وَلَا رَعَتِ الْعُشْبَا

(یعنی اگر میری سواری مجھے تم تک نہ لے جائے تو اُسے دانہ پانی نصیب نہ ہو) ابن المطرز نے کہا کہ ہاں یہ میرا ہی شعر ہے - شریف مرتضیٰ نے ابن المطرز کی جوتیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ کیا یہی تمھاری سواری ہے جس کا تم نے شعر میں حوالہ دیا ہے - ابن المطرز نے جواب دیا - کہ حضور جب سے آپ کی بخشش کی یہ حالت ہو گئی ہے جیسا آپ نے فرمایا ہے -

وَخُذِ النَّوْمَ مِنْ جُفُوْنِیْ فَاِنِّیْ	قَدْ خَلَعْتُ الْکَرٰی عَلَی الْعُشَّاقِ

(یعنی میری پلکوں سے نیند لے لو کیونکہ نیند میں نے عاشقوں کو بخش دی ہے) اُس وقت سے میری سواری کی بھی یہی حالت ہو گئی ہے - کیونکہ آپ ایسی چیزیں بخشتے ہیں جو آپ کی ملکیت نہیں - اور اُن لوگوں کو بخشتے ہیں جو اُنھیں قبول نہیں کرتے - اس جواب پر شریف مرتضیٰ شرمندہ ہو گیا اور حکم دیا کہ ابن المطرز کو انعام دیا جاوے -

(نفحۃ الیمن)

چو دشنامے شنیدی لب فرو بند

چو دشنامے شنیدی لب فرو بند
کہ سالم مانی از دشنام دیگر

چہ خوش گفت آں حکیم نکتہ پرور
کہ بر جاں آفریں با دشس زادر

خمیرے راگر بزیر دم ضلد خار
شود محکم تر از برجستن خر

(کلیات قاآنی)

دو ہموزن مصرعے

نشست سرور اہل کرم بمجلس خاص
دو خوان بہ خوان دو سہ خوان خاست خان چہ خوان کہ نخواست

اس شعر کے دونوں مصرعے ہموزن ہیں۔ لیکن دیکھو ایک مصرعے کے ۲۲ حروف۔ اور دوسرے کے ۴۳ حروف ہیں۔

صنعتِ قلب

شاہزادہ میرزا خادم حسین نے میر نظام الدین علی شبیر کو کہا کہ مجھے ایک لفظ ملا ہے جو مقلوب مستوی ہے۔ میر صاحب نے پوچھا وہ کونسا لفظ ہے۔ شاہزادہ نے جواب دیا کہ "کاواک" میر صاحب نے فی البدیہہ کہا "شاباش"

ک ا و ا ک — ش ا ب ا ش

(ہفت قلزم جلد ہفتم)

شر العلماء و خیر الملوک

ایک حکیم کا قول ہے کہ "شر العلماء من لازم الملوک وخیر الملوک من لازم العلماء" یعنی علماء میں سے شریر ترین وہ ہے جو ہمیشہ بادشاہوں کی صحبت میں رہے اور بادشاہوں میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو ہمیشہ عالموں کی صحبت میں رہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمت نے بھی بادشاہ کو نصیحت کرتے ہوئے قریبًا یہی خیال ظاہر فرمایا ہے:

خوبخیر دمند سفر ماعمل		اگرچہ عمل کار خردمند نیست	

(کشکولِ بہاؤالدین عاملی)

صحابہ میں سے کون افضل تھا

خلیفۂ دمشق ہشام بن عبدالملک نے اپنا ایک معتمد قاصد امام اعمش کوفی کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ ان سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوبیاں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی برائیاں لکھوا لائے۔ جب قاصد نے خلیفہ کا خط ان کو دیا۔ انہوں نے پڑھ کر ایک بکری کے منہ میں دے دیا۔ جب بکری اسکو چبا چکی۔ تو امام صاحب نے قاصد کو کہا کہ اپنے آقا کو جاکر کہہ دینا کہ یہی آپ کے خط کا جواب ہے۔ قاصد کو حکم تھا کہ جواب جو کچھ بھی ہو تحریری لایا جائے۔ لہذا اُس نے بہت منت کی لہذا اُس نے بہت منت کی کہ جواب لکھ دیجئے۔ اس کے اصرار پر آپ نے یہ جواب لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد فیا امیر المومنین لو کان لعثمان رضی اللہ عنہ مناقب اھل الارض ما نفعتک۔ و لو کانت لعلی رضی اللہ عنہ مساوی اھل الارض ما ضرتک فعلیک بخویصۃ نفسک والسلام۔

(یعنی اے امیر المومنین اگر حضرت عثمان رضؓ میں سارے جہان کی خوبیاں تھیں تو اُن سے تم کو کچھ فائدہ نہیں اور اگر حضرت علی رضؓ میں دنیا بھر کی برائیاں تھیں تو تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ پس تم خاص اپنے نفس کی خبر لو۔ والسلام۔) علمائے سلف

ہٰذہ الواؤ احسن من واوات الاصداغ

خلیفہ مامون الرشید نے یحییٰ بن اکثم سے کسی امر کے متعلق سوال کیا۔ اس نے جواب دیا کہ "لا وایّاک اللہ الامیر" خلیفہ نے جواب دیا کہ یہ واؤ کیا برمحل ہے اور کتنی ضروری ہے (کیونکہ اگر صرف یہ کہتا کہ "لا ایدک اللہ الامیر" تو یہ معنے بھی ہو سکتے تھے کہ

خدا امیر المومنین کی تائید نہ کرے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کے پاس ایک کپڑا دیکھا اور پوچھا کہ کیا بیچتے ہو؟۔ اُس نے جواب دیا "لَا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ خدا آپ کی زبانوں کو درست کرے اس طرح کیوں نہ کہا کہ "لَا وَ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ"

صاحب بن عباد کا مقولہ ہے کہ "ھٰذِہِ الْوَاوُ اَحْسَنُ مِنْ وَاوَاتِ الْاَصْدَاغِ"
یعنی یہ واؤ زلفوں کی واؤں (یعنی زلفوں کے پیچ وخم) سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔

(کشکول بہاؤالدین عاملی)

مقلوب مستوی

مندرجۂ ذیل شعر کو سیدھا پڑھیے یا اُلٹا ایک ہی عبارت پیدا ہو گی۔

شکر بہ دہنا ستے بہ میاری — در دیدہ آئی مے مغانہ در کش
ش ک ر د ہ ن ا ا غ م ے م ی ا ر ی — د ر د ی ر ا ی م ے م غ ا ن ہ د ر ک ش
۱-۲-۳ ← — → ۳-۲-۱

اس صنعت میں ایک بامعنی شعر لکھنا اگر شاعری کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ آج کل کئی لوگ کہیں گے کہ تضیع اوقات ہے لیکن کوئی شخص وقت ضائع کر کے یہ تجربہ تو کرے۔

(ہفت قلزم)

امیر خسرو کی رنگین مزاجی

داریم آرزو کہ حکایت کنیم بات — لالہ غلام روئے تو صد برگ زیر پات
ہر برہمن کہ دید رُخِ تو بت اے صنم — زنار را گسست و لگد زد بروئے لات

پنبہ دہنا کدام روئی — سوزن پلکا کدام سوئی
من در طلبت بہ گرد عالم — وہ چپہ ذقنا کدام کوئی

(گلستان مسرت)

شیخ کبیر اور شیخ فیضی کے متعلق ایک ہمعصر کی رائے

شیخ کبیر مخدوم شیخ بہاؤالدین زکریا رحمت اللہ علیہ کے سجادہ نشین تھے۔ ملتان کے لوگ اُن کے بڑے معتقد تھے۔ شیخ صاحب ذکر و شغل اس قدر کرتے تھے کہ اگر کوئی اُن کو دیکھتا تو یہہ سمجھتا کہ انہوں نے کوئی نشہ پی لیا ہے۔ اور راتوں کے جاگنے کے سبب سے ان کی آنکھیں سُرخ رہتی تھیں۔ اس سبب سے عوام الناس اُن کو مست خیال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ شیخ موسیٰ قادری کو بھی ان کی ظاہری مستی کا گمان تھا۔ اور کہا کرتے تھے کہ "مجھ کو یہہ خوف ہے کہ پہلے اولیا جن کے اخلاق کتابوں میں مذکور ہیں کہیں ایسے ہی نہ ہوں جیسے شیخ کبیر ولی مشہور ہیں۔ اور پچھلے شاعر کہیں ایسے ہی نہوں جیسا شیخ فیضی ہے۔"
(منتخب التواریخ)

صنعتِ قلب مستوی

دیدہ ما نامہ ہم آں آمہ دید		دید ہم آں نام ہم آں نامہ دید

(۱) ۔ دونو مصرعے علیحدہ علیحدہ مقلوب مستوی ہیں۔ (۲) ۔ شعر دیگر دل میں پڑھا جاتا ہے۔ (۳) ۔ حروف دونو مصرعوں میں تقریباً ایک ترتیب سے ہیں۔

(آمہ = دوات نولیسندگی سیاہی) (ید بیضا)

خس آمد

ایک رات کو جب بارش اور سردی کی شدت تھی۔ خان آرزو نے ایک مطلع کہا۔

تند و پُرشور و سیہ مست ز کہسار آمد
مے کشاں مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

خان آرزو کو اپنا یہہ مطلع بہت پسند آیا۔ اور اُسی وقت رات ہی کو مرزا مظہر جان جاناں کے پاس پہنچے۔ شعر سُنایا اور داد لی۔ کچھ مدّت کے بعد ایک ایرانی سوداگر مل گیا۔ اور خان آرزو نے اُس اہل زبان کو یہہ مطلع سنا کر داد لینی چاہی۔ جب پہلا مصرعہ پڑھا۔

مصرعہ ۔ تندو پُرشور وسیہ مست ز کہسار آمد ۔ سوداگر بے تامل بول اُٹھا اور کہا کہ "می دانم درمصرعہ ثانی چہ خواہی گفت"۔ خان آرزو ششدر رہ گئے اور پوچھنے لگے "چہ خواہم گفت"۔ سوداگر نے کہا "در خواہی گفت کہ خرس آمد"۔ اس پر خان آرزو نے شرمناک تبسم کے ساتھ دوسرا مصرعہ سنایا۔ ع مے کشاں مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد۔ سوداگر نے اس دوسرے مصرعہ کو بہت پسند کیا۔ داد دی۔ اور کہا کہ اگر پہلا مصرعہ بدل دو تو کیا اچھا ہو اور پھر خود ہی ایک مصرعہ بھی بتا دیا۔

قطرہ افشاں چو سوئے شہر ز کہسار آمد	
مے کشاں مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد	(سماعی)

خواہر زادہ

ایک شخص سے کسی نے اُس کا حسب نسب پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں فلاں شخص کی ہمشیرہ کا بیٹا ہوں ۔ ایک اعرابی یہ بات سن رہا تھا ۔ فوراً بول اُٹھا کہ "اَلنَّاسُ یَنْتَسِبُوْنَ طُوْلًا وَ ھٰذَا یَنْتَسِبُ عَرْضًا" یعنی تعجب کی بات ہے کہ اور لوگ تو شجرۂ نسب طولاً بیان کرتے ہیں اور یہ شخص عرضاً بیان کر رہا ہے ۔

(کشکول بہاؤ الدین عاملی)

سرنوشت در الفاظ ہم عدد

سرنوشت عجب ایں کہ ز اتفاق بجید	اتفاد موافق بحساب ابجد
نازِ محبوب و عاشقی و آفت	بے عقل و دراز و فتنہ و کوتہ قد

بے شک عجیب اتفاق ہے کہ محبوب کا کام ناز ہے اور بحساب ابجد دونوں کے عدد (۵۸) عاشقی اور آفت لازم ملزوم ہیں اور دونوں ہم عدد یعنی (۱۸۴) اسی طرح دراز آدمی بے عقل مشہور ہوتا ہے (کُلُّ طَوِیْلٍ اَحْمَقُ اِلَّا عُمَر) اور دونوں کے عدد ایک یعنی (۲۱۴) اس کے مقابل کوتہ قد آدمی کو فتنہ کہتے ہیں ۔ (کُلُّ قَصِیْرٍ فِتْنَۃٌ اِلَّا عَلِی) اور دونوں کے عدد (۵۳۵)

(گلستان مسرت)

بادِ مخالف

مرزا غالب کے بعض اشعار پر کلکتہ میں اعتراض ہوئے۔ آپ نے ایک مثنوی لکھی اور اُن تمام اعتراضات کا جواب نہایت متانت اور سند کے ساتھ دیا۔ جب حریفوں کے ایک جلسہ میں یہ مثنوی پڑھی گئی۔ تو ایک شخص نے پوچھا۔ اس مثنوی کا نام کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ۔ بادِ مخالف۔ اس پر ایک اور شخص نے گلستاں کا یہ فقرہ پڑھ دیا " یکے را از صلحا بادِ مخالف در شکم پیچید" اور سب نے ہنس دیا۔ (آبِ حیات)

ہندوستان کی تیرہ بختی

ہندوستان کی بدقسمتی دیکھیے۔ کہ تمام دنیا کے لوگ یہاں آئے اور متمتع ہوئے۔ لیکن سب ہندوستان کو برا ہی کہتے گئے۔ شیخ محمد علی حزیں کہاں کے تھے اور کہاں کہاں گشت لگا کر آخر ہندوستان میں آکر دم لیا۔ لیکن سنو کہ ہندوستان کے حق میں وہ کیا کہتے ہیں۔

خارش بخیال خود گل بستان است
در سال چہار فصل تابستان است

ہر زاغ بہ نغمہ بلبل دستان است
حمام زمانہ ملک ہندوستان است

در ہند اگر کسے نہ رنجد از راست
ہیچ است کہ ستش نمی توانش کردن

گویم طبقات خلق را بے کم و کاست
باجی و دیوث و قحبہ و حیز و گدا است

دیدیم سواد ہند حسرت زار است
بستہ است بکار ہمہ شاں بخت گرہ

روزے کہ ہمہ چوں شام ہجراں تار است
اینجا گرہ کشادہ در شلوار است

نقش رہ زشت دیدہ را میل کشید
در تا عہ [illegible] سبز بار اگر دد [illegible]

سرمایۂ عز تم بہ تنستم [illegible] کشید
از خاک سیاہ ہند در نیل کشید

از ہند کسی نجات می خواہم و بس
مرگے کہ بود بکام دل در غبن آشنا

[illegible] لبنظ فراست می خواہم و بس
از بہر ہمیں حیات می خواہم و بس

از ظلمت ہند سفلہ انگیز مترس
ہرگز باکے ز خصے ہند مدار [illegible]

در تیرگی شب اے سحر خیز مترس
تا طرہ [illegible] زمے [illegible] مترس

ایں مخصوص سفرۂ نواب است

یکے از شعرائے ظریف ایران در ہندوستان وارد می شود - و در خانہ امیرے مہمان می گردد
اتفاقاً آن امیر بنا بر شوخی عضو مخصوص جانورے راکباب کردہ پیش او می گذارد - آن مرد دیدہ از روئے
تعجب می گوید - نعمت ہائے الوان ہرجا دیدیم - وایں مخصوص سفرۂ نواب است -

(سفرہ = ۱ یعنے دستارخوان - ۲ مقعد) (بہار عجم)

لیلےٰ شاعرہ کی حاضر جوابی

لیلےٰ اخیلیہ بنت عبداللہ شاعرہ تھی - اور توبہ بن حمیر شاعر کی معشوقہ تھی - توبہ بھی اُس پر
بن دیکھے اور غائبانہ طور سے عاشق ہوا تھا - ورنہ وہ خوش شکل نہ تھی -

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کیں دولت از گفتار خیزد

ایک دن لیلےٰ خلیفہ عبدالملک کے دربار میں گئی - خلیفہ نے کہا -

مَا رَأَی تَوْبَۃُ فِیْکِ حِیْنَ عَشِقَکِ

یعنی توبہ جب تجھ پر عاشق ہوا تھا تو اُس نے تجھ کو دیکھا نہیں تھا (ورنہ کیوں عاشق ہوتا) اسپر
لیلےٰ نے فوراً جواب دیا - کہ

مَا رَأَی النَّاسُ فِیْکَ حِیْنَ جَعَلُوْکَ خَلِیْفَہ

یعنی لوگوں نے جب تمھیں خلیفہ منتخب کیا تھا تو اُنھوں نے تمھیں دیکھا نہیں تھا (ورنہ
کیوں تجھ جیسے کو خلیفہ بناتے) عبدالملک یہ سنکر ہنس پڑا - اور اتنا ہنسا کہ اُس کے سیاہ دانت
جو وہ ہمیشہ لوگوں سے چھپاتا تھا - نظر آگئے - (الشعر و الشعراء)

ایک بادشاہ کا مقولہ

قَالَ بَعْضُ الْمُلُوْکِ "مَنْ وَالَانَا اَخَذْنَا مَالَہٗ وَمَنْ عَادَانَا
اَخَذْنَا رَاْسَہٗ" - (ترجمہ) ایک بادشاہ کا مقولہ ہے کہ جو شخص ہم بادشاہوں

سے دوستی کرتا ہے ہم اُس کا مال لے لیتے ہیں۔ اور جو شخص ہم سے دشمنی کرتا ہے ہم اُس کا سر لے لیتے ہیں

(کشکول بہاؤ الدین عاملی)

اسی واسطے کسی اُستاد نے کہا ہے۔

حسینوں سے فقط صاحب سلامت دور کی اچھی
نہ ان کی دوستی اچھی نہ ان کی دشمنی اچھی

ایک نحوی لطیفہ

ایک فقیر کسی نحوی کے دروازہ پر گیا۔ اور آواز کی۔ نحوی نے پوچھا کون ہے؟ فقیر نے جواب دیا کہ فقیر ہوں۔ نحوی نے کہا "اِنْصَرِفْ" فقیر نے جواب دیا۔ "اِسْمِیْ اَحْمَدُ" اس پر نحوی نے اپنے غلام کو کہا کہ "اِعْطِ سِیْبَوَیْہِ کِسْرَۃً"۔

(الطرائف للادیب الظریف)

چوں قدم برہوا نہادم قدم برہوا نہادم

حضرت ذوالنون مصری رحمت اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کسی شخص کو ہوا میں اُڑتے دیکھا۔ آپ نے اُس سے دریافت کیا کہ یہہ درجہ تم نے کس طرح حاصل کیا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ

چوں قدم برہوا نہادم قدم برہوا نہادم

(ہوا بمعنے ۱ حرص۔ ۲ باد) (اخلاق جہانگیری)

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔

دہ عقل زنہ رواق وازہشت بہشت
ہفت اختر از شش جہت این نامہ نوشت
کز پنج حواس و چار ارکان و سہ روح
ایزد بہ دو عالم چو تو یک کس نہ سرشت

(عمر خیام)

مُعمّا بہ اسمِ جرأت

سید انشاء نے جرأت (شاعر) کے نام کا مُعمّا لکھا ہے۔

"سر مونڈی نگوڑی گجراتن"

سر مونڈی کہنے سے گجراتن کا (گاف) اُڑ گیا۔ اور نگوڑی ہونے سے آخر کا (نون) باقی جُرأت رہا۔

لُطف یہہ کہ گجراتن جُرأت کی ماں کا نام تھا۔ (آبِ حیات)

عاداتُ السّاداتِ ساداتُ العادات

ابو الفتح بستی کا مقولہ ہے کہ "عَادَاتُ السَّادَاتِ سَادَاتُ الْعَادَاتِ"

زمانہ کی گردش دیکھئے کہ اب لوگ کہتے ہیں

بہمہ جا جمع سے آیند سادات
فَسَادَاتٌ فَسَادَاتٌ فَسَادَاتٌ

اعجازِ خسروی

"جاسوس و جسیس را ہمان سینہا علت باشد"

(۱) یعنی دونوں کے سینے عیب اور کینے سے پُر ہیں۔

(۲) ان ہر دو الفاظ میں دو دو حرف (سین) ہیں اور ان حروف سین کے درمیان حرفِ علت ہے۔ ایک میں الف۔ اور دوسرے میں۔ ی۔ (امیر خسرو)

اُقتلی السِّراج

علامہ مجدالدین جامع قاموس نسبًا عجمی تھے۔ بچپن میں زبانِ عربی کی تکمیل کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ تو جہاں تک عجم میں ممکن تھا حاصل کیا پھر عرب چلے گئے اور وہاں اسی دُھن میں تھے!

جانے کہاں کہاں اور کتنی مدت خاک چھانتے پھرے۔ جب زبان عربی میں کمال حاصل کر لیا۔ تو لغت عرب میں قاموس بنائی۔ قاموس کے معنے دریائے اعظم کے ہیں اور یہ کتاب حقیقت میں اسم بامسمّٰی ہے۔

جو شخص عربی میں ایسی دستگاہ عالی حاصل کرے۔ اُس کے عربی اور عجمی ہونے میں تمیز کیونکر ہو۔ عرب میں ایک عربی عورت کیساتھ نکاح کر لیا۔ اس کو ان کا عجمی ہونا معلوم نہ تھا۔ رات کے وقت گھر کی خادمہ سے کہنے لگے کہ چراغ گل کردے۔ عربی محاورے کے مطابق کہنا چاہئے تھا۔ (اطفائی السراج۔ مگر چونکہ فارسی کا محاورہ ذہن میں بیٹھا ہوا اور زبان پر چڑھا ہوا تھا۔ بے ساختہ زبان سے "اقتلی السراج" نکل گیا۔ فارسی میں کہتے ہیں چراغ بکش (چراغ گل کردے) اور کچھ شک نہیں کہ کشتن کا لفظی ترجمہ قتل ہے۔ مگر قتل اور اطفا میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بی بی نے یہ نئی قسم کا محاورہ سنا تو متعجب ہوئی اور سمجھ گئی کہ ہو نہ ہو میاں عجمی ہے۔ صبح اُٹھ جا کچہری میں نالش کر دی اور عربی کے اس بے نظیر زباندان کی زباندانی کا یوں پردہ فاش ہوا۔

(دیباچہ مصباح القواعد)

تحصیل علم کا بہترین ذریعہ

ایک حکیم نے اپنے لڑکے کو کہا "يَا بُنَيَّ خُذِ الْعِلْمَ مِنْ أَفْوَاهِ الرِّجَالِ۔ فَإِنَّهُمْ يَكْتُبُوْنَ أَحْسَنَ مَا يَسْمَعُوْنَ وَيَحْفَظُوْنَ أَحْسَنَ مَا يَكْتُبُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ أَحْسَنَ مَا يَحْفَظُوْنَ۔ (ترجمہ) اے بیٹے علم داناؤں کے مقولات سے سیکھو۔ کیونکہ وہ لوگ جو کچھ سنتے ہیں اوس میں سے سب سے اچھی بات لکھ لیتے ہیں۔ اور جو کچھ وہ لکھ لیتے ہیں اوس میں سے سب سے اچھی بات یاد کر لیتے ہیں اور جو کچھ وہ یاد کر لیتے ہیں اُس میں سے سب سے اچھی بات مُنہ سے نکالتے ہیں۔

(کشکول بہاؤالدین عاملی)

ایک احول کی اپنے باپ سے بحث

ایک باپ اپنے احول بیٹے کو سمجھا رہا تھا۔ کہ تم ایک چیز کو دو دو دیکھتے ہو۔ بیٹا یہ بات تسلیم

نہیں کرتا تھا۔ بحث و مباحثہ لگا رہا۔ آخر کار بیٹے نے کہا کہ اے قبلہ و کعبہ!

چشمِ احول اگر دو بیں بود ۔۔۔ مہ کہ دو ہست چار بنمود ے

اس پر باپ لاجواب ہو گیا اور بحث ختم ہو گئی۔ (حدیقۂ حکیم سنائی)

تقاضائے شراب

آغازِ موسمِ سرما میں ایک صاحب اپنے ایک امرد دوست کو تقاضائے شراب میں یہ فقرہ لکھتے ہیں۔

"سرما بہ سر یار رسید گرمی آید گرمی آید"

(سماعی)

سلسلۂ شما بکجا می رسد

ایک دفعہ حضرت خواجہ بہاءُ الحق قدس سرہٗ سے کسی نے پوچھا کہ "سلسلۂ شریف حضرت شما بکجا می رسد؟" آپ نے جواب میں فرمایا کہ "از سلسلہ کسے بجائے نمی رسد"

(نفحات الانس)

ایک عجیب توارد

ایک مشاعرہ میں حکیم آغا جان عیش نے اپنی ایک غزل پڑھی جس میں ایک شعر یہ تھا۔

اے شمع صبح ہوتی ہے روتی ہے کس لئے ۔۔۔ تھوڑی سی رہ گئی ہے اسے بھی گزار دے

اتفاق دیکھو کہ اسی مشاعرہ میں شیخ محمد ابراہیم ذوق بھی تھے جب انہوں نے اپنی غزل پڑھی تو بعینہٖ اسی مضمون کا شعر ان کی غزل میں بھی موجود تھا۔

اے شمع تیری عمرِ طبیعی ہے ایک رات

رو کر گزار یا اسے ہنس کر گزار دے

(آبِ حیات)

باب ثلاثی مجرّد

مَرَرْتُ عَلیٰ طِفْلٍ بَدِیْعٍ جَمَالُہٗ ‏ ‏ یُطَالِعُ مَعْرُوفًا وَ اَلْکُرَّاسُ فِی الْیَدِ
فَقُلْتُ لَہٗ لَازَالَ عِلْمُکَ زَائِدًا ‏ ‏ اَرِنِیْ بَابًا لِلثُّلَاثِیِّ الْمُجَرَّدِ

(آزاد بلگرامی)

سرقۂ شعری

میر محمد عظیم ثبات نے دیوان حزیں سے پانچ سو ایسے شعر نکالے ہیں جن کا مضمون دوسرے شاعروں سے لیا گیا ہے۔ مثلاً۔

مصرع	شاعر	مصرع
بہم بر زدم بے تو دیر و حرم را	حزیں	ندانم کجائی کہ جویم نشانت
جستیم ترا در حرم و دیر نبودی	سرور	اے نور دل و دیدۂ سرور کجائی
بار غم عشق تو مرا پشت دوتا کرد	حزیں	در شہر چو ماہ نوام انگشت نما کرد
میل خم ابروئے توام پشت دوتا کرد	—	در شہر چو ماہ نوام انگشت نما کرد
دل و جان من گلستاں شدہ از خیال روئش	حزیں	ز غم نفس مبادا شنوند خلق بوئش
نہفتہ ام بخموشی خیال روئے ترا	جامی	مبادا گر نفسے بشنوند بوئے ترا
سلوکم در طریق عشق با یاراں بداں ماند		کہ مور لنگ ہمراہی کند چابک سواراں را
چنانم با رفیقاں در رہ عشق	محمد صوفی	کہ مور لنگ با چابک سواراں

(تذکرۂ حسینی)

التاماکان قصار کا شعر

نوح بن منصور کے زمانہ میں ایک امیر نے جس کا نام ماکان تھا۔ علم بغاوت بلند کیا۔ بادشاہ نے تاش نامی ایک سپہ سالار کو ماکان کی گوشمالی کے لئے مقرر کیا اور اسکافی کو جو علم و فضل میں پایۂ کمال رکھتا تھا۔ اس کے ہمراہ کیا۔ لڑائی کے دوران میں ماکان مارا گیا۔ تاش نے

اسکافی کو کہا کہ اس واقعہ کو نہایت اختصار کے ساتھ ایک نکتہ میں بیان کرنا چاہیئے۔ تاکہ نامہ بر کبوتر اس کو لے جا سکے۔ اور مضمون بھی اشارةً بیان ہو۔ اسکافی نے ایک پرچہ کاغذ کا لیا اور اس پر لکھ دیا۔

"اَمَّا مَا کَانَ فَصَارَ کَاِسْمِہٖ" یعنی ماکان اپنے نام کی طرح ہو گیا۔ یعنے نیست و نابود ہو گیا۔

(مَا بمعنے نفی اور کَانَ بمعنے بود۔ یعنے نابود)

(چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی)

ازماست کہ برماست

ناگاہ عقابے ز سرِ کوہ بہوا خاست ۔۔۔ اندر طلبِ طعمہ پر و بال بیاراست

زاں کبر و منی کہ در و بود ہمی گفت ۔۔۔ امروز ہمہ مُلکِ جہاں زیر پر ماست

ناگاہ ز کمیں گاہ یکے سخت کمانے ۔۔۔ تیرے بزہ آورد و قضا بُرد بر و راست

از خوردن آں تیر زمانے بشگفتش ۔۔۔ کایں آہن و ایں چوب بر یدن کجا خواست

چوں نیک نظر کرد پر خویش درو دید

فریاد بر آورد کہ از ماست کہ بر ماست

(گلستان سعدی)

امیر المومنین

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو سب سے پہلے امیر المومنین کا لقب دیا گیا۔ آپ نے ابتدا میں اس لقب کے قبول کرنے میں پس و پیش کیا۔ اور فرمایا کہ تمام صحابہ حضرت ابو بکر صدیق کو خلیفہ کہتے تھے۔ وہ خلیفۂ رسول تھے مجھے خلیفہ خلیفہ کہہ لو یا کوئی لقب دو۔ اس پر حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے کہا۔

"هَلْ اَنْتَ اَمِيْرُنَا؟ قَالَ نَعَمْ! قَالَ هَلْ نَحْنُ مُؤْمِنُوْنَ؟ — قَالَ نَعَمْ! فَقَالَ فَاَنْتَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ" (ارشاد الطالبین)

اہل کاراں بوقت معزولی

اہل کاراں بہ وقتِ معزولی
بازچوں می شوند بر سرِ کار
شیخ شبلی و بایزید شوند
شمرِ ذوالجوشن و یزید شوند

عاملاں چوں زناں حاملہ اند

عاملاں چوں زنانِ حاملہ اند
بازچوں مدتِ نفاس گزشت
توبہ گویند وقتِ زائیدن
ہمچناں میل سوئے گائیدن

ایک مجنون کی قرآن دانی

کہتے ہیں کہ بغداد کا ایک امیر مجلس میں بیٹھا تھا۔ اور اُس کے سامنے ایک طبق باداموں کا بھرا پڑا تھا۔ اتنے میں ایک مجنون آدمی وہاں آن موجود ہوا۔ اور امیر کو کہا کہ حضرت یہ کیا ہے۔ امیر نے ایک بادام اُٹھا کر اُس کی طرف پھینکا۔ مجنون نے کہا "ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ" اس پہ امیر نے ایک اور بادام اُسکی طرف پھینک دیا۔ پھر مجنون نے کہا "فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ" امیر نے ایک اور بادام اُس کی طرف پھینک دیا۔ مجنون نے کہا "فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ" امیر نے ایک اور بادام اُس کے سامنے رکھ دیا۔ مجنون نے کہا "خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ" اس پر ایک اور بادام اُسے دیا گیا۔ پھر مجنون بول اُٹھا کہ "فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ" امیر نے ایک اور بادام اسے دے دیا۔ مجنون نے کہا "سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا" امیر نے ایک اور بادام اُٹھا دیا۔ مجنون نے پھر کہا کہ "ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ" امیر نے آٹھواں بادام بھی اُسے دیدیا۔ اس پر مجنون نے کہا۔ "وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ" امیر نے ایک اور بادام اُس کے سامنے پیش کر دیا۔ مجنون نے پھر کہا۔ کہ "تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ" امیر نے دسواں بادام بھی پورا کر دیا۔ مجنون نے کہا "أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا" امیر نے ایک اور بادام اُس کے سامنے رکھ دیا۔ پھر مجنون نے کہا "إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ

إِثْنَا عَشَرَ شَهْراً " امیر نے بارہ بادام پورے کر دئے۔ پھر مجنون نے کہا۔ " إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ " امیر نے بیس بادام پورے کر دئے۔ اس پر مجنون نے کہا۔ " يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ " اس پر تنگ آکر امیر نے حکم دیا کہ سارا طبق اُس کے سامنے رکھ دیں۔ طبق مجنون کے سامنے رکھا گیا اور امیر نے کہا کہ اب کھاؤ، خدا تمہارے شکم کو کبھی سیر نہ کرے۔ مجنون نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تو ایسا نہ کرتا تو میں یہ پڑھتا کہ " وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ "

(نفحۃ الیمن)

صنعتِ تجنیسِ مرصّع

طالبِ جوہر خرے اینجا کہ ہست		طالب جو ہر خرے اینجا کہ ہست

دونوں مصرعے متحد الکلمات متفق الحروف لیکن مختلف المعنیٰ ہیں۔

(ہر خرکہ اینجا ہست طالبِ جو ہست۔ طالبِ خریدارِ جوہر (جوہر خر) اینجا کدام است)

(ید بیضا)

مربّع

	۱	۲	۳	۴
۱	بارمن	رفت	درچمن	بارے
۲	رفت	دریائے	یارمن	خارے
۳	درچمن	یارمن	قیام	نمود
۴	بارے	نثارے	نمود	آزارے

نفطویہ

نفطویہ ایک مشہور نحوی گزرا ہے اُس کے نام سے (ابو عبد اللہ محمد بن زاید واسطی) مشہور متکلم نے ایک عجیب لطیفہ پیدا کیا ہے۔ کہتا ہے۔

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ لَا یَرَیٰ فَاسِقًا	فَلْیَجْتَہِدْ اَنْ لَا یَرَیٰ نِفْطَوَیْہ
اَحْرَقَہُ اللّٰہُ بِنِصْفِ اِسْمِہٖ	وَصَیَّرَ الْبَاقِیْ صُرَاخًا عَلَیْہِ

یعنی جو شخص چاہے کہ کسی فاسق کو نہ دیکھے۔ اُسے کوشش کرنی چاہئیے کہ نفطویہ کو نہ دیکھے خدائے تعالےٰ اُسے اُس کے نام کے نصف حصہ کے ساتھ جلا دے۔ اور باقی نصف حصّہ کو اُس پر فریاد کرنے کے لئے چھوڑ دے۔

(نفط یعنے رال اور ویہ یعنی وائے ع ہر کرا رنجے رسد ناچار گوید وائے را۔)

(ابن خلکان ترجمہ نفطویہ)

سرقۂ شعری

ابو اسحاق ابراہیم بن یحییٰ ایک شاعر تھا بعد میں اُس نے شعر کہنا چھوڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ نے شعر گوئی کیوں چھوڑ دی ہے۔ اُس نے جواب میں یہ شعر پڑھے۔

خَلَتِ الدِّیَارُ فَلَا کَرِیْمٌ یُرْتَجٰی	مِنْہُ النَّوَالُ وَلَا مَلِیْحٌ یُعْشَقُ
وَمِنَ الْعَجَائِبِ اَنَّہٗ لَا یُشْتَرٰی	وَیُخَانُ فِیْہِ مَعَ الْکَسَادِ وَیُسْرَقُ

یعنی ملک خالی ہو گیا ہے نہ کوئی سخی رہا ہے کہ اُس سے انعام کی امید ہو اور نہ کوئی حسین رہا ہے کہ اُس کے متعلق عشقیہ نظمیں لکھی جائیں۔ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اگرچہ شعر کا کوئی خریدار نہیں تاہم باوجود اس کساد بازاری کے متاعِ سخن میں خیانت اور سرقہ جاری ہے۔

(ابن خلکان ترجمہ ابو اسحاق ابراہیم)

سنگ مکسر ۱ اگر کنی مقلوب

ہر کہ ناکس فتد باصل سرشت / بنگا لیند دہر کس نہ شود
سگ نگس را اگر کنی مقلوب / قلب او غیر سگ نگس نشود

س گ م گ س -
۱-۲-۳-۲-۱

قاضی پارہ می خورد

قاضی یعقوب مانک پوری علم فقہ اور اصول فقہ میں بڑے کامل تھے۔ ان کی عادت تھی کہ اکثر معجونات مقوی باہ کھایا کرتے تھے۔ ایک روز اکبر بادشاہ کی مجلس میں کیفیات کا دور چل رہا تھا۔ قاضی کو بھی اس کی تکلیف دی گئی۔ قاضی نے نہ مانا۔ اکبر نے پوچھا کہ " از کدام قسم میخورید " اس پر ایک ہندی امیر نے جواب دیا کہ " قاضی پارہ می خورد "

(پارہ = ۱ یعنی سیماب ۔ مقوی باہ ہے ۔ ۲ یعنی رشوت ۔ یہاں اشارہ دونوں باتوں کی طرف ہے)

(منتخب التواریخ)

دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ

فائق شاعر نے ایک دفعہ سید انشاء کی ہجو لکھی اور خود آکر انشاء کو سنائی۔ انشاء نے سنکر بہت تعریف کی۔ جب فائق اٹھ کر چلا گیا تو انشاء نے اسے بلایا اور کہا کہ کچھ لیتے جاؤ۔ ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر اس میں پانچ روپیہ لپیٹ کر اس کے حوالے کئے۔ جب فائق نے وہ کاغذ کھول کر پڑھا۔ تو اس میں یہ قطعہ لکھا تھا۔

فائق بے حیا چو ہجوم گفت / دل من سوخت سوختنہ بہ
صلہ اش پنج روپیہ دادم / دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ

(سماعی)

صنائع خسروی

" میانہ شہر راہے بکشش و بر سر آبے شود سرا بے بگیسر "

(۱) ۔ شہر کے درمیان درمیان رستہ پر جا۔ دریا کے کنارے پہ پہنچ کر پانی پی۔

(۲) ۔ لفظ شہر کے درمیان میں سے حرف "ہ" کو نکال ڈال۔ باقی شر رہ جائے گا۔ لفظ شر کو لفظ آب کے ساتھ لگا۔ شراب بن جائے گا۔ (امیر خسرو)

ہٰذا ہُوالاسم فاین الخبر

کہتے ہیں کہ ایک مؤذن اذان کہتے ہوئے "اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰہِ" ۔ نصب کے ساتھ پڑھ رہا تھا۔ ایک اعرابی پاس سے گزرا اور سُن کر کہنے لگا۔ یہ شخص کیا کہہ رہا ہے۔ یہ تو اسم ہے اسکی خبر کہاں ہے؟ (رسالۂ عبودیت ابن تیمیہ)

اُردوئے مُعلّٰی

ایک مولوی صاحب سے کسی دوست نے اپنے گھوڑوں کیلئے کچھ گھاس مانگ بھیجی۔ حضرت جواب میں لکھتے ہیں کہ ۔

"ہمارے متعلقین میں اتنا تین نہیں کہ عسا فیر لِوسالت سنا بر سقفِ سقف میں آشیانہ بنا سکیں۔ چہ جائے کہ افیال وافیالِ اصطبا و اطلاد کے لئے قدر قلیل دیا جائے"

(سماعی)

تمام خط کا جواب صرف ایک آیت

اسلافی آل سامان کا ایک مشہور دبیر گزرا ہے۔ پہلے نوح بن منصور کے دیوانِ رسالت میں محرری کرتا تھا۔ مگر وہاں قدر دانی نہ ہوئی اس لئے بخارا سے ہجرت کر کے ہرات میں امیر البتگین کے پاس آگیا۔ البتگین نے دیوان رسالت اُس کے حوالے کر دیا۔ ایک دفعہ نوح بن منصور نے البتگین کو ایک خط لکھا۔ جو وعید و تہدید سے بھرا ہوا تھا۔ اور تمام مضمون اسی قسم کا تھا کہ " بیایم و بگیریم و ببندم و بزنم و بکشم " وغیرہ وغیرہ ۔ البتگین پہلے سے ہی نوح بن منصور سے آزردہ تھا۔ جب یہ خط اُس کے پاس پہنچا اور بھی برآشفتہ ہوا۔ اور اسکافی کو اشارہ کیا کہ اس خط کا جواب لکھے۔ اسکافی نے قلم

اُٹھایا - اور فی البدیہہ یہہ آیت جواب میں لکھدی -

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فأتنا بما تعدنا - ان کنت من الصادقین - "

جب یہہ جواب امیر خراسان نوح بن منصور کو پہنچا تو وہ بہت حیران ہوا - اور اُس کے دربار کے تمام دبیر انگشت بدنداں ہو گئے -

کچھ مدت کے بعد نوح بن منصور نے اسکافی کو اپنے پاس بلالیا - اور اُسے دبیری کے عہدے پر سرفراز کیا - (چہار مقالہ)

تت تو ہم گگ گنگی مم مثل مم من

پیرکی لال سحرگاہ بہ طفلی الکن — می‌شنیدم کہ بدین نوع ہمی راند سخن

کہ ز زلفت مم صبحم شش شامم تاریک — وی ز چہرت شش شامم صبحم روشن

تت تریاکیم و بی شش شہد لبت — صص صبر و تت تابم ررفت از تن تن

طفل گفتا مم من را تو تقلید مکن — گگ گمم شو زیرم اکک کمتر از زن

مم میخواہی مم مشتی بہ ککلت بزنم — کہ بیفتد مم مغزت مم میان ددہن

پیر گفتا ووو اللہ کہ معلوم است این — کہ زادم من بیچارہ ز مادر الکن

ہہ ہفتاد و ہشتاد سس سال افزون — گگ گنگ و لل لالم بہ خلاق زمن

طفل گفتا خخ خدا را صص صد بار شکر — کہ برستم بہ جہان از مم ملال و مم محن

مم من ہم گگ گنگم مم مثل تت تو
تت تو ہم گگ گنگی مم مثل مم من

(کلیات قاآنی)

البتہ سگ شتی باشد

ایک دن ہمایوں اور کامران ہاتھی پر سوار چلے جاتے تھے - رستہ میں دیکھا کہ ایک سگ

جوابِ قطعۂ فردوسی

مولانا عبداللہ ہاتفی مولوی جامی قدس سرّہٗ کا ہمشیر زادہ ہے۔ جب اُس نے لیلیٰ مجنون کی تصنیف کا ارادہ کیا۔ تو مولانا جامی سے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم فردوسی کے اس قطعہ کا جواب لکھ دو تو اجازت ہے۔

درختے کہ تلخ است وے را سرشت — گرش در نشانی بہ باغ بہشت
ور از جوئے خلدش بہنگام آب — بہ بیخ انگبین ریزی و شہد ناب
سرانجام گوہر بکار آورد — ہماں میوۂ تلخ بار آورد

مولانا ہاتفی نے اس کے جواب میں یہہ قطعہ لکھ کر پیش کیا۔

اگر بیضۂ زاغ ظلمت سرشت — نہی زیر طاؤسِ باغ بہشت
بہنگام آں بیضہ پروردنش — ز انجیر جنت دہی ارزنش
دہی آبش از چشمۂ سلسبیل — باں بیضہ دم در زند جبرئیل
شود عاقبت بیضۂ زاغ۔ زاغ — برد رنج بیہودہ طاؤس باغ

مولانا جامی علیہ الرحمت نے فرمایا "اگرچہ در ہر بیت بیضہ گذاشتہ۔ لیکن اجازت است" (تذکرہ حسینی)

زن - نار

زن بود در زبانِ ہندی نار — وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ

(غلام علی آزاد بلگرامی) (سروِ آزاد)

ہَجر یا ہِجر

ایک دن نواب سعادت علی خان نے کہا کہ ہَجر بالفتح بھی درست ہے۔ جان بیلی صاحب نے کہا کہ خلاف محاورہ ہے۔ سعادت علی خان بولے کہ خیر لغت کے اعتبار سے جب درست ہے

تو استعمال میں کیا مضائقہ ہے۔ اتنے میں سید انشا بھی آگئے۔ جان بیلی صاحب نے کہا کہ کیوں سید انشا ہجر اور ہجر میں تم کیا کہتے ہو۔ انھیں اصل جھگڑے کی کچھ خبر نہیں تھی۔ بیساختہ بول اُٹھے کہ ہجر بالکسر۔ مگر ساتھ ہی سعادت علی خاں کی تیوری تاڑ گئے۔ اور فوراً بولے کہ حضور حب ہی تو خواجہ حافظ فرماتے ہیں۔

شبِ وصل است طے شد نامۂ ہجر		سلامٌ ھِیَ حتّٰی مَطلَعِ الفجر

یہ سنتے ہی سعادت علی خاں خوش ہوگئے اور اہل مجلس ہنس پڑے۔

(قرآن کریم میں ہے " وَاھجُرھُم ھَجراً جمیلاً) (آبِ حیات)

امیر خسرو کی گہرباری

ہر سخن آراستہ دُرے ست زیں کیب من		از سرِ دانش فرو رو بعد ازاں با رتے ببیں

(۱) میرے کلام میں ہر ایک لفظ ایک دُرِ یتیم ہے۔ دانشمندی سے اس میں غور کرو اور دیکھو کہ کیا کیا لطیفے پیدا ہوتے ہیں۔

(۲) لفظ دانش کے سر کو لے لے۔ یعنی حرف د اور بعد ازاں اُسے حرف "رتے" کے ساتھ ملا اور دیکھ کہ لفظ "دُرّ" بن جاتا ہے۔ (اعجازِ خسروی)

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

قاضی یحییٰ بن اکثم کسی قدر حُسن پرست بھی تھے۔ ایک دن خلیفہ مامون نے چند خوبصورت غلاموں کو حکم دیا کہ جب میں اُٹھ جاؤں تو تم لوگ قاضی صاحب کو چھیڑو۔ غلام شوخیاں کرنے لگے۔ تو قاضی صاحب نے اُن کی طرف حیرت آمیز نگاہ سے دیکھا اور کہا دو قالو! تم نہ ہوتے تو ہم لوگ پکے مسلمان ہوتے۔ مامون پردہ سے یہ گفتگو سن رہا تھا۔ یہ شعر پڑھتا ہوا باہر نکلا۔

وکنا مرجی ان نری العدل ظاہرا		فاعقبنا بعد الرجاء قنوط
متی تصلح الدنیا و یصلح اھلہا		و قاضی قضاۃ المسلمین غلوط

(المامون)

کاش کردی وگذاشتے

شیخ اوحدالدین کرمانی قدس اللہ سرہ کے متعلق کسی شخص نے حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ "وے شاہد باز بود اما پاکباز بود" مولانا روم رح نے جواب میں فرمایا کہ "کاش کردے وگذاشتے" (نفحات الانس)

عتیق اور ابوتراب

کہتے ہیں کہ ایک سُنّی شخص نے ایک شیعہ دوست کو گندم بھیجے۔ گندم پُرانے تھے۔ اس لئے اُس نے واپس کر دئے۔ اس پر سُنّی نے نئے گندم اُسے بھیج دئے۔ لیکن اُس میں مٹی تھی تاہم شیعہ دوست نے یہہ گندم رکھ لئے۔ اور یہہ شعر لکھ کر اپنے سنی دوست کو بھیجد ئے۔

بعثتَ لنا بِدالِ البُرّ بُرّاً ۔۔۔ رجاءً للجزیل من الثواب

رفضناہ عتیقاً وارتضینا ۔۔۔ بہ اذ جاء وھو ابوتراب

مطلب یہہ کہ آپ نے گندم بھیجے۔ پہلے گندم پُرانے تھے اس لئے واپس کر دئے۔ دوسرے گندم اگرچہ صاف نہ تھے لیکن نئے تھے اس لئے رکھ لئے۔

لطیفہ یہہ کہ عتیق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا لقب ہے۔ اور ابوتراب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لقب ہے۔ علاوہ بریں رفضناہ (ترک کردیم آن را) اور ارتضینا میں بھی ایہام ہے (رفض۔ رافضی۔ مرتضیٰ) (لغۃ الظرائف)

اندھے کی جورو کا اللہ بیلی

اظہری ایک شاعر آنکھوں سے نابینا تھا۔ ایک دن جلسہ میں بیٹھا ہوا۔ اپنی غزل سنا رہا تھا مقطع پڑھا۔

بخوله با اظہری دخواہ بہ بیگانہ نشین ۔۔۔ من ہمیں شرم ترا باتو نگہبان کردم

مُلا شیدا موجود تھے ہنس کر بولے کہ۔ بلے مثل ہندی مشہور است " زن نابینا را خدا نگہبان"

است ،، یعنی اندھے کی جورو کا اللہ بیلی ہے۔ (نگارستان فارس)

بگردنِ من

گفتمش نیک ساتھا دا ری ؟؟	خاطرش رنجہ شد ز گفتہ من
سخنِ پاک وصاف می گویم	گر بدی گفتہ ام بہ گردنِ من

(گلستانِ مسرت)

ایجاز

ابراہیم بن العباس مشہور شعرا میں سے ہے۔ اس کی نثر بھی اعلیٰ ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک خط امیر المومنین کی طرف سے ایک باغی خارجی کو لکھا

"اما بعد فان لامیر المومنین اناۃ فان لم تغن عقب بعدھا وعیدا۔ فان لم یغن اغنت عزائمہ والسلام"

یعنی امیر المومنین صاحب تحمل ہے۔ تحمل سے کام نہ چلے تو دھمکی دیتا ہے۔ اگر یہ بھی کارگر نہ ہو تو اس کی عزیمت قطعی فیصلہ کرنے کو موجود ہے۔ والسلام۔

دیکھئے خط باوجود اس اختصار کے کتنا مؤثر اور پُر مغز ہے۔

اس خط کے الفاظ کو ابن خلکان نے ایک شعر میں لکھ دیا ہے۔

اَنَاۃٌ فَاِنْ لَمْ تُغْنِ عَقَّبَ بَعْدَھَا	وَعِیْدًا فَاِنْ لَمْ یُغْنِ اَغْنَتْ عَزَائِمُہٗ

(ابن خلکان ترجمہ ابراہیم بن العباس)

مُسَیْلَمَۃُ الْکَذَّابُ

مسیلمہ نے جب نبوت کا دعوےٰ کیا۔ تو ضروری سمجھا کہ (نعوذ باللہ) قرآن کریم کے مقابلے میں اپنا ایک قرآن بھی بنائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ بکواس کرتا رہتا تھا۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

والمبذرات زرعا والحاصدات حصدا والذاریات قمحا والطاحنات

طحنا والخابزات خبزا والثاردات ثردا واللاقمات لقما اهالۃ وسمنا۔ لقد فضلتم علی اھل الوبر وما سبقکم اھل المدر ریفکم فامنعوہ والمعتر فاقوہ والباغی فناوؤہ

سجاح بنت حارث نے بھی اسی زمانے میں نبوت دعویٰ کیا تھا۔ جب وہ مسیلمہ کو ملی۔ تو کہا کہ تم پر کیا وحی نازل ہوئی ہے۔ مسیلمہ نے کہا۔ کہ

الم تر کیف فعل ربک بالحبلی اخرج منھا نسمۃ تسعی من بین صفاق وحشا۔

سجاح نے کہا کہ اس کے بعد اور کیا ہے؟ مسیلمہ نے جواب دیا۔ کہ

ان اللہ خلق النساء افواجا وجعل الرجال لھن ازواجا فنولج فیھن قعسا ایلاجا ثم نخرجھا اذا شئنا اخراجا فینتجن لنا سخالا نتاجا۔

یہ سنکر سجاح نے کہا کہ بے شک تو نبی ہے۔

(استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ) (اعجاز القرآن باقلانی)

ہمایوں کے قصد ہند کی ایک عجیب تاریخ

جب ہمایوں بادشاہ سنہ ۹۶۱ھ میں کابل سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا تو یہ قطعہ اس کی تاریخ میں لکھا گیا۔

خسرو غازی نصیر الدین ہمایوں شاہ آنکہ	گوئے سبقت برد از شاہان پیشیں بے شکے
بہر فتح ہند از کابل عزیمت کرد وشد	سال تاریخ توجہ۔ نہصد وشصت ویکے

لطف یہ ہے کہ نہصد وشصت ویکے یوں بھی سنہ ۹۶۱ ہے اور بحساب ابجد بھی سنہ ۹۶۱ھ ہوتا ہے۔

(ن - ہ - ص - د - و - ش - ص - ت - و - ی - ک - ے = ۹۶۱)
(۵۰ - ۵ - ۹۰ - ۴ - ۶ - ۳۰۰ - ۶۰ - ۴۰۰ - ۶ - ۱۰ - ۲۰ - ۱۰)

(منتخب التواریخ)

غمام لیس فیہ الماء غم

غمامٌ لیس فیہِ الماءُ غمٌّ	وعیشٌ لیس فیہِ العینُ ماتمُ

(۱) ۔ وہ بادل جس میں پانی نہ ہو موجب غم ہے اور وہ عیش جس کے ساتھ دولت نہ ہو ماتم ہے۔

(۲) ۔ لفظ غمام میں سے لفظ ما نکال لو ۔ باقی غم رہ جائے گا ۔ اور لفظ عیش سے حرف عین دور کردو ایک ناتمام لفظ رہ جائے گا ۔ (ماتم ۔ یعنے ناتمام) (اعجاز خسروی)

جرأت اور انشا

ایک دن میر انشاء اللہ خاں ۔ جرأت کی ملاقات کو آئے ۔ دیکھا تو سر جھکائے بیٹھے کچھ سوچ رہے ہیں ۔ اُنھوں نے پوچھا کہ کس فکر میں ہو ۔ جرأت نے کہا کہ ایک مصرعہ خیال میں آیا ہے ۔ چاہتا ہوں کہ مطلع ہو جاوے ۔ اونھوں نے پوچھا کیا ہے ۔ مگر جرأت نے نہ بتایا ۔ آخر اصرار پر جرأت نے پڑھ دیا ع

اُس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی

سید انشا نے فوراً کہا ۔ کہ ع

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جرأت ہنس پڑے اور لکڑی اُٹھا کر مارنے کو دوڑے ۔ لطف یہ ہے کہ جرأت آنکھوں سے معذور تھے۔

خر و روباہ شاں بود یکساں

روبہے می دوید ز غم جاں	روبہے دیگرش بدید چناں
گفت خیر است باز گوئی خبر	گفت خر گیر می کند سلطاں
گفت تو خر نۂ چہ مے ترسی	گفت آرے ولیک آدمیاں

مے نہ دانند و فرق مے نہ کنند خر و روباہ شاں بود یکساں	(کلیات انوری)

امیر خسرو کی ظرافت

کہتے ہیں کہ ایک روز امیر خسرو کا کسی کوچہ میں سے گذر ہوا۔ دُھنیا ایک دُکان میں روئی دُھنک رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ جس دُھنیے کو دیکھو ایک ہی انداز پر روئی دُھنکتا ہے۔ سب ایک ہی استاد کے شاگرد ہیں۔ مگر حیران ہوں کہ اس آواز کو لفظوں میں کیوں کر لا سکیں۔ امیر خسرو نے فرمایا کہ اصلاح دو درپئے جاناں جاں ہم رفت۔ جاں ہم رفت۔ جاں ہم رفت۔ رفت رفت۔ جاں ہم رفت۔ ایں ہم رفت و آں ہم رفت۔ آن ہم رفت۔ آں ہم رفت۔ ایں ہم آنہم ایں ہم آں ہم۔ آں ہم رفت۔ رفتن رفتن رفتن دہ۔ دہ دہ رفتن دہ۔ رف رف رفتن دہ۔ رفتن دہ۔ (آب حیات)

متنبّی کا ایک شعر اُس کے لئے پیغام موت ثابت ہوا

متنبّی زبان عربی کا مشہور شاعر گزرا ہے۔ ایک دفعہ وہ اپنے وطن کو فہ کو واپس آرہا تھا۔ جب بغداد کے قریب پوہنچا تو رستہ میں قزاقوں سے مقابلہ ہوگیا۔ کچھ دیر تک متنبّی اور اُس کے ساتھی دشمنوں سے لڑتے رہے۔ مگر آخر کار جب متنبّی نے دیکھا کہ کثیر التعداد دشمنوں سے وہ عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ تو جان بچا کر بھاگ نکلا۔ متنبّی کا ایک غلام جو ساتھ تھا۔ بول اُٹھا۔ کہ جس شخص نے یہہ شعر کہا ہو۔ افسوس ہے کہ تاریخ لکھنے والے میدان جنگ سے اُس کے بھاگ جانے کا تذکرہ حوالۂ قلم کریں۔

فالخیل واللیل والبیداء تعرفنی	والحرب والضرب والقرطاس والقلم

یہہ سنکر متنبّی میدان میں واپس ہو آیا۔ دشمنوں سے لڑنا شروع کیا۔ اور اسی لڑائی میں جان دے دی۔

(شعر کا مطلب یہہ کہ "گھوڑا۔ رات۔ جنگل۔ حرب۔ ضرب۔ قلم۔ دوات سب مجھ کو جانتے ہیں۔ یعنی میں صرف شاعر ہی نہیں بلکہ دلیر جنگجو بھی ہوں)

(ابن خلکان)

عقل را بیرو نقطہ نہ کنند

ایک دفعہ خواجہ ابوالبرکات نے اپنا یہ مطلع اُس زمانہ کے فاضلوں کو سُنایا ۔

خشک شد کشتِ امید و تازہ شد قحطِ دفا

زآتشِ دل یا درابرِ چشمِ ما باراں نماند

لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ لفظ یا دوسرے مصرعے میں محض بے معنی ہے ۔ یہاں لفظ تا کا مناسب تھا ۔ خواجہ ایوب نے فی الفور یہ قطعہ اس کی عذرخواہی میں لکھا ۔

هرچہ آید بہ پیشِ اہلِ نظر — بگمانِ خطاش خط نہ کنند

نقطہا گر فتند زیر و زبر — عقل را بیرو نقطہ نہ کنند

یا بخوانند و نیک فکر کنند — یا نہ خوانند تا غلط نہ کنند

(منتخب التواریخ)

محتمل الضدّین

اس شعر کے معنے دو طرح بیان ہو سکتے ہیں ۔ جو ایک دوسرے کی ضد ہیں ۔

وردا ست بدست دوستت خار — نور است بچشم دشمنت نار

(گلستانِ مسرت)

دُر دُر موئے

رفتم بہ تماشائے کنار جوئے — دیدم بلب آب زن ہندوئے

گفتم صنما! بہائے مویت چہ بود — فریاد برآورد کہ دُر دُر موئے

(امیر خسرو)

ماموں اور بھائی

گفتم کہ درین خانہ مامونِ تو باشم
گفتا کہ دریں خانہ بلائے ست خدائی

(امیر خسرو)

ہر کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْہِمْ فَرِحُوْن

یکے جہود و مسلماں خلاف می جستند
بہ طنز گفت مسلماں گر ایں قبالۂ من
جہود گفت بتوریت می خورم سوگند

چنانچہ خندہ گرفت از نزاع ایشانم
درست نیست خدایا جہود میرانم
دگر خلاف کنم ہمچو تو مسلمانم

گر از بسیط زمیں عقل منعدم گردد
بخود گماں نبرد ہیچکس کہ نادانم

(گلستان)

تمام حروفِ تہجی ایک شعر میں

خلیل ابن احمد البصری نے کل حروف تہجی ایک شعر میں منضبط کئے ہیں جو کہ بحر بسیط میں ہے اگرچہ اکثر حروف مکرر لایا مگر کوئی حرف ایسا نہ چھوڑا جو شعر ہذا میں نہ ہو۔

مِنْ خُلُقٍ خَودٍ کَمِثْلِ الشَّمْسِ اِذْ بَزَغَتْ
یَحْظَی الضَّجِیعُ بِھَا نَجْلَاءَ مِعْطَارُ

(بایں کن خوشے زن نازک کہ مثل آفتاب است وقتیکہ روشن شد بہرہ می یابد ہمخواب باو فراخ چشم است و معطر) (قواعد العروض)

تبریزی و شیرازی

دوران سیاحت میں ایک روز شیخ سعدی علیہ الرحمۃ تبریز کے ایک حمام میں گئے۔ وہاں شیخ ہمام الدین تبریزی بھی موجود تھے۔ اُنھوں نے ان کو نہ پہچانا اور پوچھا کہ "از کجائی" شیخ صاحب نے جواب دیا "از خاک پاک شیراز" ہمام الدین نے کہا کہ "عجب حالتے است کہ شیرازی در تبریز ما از سگ بیشتر است" شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے جواب میں فرمایا۔

"در بخلافِ شیراز ما کہ آنجا ہر یزی از سنگ کمتر است" (سماعی)

سہو کردم آنچہ گفتم آں منم

بود آں دیوانہ خوں از دل چکاں
زانکہ سنگش مے زدندے کودکاں

رفت آخر تا بکنجِ گلخنے
بود اندر گلخن آں را روزنے

شد ازاں روزن تگرگے آشکار
بر سرِ دیوانہ آمد در نثار

چوں تگرگ از سنگ می نشناخت باز
کرد بیہودہ زبان خود دراز

داد دیوانہ بسے دشنام زشت
کز چہ اندازید بر من سنگِ خشت

تیرہ بود آں خانہ افتادش گماں
کیں مگر ہم کودکانند ایں زماں

تا کہ از جائے درے بکشاد باز
روشنی در خانۂ گلخن فتاد

باز دانست آں تگرگ آنجا ز سنگ
دل شدش از دادنِ دشنام تنگ

گفت یارب تیرہ بود آں گلخنم
سہو کردم آنچہ گفتم آں منم

(شیخ عطار) (منطق الطیر)

امیر خسرو کے دوسخنے

جوتا کیوں نہ پہنا - سنبوسہ کیوں نہ کھایا - تلا نہ تھا

وزیر کیوں نہ رکھا - انار کیوں نہ چکھا - دانا نہ تھا

گوشت کیوں نہ کھایا - ڈوم کیوں نہ گایا - گلا نہ تھا

(سماعی)

ذکر جہر

شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ خواجہ علی رامتینی رحمت اللہ علیہ کے معاصر تھے

ایک دفعہ شیخ صاحب نے خواجہ صاحب کو لکھ بھیجا کہ

"ما مے شنویم کہ شما ذکر جہر مے گوئید"

خواجہ صاحب نے جواب میں لکھا کہ

"ما نیز مے شنویم کہ شما ذکر خفیہ مے گوئید۔ پس ذکر شما نیز جہر باشد"

(رشحات)

خلاصۂ قصۂ یوسفؑ زلیخا

کسی شخص نے یوسف علیہ السلام کے قصہ کا خلاصہ ان لفظوں میں کیا ہے۔

پیرے بود پسرے داشت		گم کردہ باز یافت

چار آفتاب اور پھر اندھیرا

۔ ۶۶۹ھ سے لے کر دس سال تک ابن خلکان دمشق کا قاضی رہا۔ ابتدا میں وہ تمام دمشق کی قضا کا کام اکیلا ہی کرتا رہا۔ لیکن کچھ مدت کے بعد حکم ہوا کہ دمشق میں چار قاضی رہا کریں۔ ایک خود ابو العباس شمس الدین ابن خلکان شافعی۔ دوسرا شمس الدین عبداللہ بن محمد بن عطا حنفی۔ تیسرا شمس الدین عبدالسلام زواوی مالکی اور چوتھا شمس الدین عبدالرحمٰن حنبلی۔

شیخ شہاب الدین ابو سامہ کہتا ہے کہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ دمشق میں اس وقت چار قاضی جمع ہو گئے تھے جن میں سے ہر ایک کا لقب شمس الدین تھا۔ قاضیوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ اور انصاف کم ہوتا گیا۔ اس لئے کسی ادیب نے اس کی نسبت کہا ہے۔

بدمشق آیت قد		ظہرت للناس تماما
کلما ازداد شموسا		زادت الدنیا ظلاما

یعنی دمشق میں قدرتِ الٰہی کا ایک عجیب معجزہ دکھائی دیا ہے کہ جس قدر شمس (آفتاب) زیادہ ہوئے اُسی قدر اندھیرا بڑھ گیا ہے۔

ایک اور شخص کہتا ہے۔

ایہل دمشق استقالوا	من کثرۃ الاحکام
اذھم جمیع شموس	وما لھم فی ظلام

یعنی دمشق والے کثرت احکام اور مختلف مذاہب کے فقہی فیصلہ جات سے متشکک اور پریشان ہو رہے ہیں۔ اگرچہ قاضی سب کے سب شمس (آفتاب) ہیں۔ لیکن لوگوں کا یہہ حال ہے کہ اندھیرے میں پڑے ہوئے ہیں۔ (دیباچۂ مشاہیر الاسلام ترجمۂ تاریخ ابن خلکان)

میاں مٹھو کی تاریخ وفات

ایک شاعر نے اپنے طوطے کی تاریخ وفات کہی ہے۔

میاں مٹھو جو ذاکر حق تھے	رات دن ذکر حق رٹا کرتے
گربۂ موت نے جو آدبایا	کچھ نہ بولے سوائے ٹے ٹے ٹے

ٹے ٹے ٹے = ۴۰۰ - ۱ + ۴۰۰ + ۱۰ + ۴۰۰ = ۱۲۳۰ ۔ سہ بار = سنہ ۱۲۳۰ ہجری۔

(دعوات عبدیت)

دو قسم کی سفارش

کہتے ہیں کہ عرب کے مشہور شاعر فرزدق کا اپنی بی بی سے کچھ جھگڑا ہوا۔ مقدمہ خلیفہ ہارون رشید کے سامنے پیش ہوا۔ فرزدق نے جعفر برمکی سے سفارش کرائی۔ اُس کی بی بی کی طرف سے زبیدہ خاتون نے خلیفہ کے پاس سفارش کی۔ خلیفہ نے زبیدہ کا زیادہ خیال کر کے فیصلہ بی بی کے حق میں کیا۔ اس پر فرزدق نے یہہ شعر کہا۔

لیس الشفیع الذی یاتیک مئتزرا
مثل الشفیع الذی یاتیک عریانا

یعنی نہیں ہے وہ شفیع جو تیرے پاس ازار پہن کر آتا ہے۔ مانند اس شفیع کے جو تیرے پاس ننگا ہو کر آتا ہے۔ (منتخب التواریخ)

نقطۂ خال

فصار العین غیناً بالغرام		و نقطۃ خالہا ورت بعینی

(۱) ۔ اور جب اُس کے خال کے نقطہ کو میری آنکھوں نے دیکھا ۔ میری آنکھیں بوجہ سوزشِ عشق کے بادل کی طرح رونے لگیں ۔

(۲) ۔ جب عین پر نقطہ ڈالا جاتا ہے ۔ غین ہو جاتا ہے ۔ (عین بمعنے چشم ۔ غین بمعنے ابر)

(۳) ۔ مزید لطف یہ کہ نقطہ خال بھی بمعنے ابر ہے ۔ (اعجاز خسروی)

۱ ۔ ۲ ۔ ۳ ۔ ۴ ۔ ۵

مولانا جامی کے ان پانچ شعروں میں پہلے شعر کے حروف سب جدا جدا ہیں ۔ دوسرے شعر کے حروف دو دو ۔ تیسرے شعر کے حروف تین تین ۔ چوتھے شعر کے حروف چار چار ۔ اور پانچویں شعر کے حروف پانچ پانچ مل کر آئے ہیں ۔

۱ رُخ زرد دارم ز دوری آن در		زدہ داغ دردم درون دل آذر ۱
۲ چو من کاست گوئی شب فرقت تو		مہ نو کہ باشد بدین گونہ لاغر ۲
۳ خطت خضر جعد کجت مشک تبت		تنت سیم لعل لبت تنگ شکر ۳
۴ بجنب نعیم مقیم محبت		بہشت مخلد نفیب محقر ۴
۵ بلبہا مسیحی بگفتن فصیحی		لطلعت صبحی بگیسو معنبر ۵

(نگارستان مسرت)

شمائلش چشم شد ان نمید انید

بینوا تخلص در اوائل سلطنت محمد شاہ در شاہجہان آباد آمد ۔ ظریف طبع بود ۔ ساکن قصبۂ سنام روزے در یکجائے با میاں آبرو ملاقات کرد ۔ او شاں کم التفات کردند ۔ گفت کہ اے میاں آبرو! اگر شما

تمیز چشم شدن نمی دانید - چوں او شاں یک چشم نداشتند - ایں لطیفہ بسیار مناسب افتاد - مردماں بخندہ در آمدند -

تذکرۂ شعرائے اردو (میر حسن دہلوی)

پدرم سلطان بود

دوش دیدم کہ ابلہے میگفت — پدر من وزیر خاں بودہ است
با وجودیکہ نیست معلومم — خود گرفتم کہ آنچناں بودہ است

ہیچ کس دیدہ کہ گہ خوردہ است — کیں ابہد قدیم نان بودہ است

(لمعات)

بنشیں مادر بیٹھ رہی مائی

مولوی فضل حق صاحب مرزا غالب کے بڑے دوست تھے - ایک دن مرزا اُن کی ملاقات کو گئے - اُن کی عادت تھی کہ جب کوئی بے تکلف دوست آیا کرتا - تو خالق باری کا یہ مصرعہ پڑھا کرتے تھے - ؏ بیا برادر آؤ رے بھائی - چنانچہ مرزا صاحب کی تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے - اور یہی مصرعہ کہہ کر بٹھایا - ابھی بیٹھے ہی تھے کہ مولوی صاحب کی بنڈی بھی دوسرے دالان سے اُٹھ کر پاس آن بیٹھی - مرزا صاحب نے فرمایا - ہاں صاحب! اب وہ دوسرا مصرعہ بھی فرما دیجئے - ؏ بنشیں مادر بیٹھ رہی مائی - (آب حیات)

پولیس والوں کی مردم شناسی

آں شنیدی کہ صوفئے می کوفت — زیر نعلین خویش میخے چند
آستینش گرفت سرہنگے — کہ بیا نعل بر ستورم بند

(سعدی)

آج کل کے صوفی

مردِ نہ کسے کہ بادہ گوید صوفی است — ہرزہ جوئے بدعوئے معروفی است

ہر بصری بے بصیرتے گشتہ حسن　　اما بو فائے عہد یزداں کوفی است

(حزین)

شاید کہ پلنگ خفیہ باشد

سید انشا نواب سعادت علی خاں کے پاس ملازم تھے۔ جان بیلی صاحب ریزیڈنٹ اودھ۔ اور علی نقی خاں میر منشی ریزیڈنٹی نواب صاحب کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دن اثنائے گفتگو میں کسی کی زبان سے نکلا۔ ع شاید کہ پلنگ خفتہ باشد۔ میر منشی صاحب نے کہا کہ گلستاں کے ہر شعر میں مختلف روایتیں ہیں۔ اور لطف یہ کہ کوئی کیفیت سے خالی نہیں۔ چنانچہ ہو سکتا ہے ع شاید کہ پلنگ خفیہ باشد۔ سعادت علی خاں نے سید انشا کی طرف دیکھا۔ انھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی۔ کہ حضور! میر منشی صاحب بجا فرماتے ہیں۔ غلام نے بھی ایک نسخۂ گلستاں میں یہی دیکھا تھا۔

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد　　عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است　　شاید کہ پلنگ خفیہ باشد

بلکہ وہ نسخہ بالکل صحیح اور صحیح تھا۔ اس میں گفتہ اور نہفتہ کے کچھ معنے بھی لکھے تھے۔ میر منشی صاحب! آپ کو یاد ہیں۔ وہ نہایت شرمندہ ہوئے۔

نئی فقہ

خواجہ ایوب ابن خواجہ ابوالبرکات نے قاضی نیشاپور کی ہجو میں کہا ہے۔

زنے چو شکوہ شوہر بہ پیش قاضی برد　　کہ حظ نفس من از وے نمی رسد بظہور

جواب داد کہ گر شوہرے تو ضعیف شدست　　روا بود کہ در آرد بجائے خود مزدور

(ریاض التواریخ)

سرقۂ شعری

ہمے گفتی بدعوی دی کہ باشد　　بہ پیش شعر قدیم انگبیں ایچ

زہر جا جمع کردی چند بیتے — بدیوانت نہ بینم غیر ازیں ہیچ

اگر ہر یک بجائے خود رود باز
بجز کاغذ نہ ماند بر زمیں ہیچ
(بہارستان جامی)

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

مروان ابن ابی حفصہ ایک مشہور شاعر تھا۔ اُس نے خلیفہ مامون کی مدح میں کچھ شعر لکھے اور اُسکو جاکر سُنائے لیکن اس بات سے کہ نہ مامون نے کچھ داد دی اور نہ اُس کے چہرہ سے قبول کا کچھ اثر ظاہر ہوا۔ مروان کو سخت تعجب ہوا۔ دربار سے واپس آکر عمارہ بن عقیل سے کہا۔ کیوں تمھاری کیا رائے ہے۔ میں تو خیال کرتا ہوں کہ مامون کو سخن فہمی کا مطلق مادہ نہیں ہے۔ عمارہ نے کہا مامون سے زیادہ اور کون نکتہ سنج ہوسکتا ہے۔ مروان نے کہا کہ میں نے تو اُس کے سامنے یہ لاجواب شعر پڑھا اور اُس کو ذرا جنبش نہ ہوئی۔

أضحى إمام الهدى المأمون مشتغلا — بالدين والناس بالدنيا مشاغيل

(لوگ دنیا کے کاروبار میں پھنسے ہیں لیکن امام رہنما (مامون) دین میں مشغول ہے۔)

عمارہ نے کہا۔ سبحان اللہ اس شعر کی بھی آپ داد چاہتے ہیں۔ مامون نہ ہوا کوئی بڑھیا ہوئی کہ محراب میں بیٹھی تسبیح پھرا رہی ہے۔ اگر مامون (جو بار سلطنت کا حامل ہے) دنیا کا کفیل نہ ہوگا۔ تو اور کون ہوگا۔ مروان نے کہا اب میں سمجھا کہ میری خطا تھی۔

(ایک وہ زمانہ تھا کہ اس قسم کے شعر بادشاہی قبولیت کے مستحق نہیں سمجھے جاتے تھے۔ لیکن بعد میں اسلامی سلطنتوں کے کمزور ہونے پر مسلمانوں نے اپنی نامردی اور نامرادی کے عیوب کو چھپانے کے لئے اس قسم کے خیالات کو پردہ بنایا۔ اور انحطاط اس حد پر آگیا۔ کہ مسلمانوں کے متعلق لوگوں کو یہ کہنا پڑا۔

دُنیا و دیں کے ربط کی رسّی کو کاٹ کے — دھوبی کے کُتے ہوگئے گھر کے نہ گھاٹ کے

(مامون الرشید کو یہ شعر سنکر خیال آیا ہوگا کہ شاعر میرے ہاتھ سے تلوار چھین کر تسبیح دینا چاہتا ہے)

(المامون)

گفت تاکے کوس سلطانی زدن

آں یکے دیوانہ تن برہنہ بُو
بودہم سرما و بارانے شگرف
نہ نہفتے بود دستش و نہ خانہ
چوں ہمے آمد از راہ دردیرانہ گام
سرشکستش خوں رواں شد ہمچو جو

در بیابان راہ می شد گرسنہ
ترشد آں دیوانہ از باران برف
عاقبت مے رفت تا ویرانہ
بر سرش آمد یکے خشتے زبام
مرد سوئے آسمان آورد رو

گفت تاکے کوس سلطانی زدن
زیں نکو تر خشت نتوانی زدن ؟

(شیخ عطار) (منطق الطیر)

صنعت مربع

مربع ذیل میں الفاظ کو سیدھا پڑھو یا اوپر سے نیچے۔ ایک ہی رباعی پیدا ہوگی۔

	۱	۲	۳	۴
۱	ممکن نہ	ہرگز چو تو	یا بہ	عالم
۲	ہرگز چو تو	کس نہ بد	مردے	بکرم
۳	یا بد	مردے	دگر کسے	مثل تو کم
۴	عالم	بکرم	مثل تو کم	یا بد ہم

(غنیمت [illegible])

گر زمن بہتر ہمی دانی زدن

مولانا روم اپنے معترضوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اُن میں سے اکثر یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ مثنوی

کیا ہے - قصّے کہانیاں ہیں۔ ادھر اُدھر کے افسانے اکٹھے کرکے لکھ دئے ہیں - مولانا جواب دیتے ہیں کہ اگر میں مثنوی اچھی نہیں لکھ سکتا اور تم اس سے بہتر لکھ سکتے ہو - تو اچھا میں اسے چھوڑ دیتا ہوں تم لکھو - اور ساتھ ہی ایک تمثیلی حکایت بیان کرتے ہیں -

ہمچو آں نائی کہ نے را خوش زدست — ناگہاں از مقعدش بادے بجست
نے بکون بردو بگفتا ہیں بزن — گر زمن بہتر ہمے دانی زدن

(مثنوی مولانا روم)

چہ حال داری؟

ابو الحسن خرقانی رحمت اللہ علیہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ " چہ حال داری " آپ نے فرمایا " کدام حال خواہد بود کسے راکہ خدا از دے فرض طلبد و پیغمبر سنت - زن نان خواہد و ملک الموت جان "

(عود ہندی)

ما دام علی الفرات فاء

من کفک فاض فاء سرفد — ما دام علی الفرات فاء

(فاء بمعنے کف یعنے جھاگ - سرفد بمعنے جود و سخاوت)

مطلب یہہ کہ جب تک دریائے فرات پر جھاگ ہے - یا جب تک لفظ فرات میں حرف فا ہے - اوس وقت تک تیری ہتیلی سے سخاوت (کا دریا) جھاگ اُٹھاتا ہوا بہتا رہے - مزید لُطف یہہ کہ لفظ سرفد میں بھی حرف فا موجود ہے -

(اعجاز خسروی)

اورنگزیب عالمگیر کے جلوس کی تاریخ

اورنگ زیب جب پہلی دفعہ ۱۰۶۸ھ میں رفعت آرائے اورنگ ہوا تو اوسکی تخت نشینی کی بہت تاریخیں لکھی گئیں - لیکن سید عبد الرشید کی تاریخ میں سب سے زیادہ ندرت و غرابت ہے سید صاحب نے اس آیۂ کریمہ سے تاریخ نکالی ہے -

"اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ"

اورنگ زیب جیسے دین پرور بادشاہ کی تاریخ بھی ایسی ہی ہونی چاہیئے تھی۔

دوسری دفعہ جب یہ شہنشاہِ اسلام ۱۰۹۹ھ میں تخت نشین ہوا۔ تو ملا عزیز اللہ خلف ملا محمد تقی مجلسی اصفہانی نے باعتبار حروف ملفوظ کلام الٰہی کے اس کلمہ سے تاریخ نکالی۔

"اِنَّ الۡمُلۡکَ لِلّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ"

یہ تاریخ بھی فی الحقیقت القائے سروش اور امداد الہام غیبی کا نتیجہ ہے۔ (سیر المتاخرین)

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴

مندرجہ ذیل رُباعی میں مصرعۂ اول کے حروف سب جدا جدا ہیں۔ یعنی تمام حروف مقطوع ہیں۔ دوسرا مصرعہ موصل بدو حرف۔ تیسرا مصرعہ موصل بسہ حرف۔ اور چوتھا مصرعہ موصل بچہار حرف ہے۔

اے دردِ دلِ آذر زدہ از رخ آذر
مانی بہ مرکزِ خطِ تو حیراں کر
ضیغم شکن جمع بخت کلک قضا
مشکل بکشد بشکل جنبش عنبر

خداوند عالم از دہلی تا پالم

سلطان محمود شاہ کے زمانے میں نصرت شاہ نے بہت سا علاقہ اپنے زیر تصرف کرلیا۔ دہلی میں سلطان محمود کی اور فیروزآباد میں نصرت شاہ کی بادشاہی تھی۔ ان دونوں بادشاہوں میں شطرنج کی طرح لڑائی جاری رہتی تھی۔ سارا ملک میان دوآب کا اور سنبھل اور پانی پت اور رہتک اور جھجر نصرت شاہ کے تصرف میں تھا۔ اور دو چار پرانے قلعے جیسے دہلی اور سیری وغیرہ سلطان محمود کے قبضے میں تھے۔ یہ مثل اُسی دن سے مشہور ہے "خداوند عالم از دہلی تا پالم"

(منتخب التواریخ)

سَعْدِیْ کے قطعات کا عَرَبی ترجمہ

شیخ سعدی علیہ الرحمت کے کلام کو جو قبول عام نصیب ہوا وہ محتاج بیان نہیں - چنانچہ گلستان کے کئی زبانوں میں ترجمے ہوئے مشہور ادیب فضل اللہ بن عبد اللہ دشمیرانسی (؟) نے دو قطعات کا ترجمہ عربی نظم میں کیا ہے - قابل داد ہے -

گلے خوشبوئے در حمام روزے ‏ رسید از دست محبوبے بدستم

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ‏ کہ از بوئے دلاویز تو مستم

بگفتا من گل ناچیز بودم ‏ ولیکن مدتے با گل نشستم

جمال ہمنشیں در من اثر کرد ‏ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(سعدی)

اذا ھو فی الحمام طین مطیب ‏ توصل من ایدی کریم الی یدی

فقلت لہ ھل انت مسک او عنبر ‏ فانی من ریا حلاہ سکران معتد

فاجاب بانی کنت طینا مذللاً ‏ فجالست للورد الجنی بمعھد

فاثر فی خلقی کمال مجالسی ‏ والا انا التراب الذی کنت فی ید

(فضل اللہ)

گر خردمند ز اجلاف جفائے بیند ‏ تا دل خویش نیازارد و درہم نشود

سنگ بدگوہر اگر کاسۂ زریں بشکست ‏ قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

(سعدی)

ان نال نذلٌ من الانذال منقصۃ ‏ حاشا لمن ان یذیب النفس بالضجر

فالدّر من حجر اذا صار منکسرا ‏ فالشر منہ وما یزداد فی الحجر

(فضل اللہ)

سائینس اُردو

کسی مولانا کے گھر چوری ہوگئی۔ صبح اپنے ایک دوست سے فرماتے ہیں کہ

"لیلۃً ماضیہ میں ایک سارق نے سمت البیت سے دار میں دخول کیا۔ لعلّ الباب مفتوح تھا۔ اُس کا حرج ہوا۔ باوجودیکہ ایک کلب بھی موجود تھا۔ جو بلع کرجاتا"

(سماعی)

دردِ زہ کا تعویذ

کہتے ہیں کہ امیر خسرو علیہ الرحمت ایک روز ایک گدھے پر اپنی کتابیں بار کیے ہوئے کہیں جا رہے تھے۔ رستہ میں بارش شروع ہوگئی۔ گاؤں کوئی نزدیک نہ تھا۔ کتابوں کے خراب ہونے کا ڈر تھا۔ اِدھر اُدھر تلاش کرنے پر ایک زمیندار کا گھر نظر آیا۔ جس نے اپنی زمین میں ہی اپنے رہنے کو ایک مکان بنایا ہوا تھا۔ آپ اُس زمیندار کے گھر پہنچے۔ زمیندار نے ایک مولوی وضع شخص دیکھ کر بیٹھنے کو جگہ دی اور آپ کی خاطر تواضع کی۔ اتفاق سے زمیندار کی عورت دردِ زہ میں مبتلا تھی۔ بچہ پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اور بڑی تشویش تھی۔ زمیندار نے یہ ماجرا آپ سے بیان کیا اور درخواست کی کہ تعویذ لکھ دیں تاکہ اس تکلیف سے نجات ہو۔ آپ نے قلم دوات لیکر ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر زمیندار کے حوالے کیا۔ کہ کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی کمر میں باندھے زمیندار نے ایسا ہی کیا۔ بارش تھمنے پر آپ تو وہاں سے چل کھڑے ہوئے۔ لیکن خدا کی مہربانی سے وہ تعویذ باندھتے ہی عورت کے بچہ پیدا ہوگیا۔ اس کے بعد جب کبھی قرب و جوار کے گاؤں میں کسی کو یہ تکلیف ہوتی۔ زمیندار سے مانگ کر وہ تعویذ لے جاتے۔ آخرکار کسی تعویذ نویس نے وہ کاغذ کھول کر دیکھا۔ تاکہ وہ بھی یہی تعویذ لکھ کر لوگوں کو دیا کرے۔ جب کاغذ کھولا تو اُس میں یہ شعر لکھا دیکھا۔

مرا جا شد خرم را نیز جا شد

زن دہقان زاید یا نہ زاید

لطف یہ ہے کہ یہ شعر اب تک دردِ زہ کے تعویذوں کی فہرست میں ہے اور نقش سلیمانی جیسی تعویذ کی کتابوں میں اب بھی لکھا ہوا ملتا ہے۔

(سماعی)

ہیچ نہ دارم

سوداگرے بارے آگینہ داشت ۔ عیارے برحسب عادت چوبے برآں طرف بار حوالت نمودہ پرسید کہ دربارت چہ داری ۔ گفت اگر چوبے بطرف دیگر زنی ہیچ نہ دارم ۔

(گلستانِ حکیم قاآنی)

شاعرانہ چشمکیں

شاہ مبارک آبرو ایک آنکھ سے معذور تھے ۔ مرزا مظہر جان جاناں نے اُن کے متعلق کہا ۔

آبرو کی آنکھ میں اک گانٹھ ہے	آبرو سب شاعروں کی . . . ہے

شاہ آبرو نے جواب میں کہا ۔

کیا کروں حق کے کئے کو کور میری چشم ہے	آبرو جگ میں رہے تو جان جانا پشم ہے

دیکھئے ! شاہ آبرو مرزا صاحب کو مات کر گئے ۔ بظاہر تو یہی کہا کہ جان جائے آبرو نہ جائے لیکن ساتھ ہی اپنے حریف کو ترکی بہ ترکی جواب بھی دے گئے ۔ (آبِ حیات)

ترا ہجا نہ کند انوری معاذ اللہ

ترا ہجا نہ کند انوری معاذ اللہ	نہ او کہ از شعرا کس ترا ہجا نہ کند
نہ از بزرگی تو بلکہ از معائب تو	چہ جائے دہم کہ اندیشہ ہم کرا نہ کند

انوری نے ابھی ہجو نہیں کہی ۔ نعوذ باللہ اگر ہجو کہتے تو خدا جانے کیا کرتے ۔ ہجائے انوری سے اُس زمانے کے لوگ پناہ مانگتے تھے ۔ (کلیاتِ انوری)

موسیقی کا جنازہ

اورنگ زیب عالمگیر نے تخت نشین ہوتے ہی پُرانی رسموں کو جو خلاف شرع تھیں یک قلم منسوخ اور موقوف کر دیا ۔ چنانچہ کلاونت اور قوال جو سرکار شاہی سے ماہانہ ملازم تھے ۔ اگرچہ ان کی منصب

اور وظیفے تو قائم رکھے - لیکن اُن کو گانے بجانے سے منع کر دیا - اس پر ارباب نغمہ نے ایک دن اتفاق کر کے ایک جنازہ بنایا - اور اُس پر پھول ڈال کر کمال آرائش اور اژدحام سے بادشاہ کی نشست گاہ کے سامنے سے جا گزارا - بادشاہ نے پوچھا کہ یہہ کیا ہے - لوگوں نے عرض کی کہ نغمہ و سرود کا جنازہ ہے - کلاونت اس کو دفن کرنے کے لئے جا رہے ہیں - اس پر اورنگ زیب نے جواب دیا کہ

" چناں دفن نمایند کہ خلاف عادت آہی صدا اشبہ از مُردہ مدفون برنیاید - "

(سیر المتاخرین)

شاعر اور ظریف کی بحث

ایک شخص نے کسی شاعر کے سامنے ایک شعر پڑھا جس کے ایک مصرعے میں قافیہ رائے مہملہ مضموم تھا اور دوسرے مصرعہ میں زائے معجمہ مکسورہ - شاعر نے کہا کہ یہہ قافیہ درست نہیں کیونکہ ایک جگہ حرف را بے نقطہ ہے اور دوسری جگہہ حرف زا بالنقطہ - اُس شخص نے کہا اچھا حرف زا پر نقطہ مت ڈالو - شاعر نے کہا کہ ایک جگہہ قافیہ مضموم ہے اور دوسری جگہہ مکسور - اُس شخص نے جواب دیا -

" بگرید اے مسلماناں کہ ایں چہ ناداں مردکے است من می گویم کہ نقطہ مزن دے اعراب مے کند "

یعنی یہہ کیا بیوقوف آدمی ہے میں کہتا ہوں کہ نقطہ بھی نہ ڈال - اور یہہ زبر زیر بھی ڈالنے لگا ہے -

(بہارستان جامی)

مقلوب مستوی

نار ریز در ریگ رو زر گش قلب		البقش گر زد ر گیرد زیر ران
ن-ا-ر-ر-ی-ز-د ←		← د-ز-ی-ر-ر-ا-ن

رگش یعنی خشم و غضب و قہر

(گلستان مسلم)

ہٰذا شِعْرٌ قُلِعَتْ عَیْنَاہُ فَأبْصَرْ

ہارون رشید کی ایک لونڈی تھی۔ جس کے ساتھ اُسے بہت محبت تھی۔ سیاہ رنگ کی تھی اور نام اُس کا خالصہ تھا۔ موتیوں سے اور جواہرات سے لدی رہتی تھی۔ ابونواس شاعر ایک دفعہ ایک مدحیہ قصیدہ لکھ کر ہارون رشید کے پاس گیا۔ اور وہ قصیدہ سنایا۔ لیکن رشید خالصہ کے ساتھ مشغول رہا۔ اور ابونواس کی طرف چنداں متوجہ ہوا۔ ابونواس شکستہ دل ہو کر چلا گیا۔ اور ہارون رشید کے دروازے پر یہہ شعر لکھتا گیا۔

لَقَدْ ضَاعَ شِعْرِیْ عَلٰی بَابِکُمْ	کَمَا ضَاعَ عِقْدٌ عَلٰی خَالِصَہْ

یعنی میرے اشعار آپ کے دروازہ پر ایسے ہی ضائع ہوئے۔ جیسے کہ خالصہ کے گلے میں موتیوں کا گلوبند۔ بادشاہ کے کسی خدمت گار نے جب یہہ شعر دروازہ پر لکھا دیکھا۔ تو اُس نے ہارون رشید کو خبر دی۔ ہارون رشید نے حکم دیا کہ فوراً ابونواس کو بلایا جائے۔ جب ابونواس دروازہ پر آیا۔ تو اُس نے دونو جگہہ پر لفظ ضاع کے ع کے دائرہ کو اُڑا دیا اور (ء) باقی رکھا۔ جب بادشاہ کے سامنے پیش ہوا۔ تو بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے ہمارے دروازے پر کیا لکھا ہے۔ ابونواس نے جواب دیا کہ میں نے یہ شعر لکھا تھا۔

لَقَدْ ضَاءَ شِعْرِیْ عَلٰی بَابِکُمْ	کَمَا ضَاءَ عِقْدٌ عَلٰی خَالِصَہْ

آپ باہر تشریف لے جا کر پڑھ سکتے ہیں۔ ہارون رشید بہت خوش ہوا اور ابونواس کو انعام دیا۔

حاضرین میں سے ایک شخص اس لطیفہ پر ایک اور لطیفہ بڑھایا۔ اور کہا کہ

ہٰذَا شِعْرٌ اِذَا قُلِعَتْ عَیْنَاہُ فَأبْصَرَ

یعنی یہہ ایک عجیب شعر ہے کہ جب اُس کی دونوں آنکھیں نکالی گئیں تو بینا ہوا۔

عَیْن بمعنے چشم۔ ضَاعَ بمعنے ضائع شد۔ ضَاءَ بمعنے روشن شد۔

(نزہۃ المتین)

ہنوز دہلی دور است

سنتے ہیں کہ غیاث الدین تغلق بادشاہ کے دل میں سلطان الاولیا شیخ نظام الدین دہلوی

کی طرف سے ہمیشہ کدورت رہتی تھی - غیاث الدین تغلق جب بنگالہ کی طرف سے واپس ہوکر دہلی کو آرہا تھا۔ تو رستہ سے نظام الدین اولیا رح کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے دہلی پہنچنے سے پہلے ہی آپ کو دہلی سے نکل جانا چاہیے - یہہ پیغام سنکر آپ نے قاصد کو جواب دیا کہ " ہنوز دہلی دور است " چنانچہ آخر یہہ ہوا کہ غیاث الدین تغلق دہلی پہنچنے سے پہلے ہی ایک مکان کے نیچے دب کر مرگیا - اس وقت سے یہہ مثل مشہور ہے - کہ ہنوز دہلی دور است - (تاریخ فرشتہ جلد دوم)

شہر مرا بمدرسہ کہ برد

نظامی گنجوی علیہ الرحمت کا ایک شعر طالب علموں کے ہاتھ پڑا - اُنھوں نے از روئے قواعد نحو اس میں کلام کرنا شروع کیا - مولوی کے پاس جب وہ کلمات پہنچے - تو فرمایا - " یاراں ! شعر مرا بمدرسہ کہ برد " (عود ہندی)

ناز الستم کہ از شما است

ایلچی براہ ہی رفت - آئینہ یافت - برداشت - عکس خود را دراں دید - بر زمین گذاشت کہ مرا عفو کنید ناز الستم کہ از شما است - (گلستان قاآنی)

مرزا سودا اور میر جعفر زٹل

جب مرزا رفیع سودا لڑکے تھے - اُس وقت میر جعفر زٹل کا بڑھاپا تھا - اگلے وقتوں کے لوگ رنگین بٹوے جن پر لفافی کا کام ہوتا تھا - اکثر ہاتھ میں رکھا کرتے تھے - ایک دن شام کے قریب میر موصوف ایک سبز رنگ کا جریب ٹیکتے ٹہلنے کو باہر نکلے - مرزا کتابوں کا جزدان لئے سامنے سے آرہے تھے - اس زمانہ میں ادب کی بڑی پابندی تھی - بزرگوں کو سلام کرنا اور اُن کی زبان سے دعا لینے کو بڑی نعمت سمجھتے تھے - مرزا نے جھک کر سلام کیا - اُنھوں نے خوش ہوکر دعا دی - چونکہ بچپن ہی میں مرزا کی موزونی طبع کا چرچا تھا - میر صاحب کچھ باتیں کرنے لگے - مرزا ساتھ ہولئے اُنھوں نے تیزی طبیعت کے جانچنے کے لئے کہا کہ مرزا بھلا ایک مصرع پر مصرعہ تو لگاؤ - ع

لالہ در باغ داغ چوں دارد

مرزا صاحب نے سوچکر کہا۔ ع عمر کوتاست غم فزوں دارد۔ میر صاحب نے فرمایا واہ مرزا دن بھر کے بھوکے تھے۔ کا کھا گئے۔

مرزا نے پھر کہا۔ ع از غم عشق سینہ خوں دارد۔ میر صاحب نے فرمایا۔ واہ بھئی دل خون ہوتا ہے جگر خون ہوتا ہے۔ بھلا سینہ کیا خون ہوگا۔ سینہ پُر زخون ہوتا ہے۔ مرزا نے پھر ذرا فکر کیا۔ اور کہا ع چونکہ سوزش دروں دارد۔ میر صاحب نے کہا کہ ہاں مصرع تو ٹھیک ہے لیکن ذرا طبیعت پر زور دے کر کہو۔

مرزا دق ہو گئے تھے۔ جھٹ کہہ دیا ع یک عصا سبز زیر.... دارد۔ میر جعفر ہنس پڑے اور جریب اُٹھا کر کہا کیوں! یہہ ہم سے بھی۔ دیکھ کہوں گا تیرے باپ سے۔ بازی بازی بار یش بابا ہم بازی۔ مرزا لڑکے تو تھے ہی۔ بھاگ گئے۔ (آبِ حیات)

شاعر اور ماعر

ایک شاعر کا کسی اُمّی سے مقابلہ ہو گیا۔ اور فریقین میں نہایت دلچسپ مکالمہ ہوا۔

شاعر۔ تو کیستی؟
اُمّی۔ تو کیستی؟
شاعر۔ من شاعرم
اُمّی۔ من ماعرم
شاعر۔ ماعر چہ مے باشد؟
اُمّی۔ شاعر چہ مے باشد؟
شاعر۔ شاعر آں باشد کہ شعرے گوید۔
ماعر۔ ماعر آں باشد کہ معرے گوید۔
شاعر۔ معر چہ مے باشد؟
ماعر۔ شعر چہ مے باشد؟

شاعر - شعر ایں باشد کہ مثلاً ع رفتارِ تو شرمندہ کند کبک دری را -

ماعر - معر ایں باشد کہ مثلاً ع مفتارِ تو مرمندہ کند مبک مری را -

شاعر - مبک مری چہ مے باشد؟

ماعر - کبکِ دری چہ مے باشد؟

شاعر - کبک دری جانوریست کہ در کوہ ہا مے ماند و سنگریزہ ہا میخورد -

ماعر - مبک مری مانوریست کہ در موہ ہا مے ماند و منگریزہ ہا مے مورد -

شاعر کا قافیہ تنگ ہوا - اور کہا کہ - ع - نہ جاہل گریزندہ چوں تیر باش -

سن شریف چہل و شش نازم بایں ریش و فش

اورنگ زیب عالمگیر کو ایک دفعہ معلوم ہوا کہ اُس کا لڑکا محمد معظم دیوان اور دربار کے وقت نہایت نفیس رنگین اور دیدہ زیب لباس پہنا کرتا ہے - اورنگ زیب ایک نہایت متشرع بادشاہ تھا - اس بات کو کب گوارا کر سکتا تھا - چنانچہ محمد معظم کو یہ مختصر سا خط لکھ کر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا - "فرزند سعادت توام محمد معظم حفظہ اللہ تعالےٰ - از نوشتۂ عزیزے معلوم شد کہ چیرۂ زعفرانی بر سر و جامۂ پلوانی در در دیوان می پوشید - سن شریف چہل و شش نازم بایں ریش و فش" (رقعات عالمگیری)

مُحتمل الضدّین

دید چوں محراب ابروے بتان جلوہ ساز		جائے آں دارد کہ شیخ شہر بگذارد نماز

(گلستان سخن)

انوری نام ہجوے نبرد

حکیم انوری نے کسی بدقسمت کی مدح میں قصیدہ لکھا - صلہ کے لئے کچھ مدت انتظار کر کے ممدوح کو یہ شعر لکھ بھیجے -

انوری نام ہجو سے نہ برد	کز تو اش چشم بد بعد است ہنوز
... خسر نام سے برد اما	سے نہ گوید کہ در کجاست ہنوز

استغفر اللہ۔ ابھی انوری نے ہجو کا نام بھی نہیں لیا۔ اگر ہجو لکھنے بیٹھتو تو آپ قیاس کریں کہ کیا کچھ نہ لکھ ڈالتے۔ (کلیات انوری)

مضمون شعر نوشت بود فی زمانا

غالب درین زمانہ بہر کس کہ وا رسی	مضمون بحر دلفظ خودش بر زبان اوست
این پایہ از کجا کہ بنالد بہ خویشتن	در گنج شایگان کہ بود رایگان اوست
کس را ز دست بردِ بلایش نجات نیست	گر پیش رو گذشتہ دگر در زبان اوست
مضمون ہر کرا خوشش ادا می کند بناز	گوئی بہ بزم اہل سخن ترجمان اوست
اما کہ حسن ادا نارسیدہ است	می لرزد از نہیب دلم راز دان اوست
ہر کس کہ تا بہ زد سخن داستے رسد	گو خوش بحال کہ انجمن بہ خوان اوست
آمدے نہ چنگ بود نہ تمک زہر کہ ہست	نے دستے نہ مہر نہ نام و نشان اوست

مضمون شعر نوشت بود سطر ز ما نسیا
سیلقہ بدست سر کہ بگفتہ از آن او ست (کلیات غالب)

ضرورت شعری

ایک دن کوئی شعر یارہ گو اپنے اشعار میر بحر فطرت کو سنا تا تھا اور داد چاہتا تھا۔ کسی مقام پر ایک لفظ غلط اینا بے ہودہ باندھا تھا کہ میر نے ٹوکا۔ اس نے کہا کہ "بایں ہمہ ضرورت شعر است" میر صاحب نے کہا کہ "اشعار را ضرورت شعر چہ بود" (نگارستان فارس)

صغیر است ولے بہ ز کبیر است

قاضی حمید الدین ناگوری شیخ برہان الدین اور قاضی کبیر رحمۃ اللہ علیہم سوا جامع مسجد قاضی

حمید الدین کا گھوڑا بہت چھوٹا تھا۔ اور دوسرے گھوڑوں کے ساتھ ہمسری نہیں کر سکتا تھا۔ قاضی کبیر نے کہا کہ "اسپ شما بسیار صغیر است" قاضی حمید الدین نے جواب دیا "وے بہ ز کبیر است"
(اخبار الاخیار ترجمہ قاضی حمید الدین ناگوری)

توارد

بعض دفعہ ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ ایک ہی مضمون کا دو مختلف دلوں میں اتفاقاً القا ہو جاتا ہے، اسے توارد کہتے ہیں۔ کمال الدین اسماعیل نے سرقات شعری کی مذمت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

اگر توارد خاطر کہ در شعبازی آن	نہ ممکن است کہ کس معترض شود بر تو
دو راہ رو کہ براہے روند در یک سمت	عجب نباشد اگر او فتند پے در پے

خلاصۃ الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ میر نظام الدین شیخم نے ایک قصیدہ مرزا سلطان احمد سمرقندی کی مدح میں لکھا۔ اور اصلاح لینے کی خاطر میر نظام الدین علی شیر کی خدمت میں لے گیا۔ میر علی شیر نے قصیدہ پڑھ کر میر نظام الدین شیخم کو کہا کہ فلاں شعر کے بعد جس میں ممدوح کا نام ہے ایک اور شعر ہونا چاہیے تاکہ کلام مربوط ہو جائے۔ میر شیخم نے اس بات کی تصدیق کی۔ اور عرض کی کہ آنجناب ہی یہ شعر لکھ دیں۔ میر علی شیر نے کہا کہ آپ بھی کوشش کریں میں بھی کچھ فکر کرتا ہوں۔ دونو کاغذ قلم دوات لیکر مصروف فکر ہوئے۔ اور کچھ دیر کے بعد اپنے اپنے شعر ایک دوسرے کو دئے۔ لطف یہ کہ دونوں کے شعروں میں ایک لفظ کا تفاوت نہ تھا۔ شعر یہ تھا۔

بہار باغ جوانی نہال گلشن دل	گل ریاض کرم سرو جوئبار وفا

(ہفت قلزم)

امیر خسرو اور چھجو ساقن

امیر خسرو کے محلے کے سرے پہ ایک بڑھیا ساقن کی دکان تھی۔ چھجو اُس کا نام تھا۔ لوگ وہاں بھنگ چرس پیا کرتے تھے۔ امیر خسرو کا بھی کبھی کبھی وہاں سے گزر ہوتا۔ اکثر کہتی رہتی کہ ہزاروں غزلیں۔ گیت۔ راگ۔ راگنیاں بناتے ہو کتابیں لکھتے ہو۔ کوئی چیز لونڈی کے نام کی بھی بنا دو کہ نام رہے۔ امیر خسرو کہتے۔

بی چھّو بہت اچھّا - ایک دن پھر اُس نے کہا کہ بھٹیاری کے لڑکے کے لئے تو خالق باری لکھڈالی ذرا لونڈی کے نام پر بھی کچھ لکھ دو تو کیا ہوگا - اس کے اصرار پر ایک دن خیال آگیا - کہا - لو بی چھّو سنو -

اوروں کی جو پہری باجے چھّو کی اٹھ پہری
باہر کا کوئی آئے ناہیں آئیں سارے شہری
صاف صوف کر آگے رکھے جس میں ناہیں توسل
اوروں کے جہاں سینک سماوے چھّو کے وہاں توسل

(یعنی بادشاہ کے ہاں بھی نوبت جو پہری بجا کرتی ہے چھّو بادشاہ سے بھی بڑی ہے کہ اُس کے ہاں اٹھ پہری بجتی ہے گنوار لوگ نہیں بلکہ شہری سفید پوش آتے ہیں - بھنگ کا پیالہ صاف ستھرے حاضر کرتی ہے جس میں ٹُس تنکا نہ ہو - اوروں کی بھنگ کا گاڑھا پن یہہ کہ اگر پیالہ میں سینک کھڑی کر دو تو وہ کھڑی رہے یہہ ایسی بھنگ بناتی ہے کہ جس میں موسل کھڑا رہے -)

خیر اُن کی بدولت چھّو کا بھی نام زندہ رہ گیا - (آب حیات)

مادری زبان

ایک دن مولانا عرفی علیہ الرحمت اور شیخ ابوالفضل میں مباحثہ ہوا - شیخ نے عرفی سے کہا - کہ ہم نے تحقیق کو بسرحد افراد پہنچا دیا ہے - اور فارسی میں خوب کمال پیدا کیا ہے - عرفی نے کہا کہ اس کو کیا کروگے کہ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ہے گھر کے بڑھوں سے اور بڑھیوں سے جو بات سنی فارسی میں سُنی - شیخ نے کہا "ما فارسی از انوری وخاقانی فرا گرفتہ ایم وشما از پیر زالاں آموختہ اید" عرفی نے جواب دیا کہ "انوری وخاقانی نیز از پیر زناں آموختہ باشند"

(اہل زبان کے متعلق اسی لئے کہتے ہیں کہ یہہ اس کی مادری زبان ہے - کوئی نہیں کہتا کہ یہہ اسکی پدری زبان ہے -
(عود ہندی)

تا بمانی سہ صد و پنجاہ سال

ایک بار خواجہ شمس الدین صاحب دیوان نے پانچ سو دینار بطور نذر کے شیخ سعدی علیہ الرحمت کی خدمت

میں بھیجے۔ رستہ میں غلام نے شیخ صاحب کے معمولی اغماض اور چشم پوشی کے بھروسے پر اُس میں ڈیڑھ سو دینار نکال لئے اور باقی شیخ صاحب کے حوالے کئے۔ شیخ صاحب نے رسید اور شکریہ میں یہ قطعہ صاحب دیوان کو لکھ بھیجا۔

خواجہ لتشریفم فرستادی و مال ۔۔۔ مالت افزوں باد و خصمت پائمال
ہر بدینارےت سالے عمر باد ۔۔۔ تا بمانی سہ صد و پنجاہ سال

صاحب دیوان نے یہہ قطعہ پڑھ کر غلام کو بہت زجر و توبیخ کی اور رقم کی بابت تدارک مافات کر کے شیخ صاحب سے معافی مانگی۔ (حیات سعدی)

پندارم توئی

یکے از شیخ زادہ ہائے شہر کہ دعویٰ شاعری می کرد۔ پیش مولانا جامی رفت در ین مطلع او

بسکہ در جانِ فگار و چشم بیدارم توئی ۔۔۔ ہر کہ پیدا می شود از دور پندارم توئی

اعتراض کرد و گفت کہ شما گفتہ اید ع ہر کہ پیدا می شود از دور پندارم توئی۔ شاید خرے یا گاوے پیدا شود۔ مولوی گفت۔ پندارم توئی۔ (تذکرۂ حسینی)

میاں قاضی اور بیوی مفتی ہے

مُلّا مقید بلخی نے قاضی صبری کی ہجو لکھی ہے۔

زن صبری درین سرائے دو در ۔۔۔ مفت با ہر کسے کند مفتی
ہر دو باہم مناسب و خوب اند ۔۔۔ خود او قاضی و زنش مفتی

(بہار عجم)

ایجاز

اورنگ زیب عالمگیر بہت مختصر نویس تھا۔ اور باوجود اختصار کے مطلب فوت نہیں ہونے دیتا تھا۔ دیکھئے کیا جامع اور مانع خط ہے۔

"فرزند عالی جاہ! شغل و عملِ عاملِ محالِ جاگیرِ آں عالیجاہ از فرد مرسلہ سوانح نگار ظاہر می گردد

غفلت از روز جزا چرا؟ ع داد داد از دست غفلت داد داد"

(رقعات عالمگیری)

شعری گوئید یا آدم می ترسانید

سہیلی ایک شاعر تھا۔ اس کے اشعار کے الفاظ اور معانی اکثر مہیب ہوا کرتے تھے۔ منجملہ اس کے شعروں کے ایک شعر یہ ہے۔

شب غم گردباد آہم ز جا سے مُرد گرد دل را
فرو بُرد اژدہائے سیل اشکم ربع مسکوں را

ایک دفعہ سہیلی نے یہ شعر مولانا جامی رحمت اللہ علیہ کے سامنے پڑھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ "شما شعری گوئید یا آدم مے ترسانید"

(تزک بابری)

گر چوں بکعبہ رسی ہیچ یاد من نکنی

حکایتے ست بفضل استماع فرمائید — بشرط آنکہ نگیرید از ین سخن آزار
بروزگار ملکشہ عرابی حج رو — نگر بارگہش رفت از قضا گر بار
سؤال کرد کہ امسال عزم حج دارم — مرا اگر بدہد بادشاہ صد دینار
چو حلقہ در کعبہ بگیرم از سر صدق — برائے دولت و عمرش دعا کنم بسیار
چو بادشہ بشنید ایں سخن بخازن گفت — کہ آنچہ خواست عرابی بدہ دو چنداں آر
برفت خازن و آورد و پیش شاہ نہاد — بلطف گفت شہ او را کہ مستمندی بردار
سپاس دار و بداں کیں دویست دینار است — صد است زاد ترا و کرائے و پا افزار
صدِ دگر بعوض شاہ نہ دہم رشوت است — نہ بہر زیرائے خدائے را زنہار

گر چوں بکعبہ رسی ہیچ یاد من نہ کنی
کراتہ وکیل مز تو تباہ گردد کار

(کلیات انوری)

تاریخ فتح قلعۂ گولکنڈہ

اورنگ زیب عالمگیر نے جب ۱۰۹۸ھ میں قلعۂ گولکنڈہ کو بعد از خرابی بسیار فتح کیا۔ تو میر عبدالکریم نے اس واقعہ کی تاریخ ان الفاظ سے نکالی۔

"فتح قلعۂ گولکنڈہ مبارک باد"

نہایت عجیب تاریخ ہے۔ (سیر المتاخرین)

بدیہہ گوئی

خواجہ عطاء اللہ عطا تخلص شخصے در عہد عالمگیر بود۔ موافق طور خود شعر بلند مے گفت۔ نقل است کہ بادشاہ دین پناہ ایں را بنا بر گناہے گرفتہ حبس نمودہ بود۔۔ روزے بحسب اتفاق بادشاہ عالی جاہ مصرعے موزون کرد از کسے پیش مصرع او خوب بہم نہ رسید۔ این سخن قال قال گوش عطا رسید۔ گفت اگر مرا خلاص نمایند میگویم۔ چنانچہ پیش ملک بایں وسیلہ بردند۔ بادشاہ فرمود کہ مصرع من این است۔ ع

بسترم خاک و خشت بالین است

عطا گفت۔ قربانت شوم۔ ع

یکے از سرگذشت من این است

تذکرۂ شعرائے اردو (میر حسن دہلوی)

(لطف یہہ ہے کہ بدیہہ گوئی کے علاوہ عطا نے بادشاہ کو یہہ کہا ہے کہ حضور آپ کا مصرعہ آپ کی حالت کا آئینہ تو نہیں بلکہ قید خانے میں میری حالت کا نقشہ ہے۔)

امر اللہ مفعولا

ملا شیدا در ہجائے مرزا امر اللہ ولد مہابت خاں خانخانان کہ بعلت مفعولیت مشہور بود سنگ گفتہ

نہ تنہا من ہمے گویم کہ امر اللہ مفعول است	نہ تنہا ہم گفت در قرآن کہ اَمرُ اللّٰہِ مَفعُولاً

(تذکرہ حسینی)

مُناظرہ بالضحک

ابو زید عبداللہ فقیہ رضؔ نے ایک شخص سے مناظرہ کیا - ابوزید جس وقت فریق مقابل کو کسی حجت سے لاجواب کرتے تو وہ ہنس دیتا - آپ نے فرمایا -

مالی اذا الزمتہ حجۃ	قابلنی بالضحک والقہقہہ
ان کان ضحک المرء من فقہہ	فالدب فی الصحراء ما افقہہ

یعنی اگر ہنس دینا ہی فقیہہ ہونے کی دلیل ہے - تو پھر خرس سے زیادہ فقیہہ کون ہوا -

(ابن خلکان ترجمہ ابوزید عبداللہ)

میانِ ما وشما عشق بازی است

شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمت اللہ علیہ نے شیخ فرید الدین رحمت اللہ علیہ کو خط بھیجا اور اُس میں لکھا کہ " میان ما وشما عشق بازی ست " شیخ فرید الدین رحمت اللہ علیہ نے جواب میں لکھا کہ " میانِ ما وشما عشق است بازی نیست - (اخبار الاخیار ذکر شیخ الاسلام بہاؤ الدین ملتانی)

اَوَّلُ مَنْ آمَنَ

اَوَّلُ مَنْ آمَنَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَکر - وَاَوَّلُ مَنْ آمَنَ مِنَ الصِّبْیَانِ عَلِیٌّ وَاَوَّلُ مَنْ آمَنَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِیْجَۃُ وَاَوَّلُ مَنْ آمَنَ مِنَ العبید بِلَالٌ - (ارشاد الطالبین)

مولانا این شعر را جہت مخدوم زادہ گفتہ

کہتے ہیں کہ عرفی شاعر کا ایک نہایت کریہہ منظر بیٹا تھا - ایک ظریف نے اُس لڑکے کو دیکھ کر کہا - کہ شاید مولانا عرفی نے یہہ شعر اسی صاحب زادے کے متعلق کہا ہے -

تخم دیگر بکف آریم و بکاریم ز نو (آتشکدۂ آذر) کانچہ کشتیم ز خجلت نتواں کرد درو

مارا ازیں گیاہِ ضعیف ایں گماں نبود

نعمت خان عالی نے اورنگ زیب عالمگیر کی سپاہ اور اُس کے سپاہ سالاروں کی شان میں جو لغو سرائی کی ہے وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اسے ہجو ملیح سمجھئے یا ہجو صریح۔ لطف اللہ خان کے حق میں آپ فرماتے ہیں۔

گزیند او دوید ولیس توپ شد نہاں ۔۔۔ استغفر اللہ ایں غلط است آنچناں نبود
او حاجتِ دویدن وپنہاں شدن نداشت ۔۔۔ کز ابتدائے معرکہ خود درمیاں نبود
یک میل راہ بود از و تا بہ فوج شاہ ۔۔۔ گر سر بہ می کشید کہ چیزے عیاں نبود
لیکن نشاید از سرِ انصاف درگذشت ۔۔۔ داریم چوں دلیل بریں کو جیاں نبود
نزدیک توپ رفت و نمرد از صدائے آن ۔۔۔ مارا ازیں گیاہِ ضعیف ایں گماں نبود

(وقائع نعمت خان عالی)

بش یوز لتوں دویست دینار است

برندق بخارائی کو بادشاہ نے ایک قصیدہ کے صلہ میں پانچ سو تومان انعام دئے جانے کا حکم کیا۔ خزانچی نے بجائے پانچسو کے صرف دو سو تومان دئے۔ برندق نے یہہ قطعہ لکھ کر بادشاہ کو بھیجا اور انعام پورا کرایا۔

شاہ دشمن گداز دوست نواز ۔۔۔ آں جہانگیر کو جہاں دار است
بش یوز لتوں کرم نمود بہ من ۔۔۔ لطفِ سلطان بہ بندہ بسیار است
سہ صد از جملہ غائب است کنوں ۔۔۔ در براتم دو صد پدیدار است
یا مگر من غلط شنودستم ۔۔۔ یا کہ پروانچی طلب گار است

یا مگر در عبارتِ ترکی
بش یوز لتوں دویست دینار است

(بش یوز آلتون۔ ترکی الفاظ ہیں۔ جن کا ترجمہ پانچ سو تومان ہے۔

تیشہ۔ رندہ۔ اور آرہ

کبری بخارائی جو عمل نجاری سے بسر اوقات کرتا تھا۔ کہتا ہے۔

چوں تیشہ مباش جملہ خود را تراش	چوں رندہ زکار خویش بے بہرہ مباش
تعلیم ز آرہ گیر در علم معاش	چیزے سوئے خود می کش و چیزے می باش

(تذکرۂ حسینی)

برہنہ مجذوب کا کشف

حکیم سرمد دہلوی ابتدا میں یہودی تھے۔ کاشان سے دہلی آکر مشرف باسلام ہوئے۔ آخرکار مجذوب ہو گئے۔ اور برہنہ ہو کر دیوانہ وار پھرنے لگے۔ داراشکوہ حکیم سرمد کا معتقد تھا۔ اپنے باپ شاہجہاں سے سرمد کے کشف و کرامات کا اکثر ذکر اذکار کیا کرتا تھا۔ بادشاہ نے امیر عنایت خاں کو سرمد کے حالات کی تفتیش کے لئے مقرر کیا۔ عنایت خاں نے سرمد کو دیکھ کر اور اُس کے حالات سے آگاہی حاصل کرکے بادشاہ کی خدمت میں عرض حال کے طور پر یہ شعر جا کر پڑھا۔

بر سرمد برہنہ کرامات تہمت است	کشفے کہ ظاہر است از و کشف عورت است

آخرکار اورنگ زیب نے علماء کے متفقہ فتوے کی بنا پر سرمد کو قتل کروا دیا۔

(تذکرۂ حسینی)

کتاب واپس کیجئے

عوام الناس میں یہ بہت بُری عادت ہے کہ پڑھنے کے لئے کسی سے کتاب عاریتاً لیتے ہیں اور واپس کرنے کا نام نہیں لیتے۔ ایک بار خواجہ شمس الدین صاحب دیوان نے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمت سے اُن کی نظم و نثر کا مجموعہ پڑھنے کے لئے مانگا۔ آپ نے بھیج دیا۔ جب ایک مدت تک وہاں سے رسید نہ آئی تو اُس کے تقاضے کے لئے یہ قطعہ لکھ بھیجا۔

سفینۂ حکمیات و نظم و نثر لطیف	کہ بارگاہ ملوک و صدور را شاید

بصد رصاحب صاحبقراں فرستادم — مگر بعین عنایت قبول فرماید
سفینہ رفت و ندانم رسید یا نہ رسید — بداں دلیل کہ آیندہ دیرمے آید
بیا رسائے ازیں حال شورت بُردم — مگر زخاطرِ من بند بستہ بکشاید

چہ گفت - گفت ندانی کہ خواجہ دریاست
نہ ہر سفینہ زدریا درست باز آید

(حیاتِ سعدی)

صد شکر می کنم کہ درو پائے من نہ بود

شعراء کے پاس نئے مضمونوں - نئی بندشوں اور نئی ترکیبوں کا خزانہ ہوتا ہے - پھر بھی کبھی کوئی اُن کا ایک مضمون چرا لیتا ہے تو دیکھئے کس قدر رنجودرفتہ ہوجاتے ہیں - دولتِ دنیا تو اُن کے پاس ہوتی ہی نہیں (الا ماشاءاللہ) اور اگر کچھ ہو بھی تو لوگ اُس پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے نہیں ٹلتے - سلیم شاعر کی کسی نامراد نے جوتیاں چرالیں - ایسی چوری کا سوا اس کے اور کیا جواب ہو سکتا تھا جو سلیم نے دیا - کہتا ہے -

دزدے بہ ... مادر خود برد کفش من
صد شکر می کنم کہ درو پائے من نہ بود

(بہارِ عجم)

شیخ در خواب دید شیطان را

شیخ در خواب دید شیطان را — رہزنِ دین و دزدِ ایماں را
از صفا بس کہ دل چو آئنہ صاف — آں لعیں را ہمیں کہ دید شناخت
بملامت عتاب پیشش گرفت — بر سرش زد بیے و ریش گرفت
کہ چہا مے کنی تو اے مردود — شدہ از درگہِ خدا مطرود
اے کہ گمراہ کردہ مردم را — طوقِ اضلال حلقہ دم را
ایں ہمہ طاعت و رکوع و سجود — بہرِ اغوائے خلق و مردم بود
ہم دیگر چو شیخ بُرد بہ کار — شد ازاں ضرب دست خود بیدار
چوں ترش رد زخواب شیریں جست — دید ریشش خودش بدست خود است

جنگ با دیو نفس آمد یاد | خندۂ زد بر ریش خود سرداد

گر نہ کشف است چیست این آخر
ہر کہ شک آورد بود کافر
(وقائع نعمان عالی)

یک جا ہمہ جا

حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس اللہ سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ
"ہر کہ یک جا ہمہ جا و ہر کہ ہمہ جا ہیچ جا"

(رشحات)

خلعت برار و خلعت درار

ایک دن دلی کے دیوان عام کے ایک در میں میر معز الدین موسوی خان فطرت چند دوست آشناؤں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ سامنے سے دیکھا کہ دو شخص دربار سے خلعت پہن کر نکلے۔ سب کو خیال ہوا کہ یہ کون دو شخص ہیں اور کس بات کا خلعت ان کو ملا ہے۔ میر نے سرخوش کو اشارہ کیا۔ یہ گیا تو معلوم ہوا کہ ایک کو صوبہ برار کی حکومت کا خلعت ملا ہے اور دوسرے کو اُس کی شادی کا۔ سرخوش نے آکر کہا کہ جناب ایک کو برار کا خلعت ملا ہے اور دوسرے کو درار کا۔ میر نہایت محظوظ ہوا اور سب لوگ ہنسنے لگے۔

(نگارستان فارس)

بدیہہ گوئی

ایک دن کوئی شخص مرزا صائب کے پاس یہ نامربوط مصرع لیکر گیا کہ اس کے لئے دوسرا مصرع بہم پہنچا دیجئے
ع شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت۔ مرزا صاحب نے فوراً پڑھ دیا کہ

امشب از ساقی ز بس گرم است محفل مے تواں
شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

(تذکرۂ حسینی)

سرقات شعری

اگر ایک شاعر دوسرے شاعر کا شعر یا مضمون اپنے کلام میں لائے تو اسے سرقہ کہتے ہیں۔ اور یہ بہت مذموم حرکت ہے۔ لیکن اگر دوسرا شعر پہلے شعر سے لطافت اور پاکیزگی میں بڑھ جائے اور سلاست لفظ، عذوبت معنی اور حسن ترکیب میں پہلے شعر سے بہتر ہو تو اسے مذموم نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ احسن خیال کیا جاتا ہے۔
مثلاً فرخی کہتا ہے۔

بقد گفتی سرو یست در میان قبا	بر دستے گفتی ماہیست بر نہادہ کلاہ
چو ماہ بود چو سرو و نہ ماہ بود نہ سرو	قبا نہ بندد سرو و کلاہ نہ دارد ماہ

رشید وطواط نے دیکھئے اس مضمون کو کیا اعلیٰ لباس پہنایا ہے۔

بماہ و سرو از آنت نمی کنم نسبت	کہ ایں سخن بر عاقلاں خطا باشد
توئی چو ماہ اگر ماہ را کلاہ بود	توئی چو سرو اگر سرو را قبا باشد

(ہفت قلزم)

ابوشکور بلخی نے دشمن کو درختِ تلخ میوہ سے تشبیہ دیکر مندرجہ ذیل اشعار میں کہا ہے کہ دشمن پر مہربانی کرنا بے فائدہ ہے۔

بدشمن برت مہربانی مباد	کہ دشمن درختیست تلخ از نہاد
درختے کہ تلخش بود گوہرا	اگر چرب و شیریں دہد مر ورا
ہماں میوۂ تلخت آرد پدید	از و چرب و شیریں نخواہی مزید

دیکھئے فردوسی نے اسی خیال کو دوسرا جامہ پہنا کر بات کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا ہے۔

درختے کہ تلخ است وے را سرشت	گرش بر نشانی بہ باغ بہشت
ور از جوئے خلدش بہ ہنگام آب	بہ بیخ انگبین ریزی و شہد ناب
سرانجام گوہر بہ کار آورد	ہماں میوۂ تلخ بار آورد

(شعر العجم جلد اول)

فرخی کا شعر ہے۔

طبع من داد لطافت بہ سخن داد چناں	کہ گہر غرق عرق گشت و بدریا افتاد

عُرفی نے اسی مضمون کو اور زیادہ خوبصورت کر دیا ہے۔

ز زادۂ دل و طبعم اگر شود آگاہ	با صل خویش بتازد ز شرم دُرِ یتیم

(رسالۂ عبدالواسع)

می آیم می آیم می آیم

ایک دن خانخاناں اور راجہ مان سنگھ شطرنج کھیل رہے تھے۔ شرط یہہ ہوئی کہ جو ہارے وہ جیتنے والے کی فرمائش کے بموجب ایک جانور کی بولی بولے۔ خان خاناں کی بازی دبنی شروع ہوئی۔ مان سنگھ نے ہنسنا شروع کیا اور کہا کہ بلی کی بولی بلواؤں گا۔ خانخاناں بہت کچھ گئے لیکن جب بت مایوس ہوئے۔ تو گھبرا کر اُٹھنا چاہا۔ اور کہا کہ بادشاہ نے ضروری کام کو کہا تھا شکر ہے کہ یاد آگیا۔ ابھی واپس آتا ہوں۔ یہہ کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مان سنگھ نے دامن پکڑ لیا اور کہا۔ کہ بلی کی بولی بول جاؤ تب جانے دوں گا۔ خان خاناں نے کہا "شما دامنم بگذارید۔ می آیم می آیم می آیم" اس پر دونوں ہنس پڑے۔ خان خاناں نے کمال کیا اپنی بات کہی اور حریف کی بات بھی پوری کر دی۔

(دربار اکبری)

فرزدق کی حاضرجوابی

فرزدق شاعر کو ایک روز خالد بن صفوان نے از روئے تمسخر کہا۔ کہ

"یا ابا فراس ما انت بالذی لما رأینہٗ اکبرنہٗ وقطعن ایدیھن"

اس پر فرزدق نے فوراً جواب دیا۔ کہ

"ولا انت بالذی قالت الفتاۃ لابیھا یا ابت استأجرہٗ ان خیر من استأجرت القوی الامین"

(الشعر والشعراء)

در مکہ بدزد اگر بیابی

دہکی قزوین کا ایک شاعر ہے جو مولانا جامی کو بھی شعر دُزد کہتا ہے۔ اُس کا قطعہ ہے۔

اے باد صبا بگو بہ جامی
کاے دزدِ سخورانِ نامی

بردی اشعار کہنہ و نو
از سعدی و انوری و خسرو

اکنوں کہ سر حجاز داری
و آہنگ حجاز سازداری

دیوان ظہیر فاریابی
در مکہ بدزد اگر بیابی

(تذکرۂ حسینی)

جَاْمَعَکِ شُهُوْدُکِ

ایک عورت قاضی کے پاس استغاثہ لے کر گئی۔ قاضی صاحب نے فرمایا " جَاْمَعَکِ شُهُوْدُکِ " عورت یہ سنکر خاموش ہوگئی۔ اس پر قاضی صاحب کے سررشتہ دار نے عورت کو کہا کہ قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ " جَاءَ شُهُوْدُکِ مَعَکِ " یہ سنکر عورت نے کہا بہت اچھا اور قاضی صاحب سے مخاطب ہوکر کہنے لگی۔ آپ بوڑھے ہوگئے مگر بات کرنی نہ آئی۔

" قاضی صاحب نے فرمایا تھا کہ اپنے گواہ ساتھ لاؤ۔ مگر الفاظ کی ترتیب ایسی ہے جس سے کچھ اور بھی مفہوم ہوسکتا ہے

(الطریف للادیب الظریف)

جامع الحروف

شعر ذیل میں تمام حروف تہجی موجود ہیں۔

ابن جھفا یا الغیاث اے کافر زسا لقب
لذت صبر خدا مرلیض عشق تو بردازخطت

(دریائے لطافت)

چون وضوئے محکم بی بی تمیز

سر بسر کار تو در لیل و نهار
سعی در تحصیل جاه و اعتبار

دین فروشی از پئے نان حرام
مکر و حیله بهر تسخیر عوام

خوردن نان حرام و رزق و رشید
گاه خبث عمرو گاہے خبث زید

وین عدالت با وجود این صفات
هست دائم برقرار و بر ثبات

بر سرش داخل نه گردد لا و لیس
این عدالت هست کوه بوقبیس

مے نه آید اختلال از هیچ چیز
چون وضوئے محکم بی بی تمیز

بود در شهر هری بیوه زنے
کهنه رندے حیله سازے پُرفنے

نام او بی بی تمیز خالدار
در نمازش بود رغبت بے شمار

با وضوئے صبح عفتن مے گذارد
نامرادان را دلی دادے مراد

کم شدے خالی دو الشر از قلم
بر مراد هر کسے مے زد رقم

در مهم سازی او باش در نود
دائما طاعونه اش در گرد بود

از تو هر کس که می جستے نماز
مے شدے فی الحال مشغول نماز

هر که آمد گفت بر من کن دعا
او بجائے دست برمیداشت پا

رُبَّهَا مَرْفُوعَةٌ لِلْفَاعِلِین
بَابُهَا مَفْتُوحَةٌ لِلدَّاخِلِین

گفت با او رندکے کلے نیک زن
نیست دارم د... ین کار تو من نے

زین جنا بهانه پئے در پئے که هست
می نه آید در وضوئے تو شکست

نیت و آداب این محکم دو ...
یک ره از روئے کرم با من بگو

این وضو از سنگ در قائم تر است
این وضو نه بود سد اسکندر است

نان و حلوا شیخ
بهاؤ الدین آملی

ہم آنجا یازید کہ از آنجا تازید

خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کے متعلق جب سید نعمت اللہ علیہ الرحمۃ نے سنا کہ خواجہ صاحب مدینہ منورہ میں واصل بحق ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ "ہم آنجا یازید کہ از آنجا تازید"۔

(نفحات الانس)

سپند بسوز

ہیچ مہ جمال شہر افروز
آں جمال تو چیست مستیٔ تو

چوں منوہری بر و سپند بسوز
واں سپند تو چیست ہستیٔ تو

(حکیم سنائی)

شیخ سعدی اور امامی ہروی

خواجہ شمس الدین صاحب دیوان - امیر معین الدین پروانہ حاکم روم - ملک افتخار الدین کرمانی - اور ملا نور الدین صدری نے باتفاق ایک قطعہ مرتب کر کے مجد ہمگر کے پاس بھیجا تھا جس میں امامی ہروی اور شیخ سعدی کے کلام پر محاکمہ کی درخواست کی - اس کے جواب میں مجد ہمگر نے یہ رباعی لکھ کر بھیجی -

ما گرچہ بہ نطق طوطیٔ خوش نفسیم
در شیوۂ شاعری بہ اجماع امم

بر شکر گفتہ ہائے سعدی مگسیم
ہرگز من و سعدی بہ امامی نرسیم

اس رباعی میں اگرچہ ہمگر نے شیخ کو اپنے سے بہتر بتایا ہے - مگر امامی کو اپنے اور شیخ دونوں پر ترجیح دی ہے - شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی اس رباعی کو سنکر یہ رباعی لکھی ہے -

ہر کس کہ بہ بارگاہ سامی نرسد
ہمگر کہ بعمر خود نہ کرد است نماز

از بخت سیاہ خود بہ کلاہی نرسد
شک نیست کہ ہرگز بہ امامی نرسد

حاجی لطف علی خاں نے بھی شیخ صاحب کی حمایت میں ایک قطعہ لکھا ہے -

یکے گفت۔ اماجی امام ہری را	ز سعدی فزوں یافتہ مجد ہمگر
دریں ماجرا چیست رائے تو گفتم	ستمگر بود مجد ہمگر ستمگر

(حیات سعدی)

دُزدانِ معانی

مُلّا ساغری اکثر شکایت کیا کرتا تھا کہ شعرائے عصر میرے اشعار کے معانی اُڑا لیتے ہیں۔

مولانا جامی نے یہہ بات سنی اور فرمایا

ساغری میگفت دزدان معانی بردہ اند	ہر کجا در شعر من یک معنی خوش دیدہ اند
دیدم اکثر شعرہایش را کہ یک معنی نداشت	راست میگفتست آنکہ معنی ہایش را دزدیدہ اند

مُلّا ساغری نے جب یہہ قطعہ سنا۔ مولانا جامی کے پاس آیا اور شکایت کی آپ نے فرمایا۔ میں نے شاعرے کہا تھا ساغری لوگوں نے بنالیا۔ (تذکرہ سبلی)

صنعتِ مُرَبّع

ان عربی اشعار کو طولاً پڑھو یا عرضاً ایک ہی عبارت ہو گی۔

	۱	۲	۳	۴
۱	لیت شعری	الك علم	من سقامی	یاشفائی
۲	لك علم	من غرامی	ونحولی	وتمنائی
۳	من سقامی	ونحولی	یادوائی	انت دائی
۴	یاشفائی	وعنائی	انت دائی	ودوائی

([illegible])

رفع اور جر

بُلیتُ بِنحوی یَقُولُ مُغاضبًا
عَلیٰ کَسْرِ یَدٍ فی مُقابلۃِ العُمرِ
علیٰ جرِّ ذیلٍ لیسَ یرفعُ رأسہٗ
وھل یستقیمُ الرفعُ مِن عاملِ الجرِ

(مبتلا شدم بہ نحوی کہ حملہ مے آرد بغضب بر من ہمچو حملۂ زید بر عمرو۔ بر کشیدنِ دامن سر بر ندارد و آیا راست مے آید رفع بہ عمل جر)

دامن کھینچنے پر وہ سر نہیں اُٹھاتا (اور یوں بھی عمل جر کہاں اور رفع کہاں)
ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا مشہور بات ہے۔

(جرِ ذیل۔ دامن کشان گذشتن۔ نازو انداز سے چلنا)

(گلستان)

مقلوب مستوی ہے

([illegible])